کتاب مین سخت کلامی نہین کی گئی اور ذکر اسامی خلفا و علما مین آداب ملحوظ ہے مگر مطابق قانون
اعلان کیا جاتا ہے کہ کتاب مذہب شیعہ کی ہے بجواب کتاب اہلسنت حضرات اہلسنت اسکو ملاحظہ نکرین ـ

وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ

حصہ اول

سنہ ۱۳۱۲ ہجری

ذو الفقار حیدر

تصحیح و نظر ثانی حضرت مولف علام جناب مولانا الحکیم
السید علی اظہر صاحب ابن علامۂ زمن مولانا السید حسن دام ظلہما
رئیس کھجوہ ضلع چھپرہ بتاریخ ۲۳ ماہ صفر ۱۳۱۲ھ بمقام لکھنو

در مطبع اثنا عشری باہتمام مالک رشید سید عابد علی حلیۂ طبع پوشید

فانتقمنا منهم فانظر كيف كان عاقبة المكذبين

بعون خالق اکبر و یمن پیغمبر و آلہ الاطہر علیہم السلام ما اضاء الشمس و استنار القمر
و عنایت ہمم و حمام ہدیٰ کتاب مستطاب قاطع مکاید اہل شر قامع عقاید اذناب صحف شانہ ہو المستعان

مسمے بہ

سیف اللہ الاکبر علی مغروزی الضرب المنکر

ملقب بہ

ذوالفقار حیدر

۱۳۱۱ھ

از تصنیفات علم علامہ فاضل فہامہ کاسر اعناق منکری الامامۃ مرغم اناف المنحرفین عن طریق الاستقامۃ و جادۃ السلامۃ الحایز لقصبات السبق فی میدان البرہان بفرسان العلم والعرفان الفایز بما اشتہر من ان العلم علمان علم الابدان و علم الادیان المدخر من الکمال بالحظ الاوفر ذو الشرف الابہر والمجد الازہر مولانا الحکیم السید علی اظہر ایدہ اللہ وابقاہ و مشکل شر دقاہ

۵

مع رسالہ ارغام اللئیم و الجام القسیم بر حاشیہ

بمقام لکھنؤ در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی طبع شد

بلقیاہ صلوٰۃ متواترۃ متوافرۃ متظافرۃ و سلاما متتابعا
متوالیا متکاثرا لا یدرک مبتدئہا و لا یعلم منتہٰہا
بعد دما احاط بہ علمہ و احصاہ اما بعد پس کہتا ہے بندہ
افقر الی رحمۃ اللہ الاکبر السید علی اظہر بن العالم الجلیل المؤتمن مولانا السید
حسن بن علی ادام اللہ ظلہ العالی ما دامت الایام و اللیالی و حشرنا فی زمرۃ
موالی محمد و علی و عترتہما علیہم الصلوٰۃ و السلام من اللہ العلی کو یہ رسالہ ہے
مسمی بہ سیف اللہ الاکبر علی مفرق ذی الضرب المنکر تردید
میں رسالۂ منکرہ مسمے بالضرب المنکر کے جسکو لکھا ہے بعض اہل خلاف
و دا از انصاف نے بہوس جواب میرے رسالہ مسمیٰ بالفاروق الاکبر
کے کہ جواب میں ایک تحریر یہ قصیر و تقریر یہ پر تزویر ناصب معنوی صوری
مولوی محمد فاروق فاروقی فیروزپوری کی ہے چونکہ اُسنے اُس تحریر میں
وجود ذیجود حضرت خلیفۃ الرحمن حجۃ اللہ المنان علی الانس و الجان صاحب
الامر و الزمان جناب حضرت مہدی موعود عجل اللہ ظہورہ بحق جدہ المحمود و ابیہ المسعود
علیہم الصلوٰۃ و السلام من اللہ الودود الی یوم الورود و یوم الشہود کا انکا
صریح کیا تھا نہ فقط خلافا للشیعہ بلکہ خلافا لکمل اولیا کمحی الدین العربی و
عبد الوہاب الشعراوی وغیرہما کما سیاتی و بتوجیہ غیر وجیہ و تمویہ سفیہ و تاویل
علیل و تشکیک رکیک باوجود ثبوت و استدلال و استناد بمفاد حدیث
متواتر متفق علیہ قوی الاسناد من مات و لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ
جاہلیۃ کے امام زمان کا منکر اور سفینۂ نوح سے متخلف ہو کر بمصداق الغرق
حشیش بکلی حشیش بسبیل شک و ارتیاب بامال اضطرار و اضطراب کبھی سورہ
کبھی قرآن کو کبھی خلفا کو امام زمانہ بتلایا اور عوام کالانعام کے تخویف

کے لیئے دام مکر پھیلایا تھا لہذا فقیر نے ۱۲۹۱ ہجری مین بہ تردید ابطال
اُسکے ایک رسالہ لکھا و بغرض استیناس و رفع استیحاش و دفع
وسواس و مناسبت تامہ و رعایت عامہ نام اُس رسالہ عجالہ کا
الفاروق الاکبر بین عارف امام آخر الزمان والجاہل المنکر
رکھا تھا چنانچہ بوجہ متانت و رزانت و حصانت و ترک طعن و تشنیع و کلمات
اہانت وہ ایسا مقبول انام و مطبوع خاص و عام ہوا کہ خود مجیب مذکور ہمنام
رسالہ سطور نے باوصف صحت ذات و سلامتی حواس و الاشتراک فی الاسم
والنسب للاوفظ الالفاظ المشہور علی لسان العرب کے عدل تقدیری فاروقی کو
کام فرمایا اور السکوت کالرضا کو دلیل مقبولیت بتایا ہرچند سائل ذی نور عی
شیعی ایدہ اللہ القوی نے بغرض اتمام حجت اُسکے جواب الجواب کا مطالبہ
کیا مگر مجیب مذکور باطائف الحیل عذر تلف و ضایع ہونے رسالہ
مذکور کے پردے مین روپوش ہو گیا کہ زمانہ طوال زیادہ از دوازدہ سال
اسکو گذرا تا آنکہ اس سال کہ ۱۳۰۵ ہجری ہے زبانی بعض اخوان
الصفا و اہل الوفا حماہ اللہ و کفی معلوم ہوا کہ وہ رسالہ فاروق جو بمنزلہ
تریاق فاروقی تھا بعض منکرین امام مبین کے لیئے تیزاب فاروقی ہو گیا
اور وہ فاذ ہر بمصداق کما المتان فی الاضداف دراہ و فی فد
الاف اعی صار سماہ بعض مخالفین کے حق مین ایسا سم امر بلکہ مین
الموت اضر ہوا کہ مختل الحواس ہو کر برودت کو حرارت اور حلاوت کو
مرارت اور محبت کو عداوت اور لینت کو خشونت اور رفق کو شدت
سمجھا چنانچہ اُسی حالت دگرگونی مین امادہ اطفاء نور حق و اخفاء صدق
مطابق ہوا اور مادہ کسب حرفہ ذمیمہ حسب عادت قدیمہ طائفہ لئیمہ و متاع کاسد

وجیفہ فاسد تحفہ اثنا عشریہ مستترقہ کالاے یدکابلی کو جمع کرکے بکمال بغض
و اعتساف وحسد جواب رسالہ فاروق کا نہایت شد و مد وغایت
جد و کد سے لکھا اور براہ نصب وعناد وحقد نام اُسکا الضرب المنکر
علی فرق الاظہر رکھا کہ غلظت وفظاظت کا نمونہ اور شہاب ثاقب طعن و
ملامت کا نشانہ ہے آیہ کریمہ ان انکر الاصوات لصوت الحمیر ۵
جسکی شان کے مطابق اور حکم محکم انھم لیقولون منکرا من القول
وزورا جسکی منکریت وتزویر کی مصدق ہے پس ازانجاکہ اس حجری
وسینہ زوری ومال مردہ دہلوی وکابلی کے ناحق خوری پر سفہا کا فخر و
مباہات وعوام کا التفات وابتہاج ونشاط مثل کیف ورق النشاط
حد سے درسے متجاوز ہو کر بسرحد اختلاط وخبط واختباط پہونچا اور باوجود
تعدد وتکثر اجوبہ حقہ تحفہ مسترقہ کی جو اصل وبنیاد کلی بغض و عناد و
خمیر مایہ ہر جور وفساد کا ہے عو عو وغوغو الکافر دنهوانا چار مداوا لکا بتلانتہ
الخا واجب قرار پایا اور اشتیاق قلبی نے جو مدت سے واسطے تحریر جواب
تحفہ کے زبان اُردو میں دلگزین تھا اپنا اثر دکھایا کہ مولف ضرب منکر نے
تحفہ کو ایسا چورایا ہے کہ بنا بر عقائد فاسدہ اُسکے مصداق ع من زقرآن
مغز را برداشتم ہو بنگیا ہی پس اسکی تردید گویا تحفہ کی تردید ہے اور کل جدید
لذیذ کا لطف بران مزید ہے لہذا فقیر نے محض بنظر امتثال امر ربانی کونوا انصار
للہ الخ وتعمیل حکم نبوی اذا ظھرا لبدع فلیظھر العالم علمہ الخ وبالحاح واصرار اکثر برادران
ایمانی واخلاء روحانی مجبور ہو کر اور واجب ولازم جانکر صرف بغرض نصرت
دین وحمایت شرع متین ورعایت ضعفاء مومنین وہدایت عامہ مسلمین
وازاحۃ مکاید مخالفین وازالہ مفاسد معاندین باقامت دلائل وبراہین

باوجود کثرت اشتغال و اشتغال بال و تشتت احوال بکمال استعجال بسبیل ارتجال
اس جواب باصواب کو تحریر کیا اور مخاطب نامی بلکہ عامی کی سخت کلامیوں کے
جواب دینے کو جو حد سے بڑھے اور کفش دوز کے بھی سر چڑھے ہوے تھے محض
فضول و طریقہ ظلوم و جہول خلاف شرافت و آدمیت موافق سبعیت
و بہیمیت سمجھکر طریقہ انبیا و اوصیا پر سلوک قولا لہ قولا لینا کا مد نظر رکھا
تا اہل خلاف بھی اگر بنظر انصاف اِس کتاب کو دیکھین امید ہی کہ پروردگار
عالم کیسکو انمین توفیق رفیق سے اپنے رحیق تحقیق پلاے اور سواء الطریق
حق کیطرف ہدایت فرماے ولو کان الحق مرا ذلعل اللہ یحدث
بعد ذلک امراً اور ہر چند مخاطب نے اکثر میرے الفاظ و عبارات
صحیحہ کو بوجہ قلمی ہونے رسالہ مذکورہ کے خود تحریف و تصحیف کر کے
گنجایش اعتراضات و نمایش تمسخرات کیا ہے مثل اسکے کہ الحمد للہ کو
الحمد اللہ اور رحیذ کو چیذ اور پیر کو پیر بناکر اسیر اعتراضات لاطائل سے
لیاقت علمی کو اپنے دکھایا اور حجم رسالہ کو بیفائدہ بڑھایا ہے لیکن میںنے
بغیر اغراض دینی سے اعراض و اعتراض لاطائل سے احتراز اولے
والنسب معلوم کیا مگر جہان پر اعلان فساد اعتقاد یا اظہار کذب مخاطب
یا تنبیہ بخطا یا معارضہ جواب ضروری ہوا البتہ وہان پر بیان امر واقعی مین
مجبور و معذور رہا جیسا کہ منصف مزاجون پر راستی اِس کلام کی بخوبی
ظاہر ہوگی وازینجاست کہ جبکہ مخاطب نے خطبہ کو طول دیا اور اسمین اکثر عقائد
فاسدہ و باطلہ کو فضول ذکر کیا اور جابجا آیات و احادیث کو بلا ربط بھی
بھر دیا جس سے بزعم ناقص اسکے مذہب باطل کی حقیت اور خود بدولت
کی علمیت و قرآن و احادیث سے واقفیت کا عوام کے دلونمین کچھ ابہام ہو

پس لابد ہوا کہ ان عقاید باطلہ کے حسب عادت قدیمہ اہلحق مخالف ہی کی
کتابون سے تردید کیجاوے اور بہ عہد حریف بخوبی کھولدیا جاوے تا عوام
و جہال بظاہر آیتہ و روایتہ کو دیکھکر کید کیا وسی صید صیادنہون وعلے
اللہ نصر المومنین وھو الموفق والمعین قال المخاطب
المنکر لامام المسلمین جاحد الحق بعد ما اتاہ الیقین
المندرج تحت قولہ تعالی لا یومنون بہ وقد خلت سنۃ
الاولین المسمی بتقسیم الدین بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ
الذی لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر خالق کل شئ وھو
علی کل شئ قدیر الذی جعل طاعتہ واجبۃ علی العباد
فقال فی کتابہ المجید وما خلقت الجن والانس الا
لیعبدون وان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون
ولم یجب علیہ شئ فقال عز من قائل لا یسئل عما یفعل وھم
یسئلون وھو الذی ھدانا الصراط المستقیم صراط الذین
انعم علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین
ونجانا من النصب والرفض والتشبیہ والتعطیل والاعتزال
والارجاء والجبر والقدر وغیرھا من البطالات بلطفہ
العمیم وفضلہ المتین وھو الذی ارسل الینا رسلا مبشرین
ومنذرین وجعلھم ائمۃ یھدون وانزل علیھم الکتب
ھدی للمتقین المستعدین للوصول الی منازل
الیقین لعل الامم بھا یھتدون وخص من بین الرسل
الکرام والانبیاء العظام حبیبہ ورسولہ الذی ارسلہ

[illegible] حاشیہ: ... بعض ... لفظ ... سے ... اور ... بہ جملہ ... غلط ہے کیونکہ جس چیز کے ساتھ کہ فاعل کیا اسکو ... کا استعمال ... کے ساتھ ... قاموس ۱۲

المخرج الدنيا من العدم من هو نوره مظهر انوار التجليات
و منبع اسرار الخفيات وبه اظهر الله العالم وجعله لحلقة النبوة
والرسالة الخاتم وشهد عليه بانه خاتم النبيين و رحمة
للعالمين وشفيع للمذنبين وسيد ولد ادم اجمعين وجعل
امته خير امم الماضين ووعد اصحابه الكرام خصوصا
منهم الخلفاء الراشدين بالاستخلاف فى الارض
بعد النبي الكريم وبتمكينهم على الدين المرضى القويم و
تبديل خوف من الامن فان يعبدوا ولا يشركوا به شيئا
الى يوم الدين ورضى الله عنهم ورضوا عنه ذلك الفوز المبين
فانجز وعده ولا يخلف الله الميعاد فسبحان ربك رب العزة عما
يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين والصلوة
والسلام على خير خلقه سيدنا محمد المصطفى افضل الانبياء المرسلين
وحبيب رب العالمين الذى قال مثل اهل بيتى فيكم مثل سفينة
نوح من ركبها نجى ومن تخلف عنها غرق واصحابي كالنجوم بايهم
اقتديتم اهتديتم وانى تارك فيكم الثقلين ان تمسكتم بهما لن تضلوا
بعدى احدهما اعظم من الاخر كتاب الله حبل الممدود من
السماء الى الارض عترتى اهل بيتى ان يتفرقا حتى يردا على
الحوض انظر كيف تخلفونى فيهما فتبين برسول الله صلى الله عليه
واله واصحابه وسلم بهذه الاحاديث الثلاثة ان الشريعة
كالبحر لا يمكن عبورها بغير اتباع القران على تفسيرها
التي ثبتت بالتحقيق من اصحابه العظام واهل بيته

الکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فتبین لہذا ما قال اللہ تعالیٰ
فی شانہ العظیم بالمومنین روف رحیم وجعلہ اللہ سراجا منیرا
وانزل علیہ نورا مبینا فصار الناما مین فی کل حین واوان
وکل مکان وزمان لانہ صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم نبی
اخر الزمان وکتابہ اخر ما نزلت من الملک المنان ماجعل اللہ
ھدایتہما موقوفۃ ومقیدۃ بزمان دون زمان بل ھی الان
کما کانت من وقت البعث متزایدۃ فی کل مکان ولما کانت الھدایۃ
واحدۃ نہما الامام لا الامامان ونبینا وشفیعنا صلی اللہ علیہ
والہ واصحابہ وسلم امام الانبیاء والمرسلین فقال کنت نبیا وادم
بین الماء والطین وعلی الہ واصحابہ ھداۃ الاسلام ودعاۃ
الانام لاسیما الخلفاء الراشدین وتابعیھم وتبع تابعیھم الی
یوم الدین خصوصا منہم الاربعۃ المجتہدین الائمۃ المتقین
رضوان اللہ علیہم اجمعین وصلی اللہ علی سیدنا محمدن النبی
الامی وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ
وسلم تسلیما کثیرا کثیرا انتہی کلامہ **اقول وبہ نستعین**
قولہ الحمد للہ الذی لیس کمثلہ شئ الخ **اقول** وبہ نستعین
صدق اللہ العظیم حیث قال تنزیلا علی الرسول الکریم
لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون
سبحان اللہ یہ فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے کہ کیوں کہتے ہو جو چیز کہ نہیں
کرتے ہو غرض اس سے اظہار اس امر کا ہے کہ حضرات اہل سنت بنا بر
عرف عام عموما اور حضرت مخاطب خصوصا مصداق اسی آیہ کریمہ کے

فی الدر المنثور للسیوطی
مخاطب کو کیونکر یاد ہوگا
اور یہ وجہ ہے بصری ناظرہ
خوانی ہے کیونکر دلنشاد ہوگا
۱۲ ارغام اللئیم و الجام اللئیم

ہین کہ قول انکا فعل کے مطابق نہین ہوتا ہے جو عین علامت نفاق ہے جیساکہ تطبیق وتصدیق اسکی وجوہ مفصلہ ذیل سے صرف خطبہ ہی مین ظاہر ہو جائیگی پہلے یہ کہ حمد و شکر منعم حقیقی کو یہ حضرات عقلاً واجب نہین جانتے ہین صرف بخوف شرع زبان سے کہدیتے ہین اُس بات کو کہ دلمین جسکے منکر ہین دوسرے اعظم نعمات آلہیہ کا کہ وجود بابرکات حجۃ اللہ فی الارضین جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام والصلوٰۃ کا ہے باوجود قیام حجت و برہان انکار وکفران کرکے شکر کرنا عین کفر ہے تیسرے جب بحدیث متفق علیہ فریقین ہدایت منحصر تمسک ثقلین ہے تو غیر ثقلین کے ساتھ تمسک کرنیوالے بیشک اہل ضلالت سے ہونگے اور حمد و شکر اہل ضلالت کا مقبول نہین ہوسکتا وانما یتقبل اللہ من المتقین چوتھے بعد الحمد للہ الذی جو ایہ لیس کمثلہ شئے کو جوڑ دیا ہے اپنے عقاید کے خلاف کیا ہے بلکہ عیاذاً باللہ باعتقاد اساطین مخاطب نقیض اسکے مثلہ شئی کہنا چاہیئے کیونکہ اکثر حضرات اہلسنت بلکہ اعاظم ائمہ دین واکابر مجتہدین انکے جنکے اقوال پر انکے شریعت وآئین کا مدار ہے مثل خاتم ائمۃ المجتہدین ابن تیمیہ وامام المحدثین بقول شاہ جی علامہ ذہبی وامام ابن مندہ ومقاتل بن سلیمان جنکے عیال امام شافعی تھے بقول ابن خلکان فی وفیات الاعیان اور اکثر حنابلہ جسمیت خدائے تعالے کے قائل ہین چنانچہ غنیۃ الطالبین مین بھی ہے واما المقاتلیہ فنسوبۃ الی مقاتل بن سلیمان حکی عنہ انہ قال ان اللہ تعالی جسم وانہ جثۃ علی صورۃ الانسان لحم ودم واعضاء من راس ولسان وعنق الخ یعنے مقاتلیہ وہ لوگ ہین جنکی نسبت مقاتل بن

غنیۃ الطالبین مترجم فاضل عبد الحکیم سیالکوٹی مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی تصنیف قطب صمدانی غوث اعظم اہلسنت شیخ عبد القادر جیلانی ہے صفحہ ۲۳۴ کہ عبارت دیباچہ ترجمہ مذکورہ سے ظاہر ہے اور شاہ ولی اللہ قرۃ العینین مین کہتے ہین قال سیدی عبد القادر فی الغنیۃ ...

سلیمان کیطرف ہے کہ اُس سے منقول ہے کہ اُسنے کہا بیشک اللہ تعالی
جسم ہے اور بیشک جثہ اُسکا اوپر صورت انسان کے ہے گوشت و
خون و اعضا سر و زبان و گردن سے الخ اور کتاب ملل و نحل علامہ شہرستانی
مین ہے و مثل مضر و کہمش و احمد الہجیمی وغیرہم من اہل السنۃ
قالوا معبودہم صورۃ ذات اعضاء و ابعاض الخ یعنے مثل مضر و
کہمش و احمد ہجیمی وغیرہ کے اہلسنت سے قائل ہین کہ معبود اُنکا صورت
ہے صاحب اعضا و اجزا یہان پر شبہہ نہو کہ اہلسنت مین سے
کوئی فرقہ معتزلہ وغیرہ جو اکثر بجاے سپر پلیش کیا جاتا ہی قایل اسکا ہوگا
کیونکہ بتصریح صاحب بحر المذاہب وغیرہ بتحقیق علما اطلاق اہلسنت کا
فرقہ اشاعرہ و ماتریدیہ ہی پر ہوتا ہے جسمین شاہ جی و منکر بھی داخل ہین
بدخول تام نہ معتزلہ وغیرہ پس اب انصاف چاہتا ہون کہ جب خداوند
عزوجل تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا بتحقیق الحضرات کی
جسم و جثہ رکھتا ہے بصورت انسان بلکہ بشکل امرد نوجوان تو ایسے
مذہب والا اگر لیس کمثلہ شئی کہے تو دو حال سے خالی نہین ہے کہ معتقد بھی
اسکا ہے یا نہین اگر معتقد ہے تو اپنے دین سے خارج ہوکر کافر ہوگا اور
اگر معتقد نہین ہے تو زمرہ یقولون بالسنتہم ما لیس فی قلوبہم مین
داخل ہوکر کافر ہوگا ۵ زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است ؛
علاوہ اسکے جب کل اہلسنت رویت خدا کے کالقمر فی لیلۃ البدر قایل ہین
اور اپنی صحاح کے مصدق ہین پس اس سے زیادہ مماثلت کیا ہوگی پھر
لیس کمثلہ شئی کہان رہا فلم تقولون علی اللہ ما لا تعلمون پانچوین قولہ
ھو السمیع البصیر یہان بھی درصورت اعتقاد جسمیت خدا و اثبات

چشم و گوش جملہ محظورات سابقہ درپیش ہین اور درصورت عدم اعتقاد مذکور مذہب حق پر آئینگے جو عاقبت اندیش ہین چھٹے **قولہ** خالق کلشئی سے اگر خالق کل خیر و شر و خالق جملہ افعال بشر مقصود مخاطب ہے جو تمامی اہلسنت کا عقیدہ ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین بھی یہ عقیدہ بستم آنکہ ہرچہ از بندہ یا حیوانات دیگر صادر میشود از خیر و شر و کفر و ایمان و طاعت و معصیت ہمہ پیدائش خدا و بایجاد اوست انتہی تو ہرچند آپکے مذہب والے موافق اور کل اشرار بلکہ شیاطین اور کفار تک بھی آپکو شکریہ کے لایق جانینگے مگر ساتھی اسکے بنیاد دین اسلام و اساس وعد و وعید و عذاب و ثواب و بہشت و دوزخ و اوامر و نواہی الٰہی و بعثت رسل و تنزیل کتب و خلافت خلفا کا بھی انہدام لازم ہوگا فتامل فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ اور اگر یہ مقصود نہو تو مذہب حق موجود ہے جسکے سوا سب مردود ہے ساتوین **قولہ** وھو علی کلشئ قدیر اولا یہ قول بعد خالق کلشئی کے بےموقع و بیفائدہ زائد ہے وہو لغو اسلیئے کہ خالقیت کل شئی کو قادریت علی کل شئی لازم ہے ثانیا آپکے امام رازی نے کہا ہے کہ بلخی اسکا قایل تھا کہ اللہ تعالیٰ اوپر مثل مقدور بندہ کے قادر نہین ہے تو علی کلشئی قدیر کیونکر صحیح ہوگا ثالثا اشاعرہ بھی قایل عموم قدرت بہ نسبت کلشئی کے نہین ہین بلکہ کہتے ہین کہ خدا اپنے صفات کی ایجاب پر قادر نہین ہے بلکہ اُسکو بطریق ایجاب پیدا کیا ہے جیسا کہ محقق دوانی نے تصریح کی ہے پس مخاطب کا کل شئی کہنا درحقیقت اپنے ایمہ کا جھٹلانا ہے اور اپنے مذہب کو برباد کرنا ہے فافہم **قولہ** الذی جعل طاعتہ الخ

تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۰۳

تحفہ ص ۷ جو برابر علی بندہ کے ہے بعد بحر الاسنی دیکھیں ۱۷۲

ص ۱۷ مجلس الحطعلی

اقول یہ عبارت مخبوط کئی وجہونسے نامربوط ہے پہلے یہ کہ محض ذکر خدا
کے طاعت کو واجب کرنیکا عباد پر مقام حمد وشکر مین بیموقع ہے تا وقتیکہ
طاعت خدا کا وسیلہ و ذریعہ ہونا بھی استحقاق اجر و ثواب بحساب کو ذکر
نہ کیا جاے خصوصًا ایسے شخص سے جو افعال خدا کو معلل باغراض نہ جانتا ہو
دوسرے یہ کہ لغت مین طاعت بمعنی انقیاد و فرمانبرداری ہے کما
فی القاموس اور یہ معنے عام ہے کہ خدا نے اپنی طاعت کے ساتھ
رسول و اولی الامر کی طاعت کو بھی واجب کیا ہے جیسا کہ فرمایا اطیعو
اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم پس بقول مخاطب تخصیص
کی کیا جگہ ہے اور مقام حمد مین تعریف ناقص بیان کرنے سے کیا امید
ثواب ہے فتفکر فی الجواب تیسرے درصورت تخصیص
وجوب بطاعت خدا باوجود شمول طاعت رسول وغیرہ انکار سمجھا
جاتا ہے طاعت رسول وغیرہ سے اور منکر اُسکا بیشک کافر ہے چوتھے
چونکہ انتفای جزء مستلزم انتفای کل کو ہوتا ہے لہذا اطاعت خدا سے
بھی انکار ثابت ہوگیا خصوصًا بنا بر مذہب اشاعرہ کے کہ مخاطب انھین
بے شعورون سے ہے بوجہ اسکے کہ انکے نزدیک حسن وقبح اشیا عقلی
نہین ہے بلکہ شرعی ہے پس انکار طاعت رسول راسًا مستلزم انکار
طاعت خدا ہے پس مخاطب اس شعر کی مضمون کے مصداق ہوئے
ذهب الحمار لیستفید لنفسه ٭ قرنا فاب وماله اذنان پانچویں
جو آیہ ما خلقت الجن الخ کو سند مین وجوب طاعت کے لایا ہے
محض دلیل نافہمی ہے اولا اسلیئے کہ طاعت عام ہے اور مفاد اس
آیت کا کہ عبادت ہی خاص ہے اور استدلال خاص سے عام پر درست

رہ گئے یعنے اطاعت رسول
اور اولی الامر کی
ترجمہ
صفحہ ۳۵
ضربۃ مسکتہ مطبوعہ
مطبع نولکشور

ازالۃ الغین مقالہ سادسہ

نہین ہو جیسا کہ ازالۃ الغین مین ہے فان العلماء اجمعو علی ان العام لا دلالۃ لہ علی الخاص باحدی الدلالات الثلث انتہی یعنی تمامی علما نے اجماع کیا ہو کہ عام کو کسیطرح کی دلالت خاص پر نہین ہے ثانیاً اگر طاعت سے قبول مخاطب مین خاص عبادت بھی مراد لیجاے تو یہ آیہ مفید وجوب ہرگز نہین ہوسکتا جو مطلوب ہے کیونکہ علامت وجوب اسمین کوئی مذکور نہین ہے اور بالفرض اگر وجوب تسلیم بھی کیا کیا جاے تو انحصار جملہ طاعات کا صرف واجب ہی مین لازم آتا ہو حالانکہ بہت سی طاعتین سنت و مستحب بھی ہین فافہم چھٹے بعد اسکے آیہ ان من شئ الخ کو پہلے سے بھی کچھ زیادہ بیموقع و بیمحل و بیفائدہ لایا ہے یہانتک کہ مخاطب کے حافظ ہونیکے بھی پوری دلیل نہین ہوسکتی فاحفظہ وتبصر **قولہ** ولم یجب علیہ شئی الخ **اقول** یہ دعوی مخاطب کا بھی کئی وجہون سے محض غلط و صریح البطلان ذات مقدس ایزد سبحان پر سراسر افترا و بہتان ہے اعاذ کا بس اسلیئے کہ مبنیٰ اس کلام سراپا ملام کا وہی خیال خام ہے جو دماغ مین سنیونکے راسخ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے بالا کون ہے جو اُسپر کچھ واجب کرسکے حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ وجوب کے معنے کیا ہین وجوب اصطلاحی فقہا یہان مراد نہین ہے مثل نماز و روزہ وغیرہ کے بلکہ مراد لزوم عقلی ہے من قبیل قضایا قیاساتھا معہا کے یعنے جو فعل خدا کا موافق اُسکے حکمت کے اور ترک اُسکا مخالف اُسکے حکمت کے ہو جیسے خداے تعالےٰ کا متصف ہونا بصفات حسنہ اور منزہ ہونا سمات قبیحہ سے باارادہ کردینے دن سے طاعت کا اور کراہت اُسکی معصیت سے وہ ضروری ہو اور اسی ضرورت کو معتبر بوجوب کرتے ہین اور اسمین کوئی قباحت

کلام مور ... وجوب ... و صحت ... امام فخر الدین رازی

نہین ہے شاید سُنی لوگ بھی معاذ اللہ خلاف اسکے جایز نجانینگے ثانیا بعد
تسلیم اسکے کہ دوسرا کوئی واجب نکرسکے لیکن اگر بمقتضاے غایت رحمت
واحسان ونہایت تفضل وامتنان خود ذات مقدس اُسکے اپنے اوپر کسی
امر کو مثل لطف و رحمت وغیرہ کے واجب کرلے تو اُسکو کون منع کرسکتا ہی
جیساکہ فرمایا لا یسئل عما یفعل الایہ فصدق فر من المطر و
وقع تحت المیزاب بخلاف ما نحن فیہ کہ بہ نسبت معبود
وعبد دونوں کے درحقیقت واجب کنندہ خود ذات اُسکی ہے نہ غیر
اور عقل محض دریافت کنندہ اور سمجھنے والی ہے چنانچہ خود فرماتا ہے
وکان حقا علینا نصر المومنین یعنے ہے حق ہمپر مدد مومنین کی
جیساکہ مخاطب نے ترجمہ کیا ہے لیکن حسب عادت قدیمہ عام طائفہ ذمیمہ
اپنے کتمان حق سے باز نہ آیا لفظ حق کو بغیر ترجمہ من حیث یشعر او لا یشعر
چھوڑ دیا شاباش ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند اگر حق
دریافت کرنا منظور ہوتا تو حق کا ترجمہ بھی کرتا دیکھیے صاحب قاموس
حق کو معنے واجب لکھتا ہے گو منکر نے براہ چوری و سینہ زوری معنی حق
کی چوری کی مگر الحق سے کب بچ سکتے ہین ہیں یہ مثل مشہور مخاطب پر پوری
ہو ئی کلمہ حق بر زبان جاری ثالثا آپکے امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر
کبیر مین بذیل ایہ کتب ربکم علی نفسہ الرحمہ لکھتے ہین المسئلة الاولی
کتب کذا علی فلان یفید الالزام وکلمة علی ایضا تفید الایجاب
ومجموعهما مبالغة فی الایجاب فهذا یقتضی انه سبحانه راحما
رحیما بهم علی سبیل الوجوب انتهی یعنے کتب کذا علی
فلان معنی وجوب کا فائدہ دیتا ہے اور کلمہ علی بھی مفید وجوب ہے

قریبہ ۳۵ بشکر

قاموس لغة حق ۶۴۴

تفسیر کبیر ... انعام ...

اور دونون کا مجموعہ مبالغہ درباب ایجاب ہے پس مفاد آیہ یہ ہوا کہ تمھارے
پروردگار نے اپنے نفس پر رحمت کو واجب کیا ہی بمبالغہ وتاکید تنبیہ
شاید وجہ اس مبالغہ کی یہی ہو کہ تا آپ لوگ انکار نکرین والعلم عند اللہ
رابعا امام مذکور ذیل مسئلہ رابعہ مین تفسیر اس ایہ کے لکھتے ہین قال اللہ تعالے
فقد جاءکم بشیر ونذیر المعنی ان حصول الفترۃ یوجب احتیاج
الخلق الی بعثۃ الرسل واللہ تعالی قادر علی کل شئی فکان قادرا
علی البعثۃ ولما کان الخلق محتاجین الی البعثۃ والرحیم الکریم قادرا
علی بعثۃ الرسل وجب فی کرمہ ورحمتہ ان یبعث الرسل الیھم
الخ یعنے فرمایا اللہ تعالے نے کہ آیا تم سبکے پاس بشیر ونذیر معنے اسکے یہ ہین
کہ فترۃ کا ہونا موجب احتیاج خلق ہے طرف بھیجنے رسولونکے اور جب
حق تعالے ہر شئے پر قادر تھا اور مخلوقات محتاج طرف بعثت کے اور رسولونکو
بھیجنے پر بھی قادر تھا تو اسکے کرم ورحمت پر واجب ہوا کہ رسولونکو مبعوث
فرماے الخ پس مقام انصاف ہے کہ ارحم الراحمین تو اپنے نفس پر لطف
ورحمت ونصرت مومنین وبعثت رسل کو بتاکید ومبالغہ واجب فرماے
اور بہ خبر لا تقنطوا من رحمۃ اللہ خلاف سے منع وتہدید شدید کرے
امام رازی انکا بھی خدا تعالے پر رحمت وبعث رسل کو واجب بیان کرے
پھر ہم مخاطب کے قول دلہ یجب علیہ شئی کو اعتقاد فاسد ومخالف حکم
خدا ورسول وامام کیون نہ کہین بہرکیف جب مخاطب وہم مشرب اونکے
عموما وجوب رحمت پروردگار کے منکر ہین تو اب مخاطب ساتھ کتب
ربکم کے ہم مومنین ہوے نہ حضرات مخالفین وکذلک نجزی المجرمین خاصا
ایہ لا یسئل عما یفعل الخ کو اثبات لم یجب علیہ شئی کیواسطے لاتا اسے خلل دماغ کا

تفسیر کبیر جلد ثالث صفحہ ۵۷۰ سورۂ مائدہ چھاپہ مصر

پ ۶ رکوع ۵ [illegible]

اثر ہے جسکی طرف کچھ اشارہ ہوا اولاً ادنیٰ عربی دان بھی سمجھ سکتا ہے کہ
دلالت اِس آیہ کی عدم وجوب پر کسی طرح اقسام ثلثہ دلالت سے نہین ہے
کیونکہ نہ تو لا یسئل بمعنے لم یجب ہی نہ جزو اُسکا نہ لازم ثانیاً باتفاق مفسرین
لا یسئل بمعنے لا یستفسر ہے وچونکہ خداوند تعالے حکیم ہے اور واجب ہی
کہ فعل حکیم قرین عدل وصواب ہو پس کوئی سوال نہین کرتا فعل حکیم
سے کہ فعل صواب کیون کیا برخلاف خطا کارونکے کہ اُنسے پوچھا جاتا ہی
کہ خطا کیون کی پس اس آیت کو تو دلالت اوپر وجوب فعل صواب کے
ہوئی نہ اوپر عدم وجوب کے ثالثاً با وصف مخالفت فریقین اگر اِس
آیت سے بالفرض عدم وجوب بتاویل البعد ثابت ہو تو آیات سابقہ سے
وجوب صریح بتاکید اکید ثابت وظاہر ہوتا ہے پس بیشک عند التعارض
والتناقض تنزیل صریح مقدم ہوگی تاویل بعید بلکہ قبیح پر رابعاً بعد تسلیم
آپکی طرف سے جو امام رازی کا جواب ہوگا وہی جواب ہمارا بھی تصور کیا
جائیگا حذو النعل بالنعل اور تفصیل اسکی بھی مابعد مذکور ہوگی انشاء
اللہ تعالے قولہ وھو الذی ھدانا الخ اقول یہ قول بھی کئی وجہون سے
مردود ہے پہلی چونکہ عموماً ہر مذہب والا اپنے کو حق اور دوسرے کو
باطل تصور کرتا ہے لہذا یہ جملہ خبریہ بلا دلیل صدق کاذب ہے قل
ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین دوسری خصوصاً مخاطب کا بنابر
عقاید فاسدہ سابقہ ولاحقہ کے اہل ہدایت سے ہونا ممنوع بلکہ باطل و
حلیہ صحت سے عاطل ہے جس راہ کو آپ لوگ راہ ہدایت وصراط مستقیم
وطریقۂ انبیا وشہدا وصدیقین وصالحین تصور کرتے ہین محض کجروی
وغلط فہمی آپکی ہے معاذ اللہ ان لوگونکو اُس طریق سے کیا واسطہ کیا یہ

یہ بحث جلد ... ضمیمہ ذو الفقار حیدری میں بہ بسط تمام مرقوم ہے

لوگ بھی معاذاللہ خدا کو جابر و ظالم اور بندونکو مجبور و مظلوم سمجھتے
تھے بلکہ درحقیقت فرقہ حقہ شیعہ البتہ صراط مستقیم پر ہے اسواسطے کہ
انکے دین کا سلسلہ انبیا و شہدا و صلحا مثل جناب رسالت مآب و علی مرتضی و
امام حسن و امام حسین سید الشہدا علیہم التحیۃ والثنا تک باقرب و اقصر طرق
منتہی ہوتا ہے اسلیئے کہ اصول و فروع انکے ماخوذ ہین ان لوگون سے
جنسے اخذ کرنے پر حدیث متفق علیہ تمسک ثقلین و سفینہ دلالت کرتی ہی
بخلاف اُس فرقہ کے کہ سلسلہ اُسکا کفار و منافقین و مرتدین و قاسطین
و مارقین تک کہ جنکا کفر و نفاق و ارتداد ہم کتب اہلسنت سے ثابت
کرتے ہین منتہی ہوتا ہے ؎ بعمد أ میروی راہت نہ انیست ؛ مرادت
کعبہ و رویت بچین ہست ؛ قولہ و نجانا من النصب اقول منکر کا یہ
دعوی بھی سراسر کاذب ہے کیونکہ سنی لوگ ہرچند زبانی برات اپنی
ناصبیت سے ظاہر کرتے ہین مگر رفتار خلاف گفتار ہے جو نشان
منافقین و کفار ہے بقولہم لہذا ناصبیت انکی اور انکے علما کی اور زیبا
ہونا خطاب ناصبی کا انکے لیئے انہین کی کتابون سے ثابت کیا جاتا ہی پس
واضح ہو کہ نصب و ناصبیت کے معانی لغت مین بہت ہین لیکن علماے
اہلسنت نے کئی طرح پر اطلاق کیا ہی پہلی انکے قطب صمدانی غوث اعظم
شیخ عبد القادر جیلانے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے وتسمیہا
الرافضۃ ناصبیۃ لقولہا باختیار الامام ونصبہ بالعقد
یعنے سنیونکو رافضی لوگ ناصبیہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ سنی لوگ
اختیار کرتے ہین امام کو اور نصب کرتے ہین اُسکو بعقد بیعت الخ
پس بنابر اس معنے کے جو عین معتقد اہلسنت ہے اگر قطب صاحب سچے

معنی نصب و ناصبیت

صہ ۲۱ غنیۃ الطالبین ترجمہ فاضل عبد الحکیم مطبوعہ مطبع مرتضوی بیچ ذکر اسما اہلسنت

ہین تو مخاطب کا بجانا کہنا ناجائز وکذب محض بلکہ اپنے دین و ایمان سے
دست بردار ہونا ہے اور اگر یہی سمجھکر بجانا کہا ہے تو مبارک کیا دچشم ما
روشن دل ماشاد خدا نجات دے آپکو اس عقیدۂ بد سے **دوسری**
امام شافعی اپنے اشعار مین جو فصول المہمہ ابن صباغ مالکی مین منقول
ہین فرماتے ہین سہ اذا نحن فضلنا علیا فاننا ؛ روافض بالتفضیل
عند ذوی الجہل ؛ وفضل ابی بکر اذا ماذکرتہ ؛ رمیت
بنصب عند ذکری للفضل ؛ فلازلت ذا رفض ونصب
کلیہما بحبیہما حتی اوسد فی الرمل ؛ یعنے جب ہم فضیلت دیتے
ہین حضرت علی کو تو جاہل ہمکو رافضی کہتے ہین اور جب ہم فضیلت
ابو بکر کو ذکر کرتے ہین تو ناصبی کہے جاتے ہین پس ہمیشہ ہم انھین
دونون رافضیت وناصبیت مین رہینگے یہانتک کہ پیوند خاک ہون
انتہی پس یہان علاوہ محذور لزوم تناقض وتضاد کے صدق وکذب
مخاطب وامام مین بوجہ محبت ابو بکر مراد لینے کے نصب سے بیعت مخاطب
کے ساتھ خلیفۂ اول کی ٹوٹی جاتی ہے یکقلم سنت ہی باطل ہوئی
جاتی ہی اسواسطے کہ جامع صغیر سیوطی مین ہے عن عائشۃ قالت
قال رسول اللہ من تمسک بالسنۃ وجبت لہ الجنۃ قالت
عائشۃ یارسول اللہ وما السنۃ قال حب ابیک وصاحبہ
یعنی عمر انتہی یعنے عائشہؓ نے حضرت رسول خداؐ سے روایت کی ہی
کہ فرمایا جو تمسک کرے ساتھ سنت کے جنت اسکے واسطے واجب ہے
پوچھا عائشہؓ نے کہ سنت کیا ہے یارسول اللہ فرمایا کہ محبت تیری باپکی
اور صاحب اُسکے عمر کی انتہی پس جب سنت نام ہے محبت شیخین کا

تفضیل جناب امیر بقول شافعی رفض ہے

رافضی کہنا جہل ہے

[illegible]

اور نصب بمعنے محبت ابو بکر ہے تو نجات ظاہر کرنا النصب سے درحقیقت
سنت سے دست بردار ہونا اور نجا ہنا ہے اور جب سنت سے
نجات پایا تو جہنم واجب ہی آپکے لیئے وہوا المطلوب تیسری قاموس
مین ہے کہ النواصب والناصبیہ واھل النصب المتدینون
ببغضۃ علی کرم اللہ وجہہ لانھم نصبوالہ ای عادوہ الخ
یعنے نواصب اور ناصبیہ اور اہل نصب وہ ہین جو بغض وعداوت
حضرت علی کو دین اپنا کہتے ہین اسوجہ سے کہ اُن سبنے حضرت سے
دشمنی کیا الخ اب یہان پر قابل توضیح یہ امر ہے کہ اگر مخاطب کا مقصود
نجاتا من النصب سے نجات بغض وعداوت حضرت امیر سے ہے
تو خدا توفیق رفیق کرتا تو ایسا ہوتا لیکن ابھی تک تو نہین ہوا سہ
وانت بحمد اللہ غیر موفق ہ ہان شیعیان علی ابن ابی طالب بحمد اللہ
ہمیشہ سے ساتھ اسکے باقرار مخالف وموالف موفق ہین بلکہ خود لفظ
شیعہ علی اسپر دلالت کرتا ہے جیساکہ صاحب قاموس فرماتے ہین شیعۃ
الرجل اتباعہ وانصارہ اور بدیہی ہی کہ اتباع وانصار محبین ہوتے
ہین نہ مبغضین اور ظاہر تر اس سے عبارت مابعد اسکے ہی کہ فرماتے
ہین قد غلب ھذا الاسم علی کل من یتولیٰ علیا واھلبیتہ
حتیٰ صار بہم اسما خاصا یعنے یہ لفظ ایسا مخصوص بمحبان علی
ہے کہ اب معنے دیگر محتاج بقرینہ ہونگے پس جو لوگ باین لقب ملقب
ہین ضرور ہے کہ محبین سے ہون برخلاف اہلسنت معاویہ کہ اسی
لفظ کو دلالت اوپر بغض جناب امیر کے ہے اسلیئے کہ سنت معاویہ
معلوم ہے کہ بغض جناب امیر ہے ہر چند زبانی آپ دعوی محبت کرتے

ص ۷۶ قاموس

ص ۳۰ قاموس

ہین مگر قلب آپکا مکذب اُسکا ہے اور آپ لوگ کی فلتات لسان سے
بمود اے قاموس ہے می تراود چکنم انچہ در آوند دل ہست ؛؛ لاعن
شعور کلمات بغض وعناد نکلتے ہین اور بے باکانہ الفاظ توہین وتہجین
مثل ان الرجل لیہجر کہ سراسر خلاف تعظیم وتکریم وعلامت بغض و
نفاق ہے ظاہر ہوتے ہین جیساکہ ناظرین تحفہ مسروقہ ومنتہی الکلام
وازالۃ الغین پر ظاہر ہے بہرحال دشمنی ان سنیو نکی جناب امیر واہلبیت
طاہرین کے ساتھ اس درجہ شہرت و تواتر پر ہے کہ کفار یہود و نصارا
بھی واقف ہین اور اپنی کتب تواریخ مین لکھتے ہین چنانچہ کتاب
خلاصۃ التواریخ عالم مصنفہ مارشمن صاحب مین ذکر فرق اسلامیہ
مین لکھا ہے کہ پس دو فرقے ہوے ایک محب علی جسکو شیعہ کہتے ہین
ایک دشمن علی جسکو سنی کہتے ہین الخ اور اسمین توکوئی شک نہین
ہے کہ اہلسنت محبت ثلثہ کے قلبًا ولسانًا مقر ہین اور روایات صحیحہ
صحاح اہلسنت سے مخالفت درمیان جناب امیرؑ اور ان حضرات کی
ثابت ہی چنانچہ صحیح مسلم مین بزبان صدق ترجمان خود حضرت عمر
موجود ہے کہ علی و عباس مجھکو اور ابوبکر کو کاذب و غادر و آثم جانتے
ہین اور یہی صحیح بخاری مین اُنھین حضرت کے بیان سے ہے کہ ہم
سب نے بیعت ابوبکر کی وما خالفنا فی ذلک الا علی والزبیر واتباعہما
یعنے اور نہ مخالفت کیا ہملوگونکی اس بیعت مین مگر علی اور زبیر
واتباع اُنکے نے اور یہی صحیح مسلم مین ہے کہ چھ مہینہ تک بیعت نہ کی ابوبکر
کی جناب امیر نے اور نہ کسی بنی ہاشم نے کما نقل فی جامع الاصول
اور بعد وفات جناب سیدہ باضطرار و اکراہ بیعت کی اور شاہ ولی اللہ نے

[حاشیہ: ... سنیوں ... الا ... الکلمہ ...]

[حاشیہ: صـ ۱۸۸ حصہ دوم مترجمہ منشی شیو پرشاد مطبوعہ ادارہ اسلام شاہجہان آباد ۱۹۴۴ء]

[حاشیہ: صـ ۱۵۶ صحیح مسلم ج ۲ کلکتہ]

[حاشیہ: صـ ۱۵۲ صحیح مسلم]

صـ ۲۷ ازالۃ الخفا مقصد دوم

ازالۃ الخفا مین لکھا ہے چون روز دیگر بیعت عامہ منعقد شد سادات
اہلبیت تخلف نمودند و این اشکالے دیگر بہر سید حضرت شیخین بحسن تدبیر
این اشکال را برانداختند الخ ثم قال و در ہمین ایام مشکلے دیگر کہ فوق جمیع
مشکلات توان شمرد پیش آمد و آن این بود کہ زبیر و جمعے از بنی ہاشم در خانۂ
حضرت فاطمہؓ جمع شدہ در باب نقض خلافت مشورہا بکار میبردند حضرت
شیخین انیرا بتدبیر کہ بایستے برہم زدند الخ اور وہ حسن تدبیر یہ تھی کہ حضرت
عمر آتش افروزی خانہ جناب سیدہ فاطمہ الزہراؓ پر مستعد ہوگیے اور قسم
کھائی کہ گھر جلا دینگے جیسا کہ اسکا اقرار خود شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا
مین اور اُنکے فرزند ارجمند نے تحفہ مین اور ابو الفدا نے تاریخ مین اپنی
کہا ہے بلکہ اکثرون نے آگ لکڑی لیجانا اور بعض نے آگ لگانا بھی لکھا ہے
الغرض مخالفت و عداوت بین الخلفا و جناب امیر ہرچند آپ لوگ
چھپائین مگر چھپ نہین سکتی اور اگر فرمائی کہ یہ سب روایت ہی تو عداوت
معاویہ ساتھ جناب امیر المومنین و حسنین کے تو درایت ہے اسکا کوئی
بھی انکار نہین کر سکتا کہ کتنی لڑائیان صفین مین لڑے زبان سے
نوبت بہ تیغ و سنان آئی اور جناب امام حسن مجتبیٰ پر صف کشی کی اور
بقصد لڑنے کے آے کہ بمجبوری نوبت مصالحہ آئی اُسپر بھی خبر شہادت
جناب امام حسنؑ سنکر فرط مسرت و شادی سے اللہ اکبر کہا جسپر فاختہ
عمہ معاویہ نے بیساختہ اُس دین ساختہ سے کہا اعلی موت ابن فاطمہ
تکبر یعنے کیا جناب سیدہ کے بیٹے کے مرنے پر تو تکبیر کہتا ہے اور سب و
شتم و لعن و طعن کی سنت بہ نسبت جناب امیر اور ائمہ طاہرین کے
آپکے یہان اُسکی جاری کی ہوئی ہے جو مدت دراز تک بر سر منبر ہوا کی اور ابھی تک

صـ ۲۶ ازالۃ الخفا

دیکھو کما فی المختصر فی اخبار البشر نقلا عن حیوۃ [illegible]

کسی نہ کسی نوع سے آپکے یہان وہ بدعت جاری ہی کما یظہر من ازالۃ
العین یہانتک کہ باوصف ایسی عداوت وبغض جناب امیر کے آپلوگ
معاویہ کو خلیفہ برحق وامیر المومنین وخال المومنین کہتے ہین اور
رضی اللہ عنہ کے ساتھ یاد کرتے ہین اور اُسکے فرزند رشید یزید پلید
قاتل جگر گوشۂ رسول رب مجید کو بھی خلیفہ برحق وامیر المومنین اور
لایق صلوات جانتے ہین جیسا کہ بیان ہوگا حالانکہ حدیث نبوی جو متواتر
ومتفق علیہ بین الفریقین دربارہ جناب امیر المومنین علیہ السلام
ہے کہ لایحبہ الامومن ولایبغضہ الامنافق یعنے علی کو نہ
دوست رکھیگا مگر مومن اور دشمن نہ رکھیگا علی کو مگر منافق اُس سے
بھی منافق ہونا معاویہ کا ثابت وظاہر ہے اسپر بھی اُسکو خلیفہ وامام
اپنا جانتے ہین پس جب آپ محب ودوست ثلثہ ومعاویہ ویزید ہین
توضرور دشمن علی واہلبیت بھی ہوے اور ہین ومحب العدو عدو
پھر ناصبیت مین آپلوگونکے کیا عذر ہے ؎ تحب عدوی ثم تزعم
اننی ؛ صدیقک ان الرای عنک لعازب اور بمناسبت مقام اس
جگہ ایک حکایت توزک تیموری لکھی جاتی ہے کما نقل علماے بخارا ور
عہد امیر تیمور متفق شدہ سجلے نوشتند کہ چون علی مرتضیٰ راضی بقتل
عثمان بود بغض ودشمنی او بقدر ترنج بر ہر مسلمانے واجب است
وپیش امیر تیمور آوردہ درخواست ثبت مہر کردند وگفتند نقل ہاے
این سجل در ممالک خود بفرست امیر تیمور گفت من کے انرا مید انم پیش
مرشد من ابوبکر طایبادی ببرید انچہ او حکم من است پس بردند آن
سجل نزد شیخ درحالیکہ مشغول ساختن دیوار گلی از دست خود بود و

خادم شیخ گل بر داشتہ میداد شیخ چون سجل را دید بران دستخط کرد کہ اگر
علی مرتضیٰ راضی بقتل عثمان بود پس وائے بر حال عثمان انتہی اور قریب
اسی مضمون کے علامہ نور الدین سمہودی نے بھی جواہر العقدین مین
لکھاہی جسکا ترجمہ بعینہ یہ ہے کہ خبر دیا مجھکو شیخ امام مالکیہ شہاب الدین
احمد بن یونس قسطنطنی مغربی نے اپنے زمانہ مجاورۃ مدینہ رسول مقبول
مین کہ بعض مشائخ معتمدین نے خبر دیا کہ ایک شخص نے اعیان اہل مغرب سی
قصد حج کیا ایک شخص نے اہل ثروۃ سے سنو اشرفیان لاکر اسکو دین کہ مدینہ
منورہ مین جاکر کسی شریف و سید صحیح النسب کو یہ مال دینا شاید اس ذریعہ
سے مجھکو توسل ہو خدمت جد امجد انکے جناب رسالتمآب مین پس وہ مغربی
جب واپس آیا تو اُسنے بیان کیا کہ جب مین وارد مدینہ ہوا اشراف و سادات
کا حال دریافت کیا لوگونے کہا کہ نسب اُن سبھونکے صحیح ہین مگر سب شیعہ
ہین کہ شیخین پر سب و شتم کرتے ہین راوی کہتا ہی کہ مین مکروہ جانتا تھا کہ اُس
مال کو اُن دشمنان شیخین کو دون ایکروز ایک شریف یعنی سید سے ملاقات
ہوئی مینے اُسکا مذہب پوچھا اُسنے کہا کہ مین شیعہ ہون تب مینے کہا اگر تو سنی
ہوتا تو اسقدر مال تمکو دیتا یہ سنکر اُس شریف نے اپنی حاجت اور شدت
احتیاج کو بیان کرنا شروع کیا مینے بجواب اُسکے کہا کہ ممکن نہین ہے کہ وہ
مال تمکو دون وہ سید ہمارے پاس سے مایوس ہوکر چلا گیا جب رات کو مین
سویا تو دیکھا کہ قیامت قائم ہی اور لوگ پل صراط پہ چلے جاتے ہین مینے بھی
قصد کیا کہ پل صراط پر مین بھی گزر کرون کہ دفعۃً جناب سیدۃ النساء
العالمین نے فرمایا کہ اسکو منع کرو مین فریاد و واویلا کرتا تھا مگر کوئی
میری فریاد نہین سنتا تھا یہانتک کہ جناب رسالتمآب سے مینے فریاد

ینابیع المودۃ چھاپہ مصر مین بھی یہ روایت جواہر العقدین سے موجود ہے ۲۹۴ ص ۱۲

مدینہ مین شیعہ سید مین شیعہ ہین

کی اور عرض کیا کہ جناب سیدہ نے مجھکو پل صراط کے گزرنے سے منع
فرمایا ہے جناب رسول خدا جناب سیدہ کیطرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا کہ کیون منع کیا تمنے اسکو جناب سیدہ نے عرض کی کہ اسنے میری اولاد
کے رزق کو منع کیا ہی تب وہ حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
کہ سنتا ہے تو کیا کہا فاطمہ نے مینے عرض کیا قسم بخدا یا رسول اللہ مینے نہ
منع کیا اولاد کو انکے رزق سے مگر اسلیئے کہ وہ لوگ شیخین کو سب وشتم کرتے
ہین پس جناب سیدہ متوجہ ہوئین طرف شیخین کے اور فرمایا کہ کیا تم دونو
اس سبب سے میری اولاد سے مواخذہ کروگے شیخین نے عرض کیا
کہ نہین بلکہ ہمنے خود اسمین مسامحہ کیا ہی تب فرمایا جناب سیدہ نے کہ
کسنے تجھکو داخل کیا درمیان میری اولاد کے اور درمیان ان دونوکے
پس مین خوفناک بیدار ہوا اور جا کر اس مبلغ کو حوالہ شریفہ مذکور کیا
تمام) اقول لا یخفی فیہ ما فیہ معذلک امثال اسکے بہت سے شواہد و نظائر
سنیونکے دشمن اہلبیت ہونے پر کتب فریقین مین بلکہ غیر فریقین مین
بھی مندرج ہین جنکا احصا اس مختصر مین غیر ممکن ہے صرف بطور
نمونہ اس مقام مین قلیل من کثیر واسطے اظہار تخالف اقوال و افعال
انکے مذکور ہوا اور مابعد بھی مذکور ہوگا ومن لا یقنع بالیسیر لا ینفع
بالکثیر چوتھی بتصریح علامہ سیوطی نصب بمعنے تقدیم غیر کے اوپر جناب
امیر کے جیسا کہ تدریب شرح تقریب مین بذیل ذکر ان اشخاص کے جنسے
بخاری و مسلم نے روایت کیا ہی حالانکہ وہ منسوب بہ بدعت ہین کہتے ہین -
اسحق بن سوید العدوی بہز ابن اسد عبد اللہ بن قاسم الاشعری قیس
ابن ابی حازم ہولاء رموا بالنصب وہو بغض علی وتقدیم غیرہ علیہ یعنے

یعنی چہارم ناصبیت

یہ لوگ منسوب کیئے جاتے ہین طرف نصب کے کہ وہی نصب بغض علی ہی
اور غیر علی کو مقدم کرنا وغیرہ انتہی پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ جو
لوگ تابعین خلفاے ثلثہ سے ہین اور اُنکو مقدم کرتے ہین جناب امیرؑ
پر یا فضیلت دیتے ہین وہ سب ناصبی ہین ومنہم المخاطب فلا یصح
قولہ نجاتنا من النصب پانچوین معنی ناصبیت روایات اہلبیت
طاہرین علیہم السلام سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہی کہ نصب عداوت
اہلبیت ہی علیہم السلام پر منحصر نہین ہے بلکہ اسکا کوئی بظاہر مدعی بھی نہین
ہوتا ناصبی وہ ہی جو عداوت شیعہ سے رکھے یا وصفیکہ جانتا ہو کہ وہ شیعہ
ہمارا ہی کما رواہ شیخنا الصدوق رضی اللہ عنہ وارضاہ آور شیعیان
امیر مومنان سے عداوت سنیونکا باعث نہین ہوتا مگر یہی کہ شیعے محب
اہلبیت طاہرین ہین اور سُنی عدو آنحضرات کے ہین حالانکہ شیعے
بیچارے اگر دشمنی شیخین سے رکھتے ہین تو باعث اُسکا بھی وہی حب
علی ہی جسکا منشا حدیث صحیح نبوی متفق علیہ بین الفریقین ہی کہ لا یحبہ
الا مومن ولا یبغضہ الا منافق پس بیشک ساتھ شیعونکے عداوت
کرنا بھی درحقیقت نصب ہی پس ساتھ مذہب تسنن کے جو معلن عداوت
شیعہ ہین دعوی نجات کا ناصبیت سے من قبیل اجتماع النقیضین
محال ہی ہرگز قابل باور کرنیکے نہین ہی صرف مخاطب کی زبان درازی و
جرات بلکہ دنیاسازی وشعبدہ بازی ہی واللہ خیر الماکرین اور ہر چند
بوجہ بغض اہلبیتؑ وعداوت شیعہ کی ناصبیت عموم سنیان کی اجلی البدیہیات
سے ہے مگر مخاطب کی عداوت خصوصاً ساتھ مولف رسالہ فاروق اکبر
اور مقرظ علامہ کے جو سادات رفیع الدرجات اور ذریات طیبات حضرات

یعنی نصب عداوت اہلبیت

کما فی منتہی الکلام ص ۴۳۶ ایضاً

عالیات خیر البریات اور شیعیان جناب امیر المومنین وائمہ طاہرین علیہم
السلام سے ہین اسی کتاب ضرب منکر کے ملاحظہ سے بخوبی ثابت ہی اور ظاہر
بلکہ متیقن ہوتا ہی کہ مولف اِس رسالہ منکر کا ناصبیت مین سب ناصبیونکا
سردار و اُستاد ہے اور خارجیت مین خوارج نہروان کا پیر یا ہمزاد ہی
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وان ربک
لبالمرصاد **قولہ** و الرفض **اقول** وبہ نستعین بنا بر اوسی
ناصبیت مذکورہ کے جو حضرات سینہ بوجہ عداوت شاہ ولایت و
محبت مہین پیر خلافت کی رکھتے ہین بزعم باطل اپنے محبان امیر مومنان
کو بنام رافضیت یاد کرتے ہین چنانچہ مخاطب نے بھی اُسی گمان فاسد
پر نجات اپنی رافضیت یعنے محبت علی سے ظاہر کی ہی لہذا ضرور ہے کہ
تحقیق رفض و رافضیت کی اس مقام مین کیجاے اور اقوال علماے
فرقہ سنیہ جو اس باب مین ہین پیش کیے جائین تا حقیقت حال واضح
ہوجاے ہر چند مخاطب نے رفض کو مثل نصب بدترین مذاہب جانکر
اُس سے بھی نجات اپنی ظاہر کی ہی مگر ایمہ دین اپنے جنکی شریعت پر یہ
لوگ عامل ہین اپنے رافضی ہونے پر فخر و مباہات کرتے ہین جیسا کہ
بیان ہوگا اب جاننا چاہیے کہ رفض کئی معنو مین استعمال کیا گیا ہے۔
اول رفض لغت مین بمعنی ترک اور چھوڑ دینے کے ہین اور بنا بر اسی معنے
کے سنی شیعونکو رافضی کہتے ہین جیسا کہ غنیۃ الطالبین غوث اعظم مین ہے
وقیل لها الرافضۃ لرفضهم اکثر الصحابۃ وامامۃ ابی بکر و
عمر وقیل سموا الروافض لرفضهم زید بن علی وقال زید
رفضونی فسموا رافضۃ وقیل ان الشیعی من لا یفضل عثمان علی

معانی رفض رافضہ

ص ۲۱۷
غنیۃ الطالبین

علیٍ والرافضی من فضل علیا علی عثمان انتہی یعنے تین معنے رفض کے غوث مذکور نے بیان کیئے ہین پہلے یہ کہ شیعہ کو رافضی اسوجہ سے کہتے ہین کہ انھون نے اکثر صحابہ اور امامت ابوبکر و عمر کو ترک کیا دوسرے یہ کہ بعض لوگون نے کہا ہے کہ چونکہ انھون نے زید بن علی کو ترک کیا اور حضرت زید نے فرمایا کہ لوگون نے مجھکو چھوڑ دیا اسوجہ سے انکا نام رافضہ ہوا تیسرے بعض لوگون نے یہ کہا ہے کہ شیعہ وہ ہے جو عثمان کو جناب امیر پر فضیلت نہ دے اور رافضی وہ ہی جو جناب امیر کو عثمان پر فضیلت دے انتہی اما وجہ اول پس البتہ شیعہ تارک صحابہ کرام ہین اور اہلسنت بھی اصل امر مین مختلف نہین ہین گو تشخیص و تعیین مین اختلاف کرین پس ایسے لفظ عام سے بچات چاہنا جسکے افراد مخصوصہ مین خود مخاطب بھی ہی مطلقاً جائز نہین ہے اما وجہ دوم کہ شاہصاحب نے بھی شیعہ کو رافضی اُسی وجہ سے کہا ہے اور مخاطب نے بھی اس کتاب مین اُسیکی عبارت کا ترجمہ کیا ہے پس اس معنے سے اول رافضی اُنکے امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کو کہنا چاہیئے کہ وہ معتقد امامت حضرت زید تھے جیساکہ شاہ جی تحفہ مین فرماتے ہین گو کہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی نیز بصحت امامت زید بن علی قائل بودد اورا درین خروج تصویب می نمود لہذا اکثر زیدیہ در فروع موافق حنفیہ اند انتہی بلکہ مین کہتا ہون کہ اس معنے سے ابوحنیفہ کوفی اور اتباع اُنکے رافضی ہوے نہ ہملوگ شیعہ اثناعشریہ کیونکہ ہملوگ ابتداسے کبھی امامت حضرت زید کے معتقد ہی نہ تھے و نہ ہین بلکہ زیدیہ کو ویساہی برا جانتے ہین جیسا حنفیہ کو فان الکفر ملۃ واحدۃ لیکن طرفہ یہ ہے کہ باوجود اعتقاد امامت خود ابوحنیفہ سے

باغوا ارادہ تارک رفاقت آنحضرت کے ہوے اور یہی امر باعث
شہادت اُس مظلوم کا ہوا کیونکہ بشرط صحت قول مذکور زید رفضونی ترک
رفاقت انہین ابو حنیفہ نے کی تھی اور در حقیقت حضرت زید نے انہین
کے اتباع کا نام بالمعنے المذکور رفضہ رکھا جیسا کہ کتاب عمدۃ الطالب
مین ہے ان اباحنیفۃ بایعہ ایضا وکان قد افتی الناس بالخروج
معہ وکتب الیہ ابو حنیفۃ اما بعد فانی جھزت الیک اربعۃ
الاف درھم ولم یکن عندی غیرھا ولولا امانات للناس
للحقت بك یعنے ابو حنیفہ نے بھی حضرت زید کی بیعت کی تھی اور
لوگونکو اُنکے ساتھ خروج کرنیکا فتوی دیا تھا اور حضرت زید کو یہ
خط لکھا کہ مینے چار ہزار درہم آپکے پاس روانہ کیا اور اسکے سوا ہمارے
پاس کچھ نہ تھا اگر لوگونکی امانتین ہمارے پاس نہوتین تو ہم بھی آپکی
خدمت مین حاضر ہوتے الخ پس اس سے صاف معلوم ہوا کہ ابو حنیفہ
نے آنحضرت کو جہاد پر آمادہ و مستعد کیا اور براہ مکر و فریب آمادہ
کرکے تھوڑا سا مال بھیجکر آپ بعذر امانت داری اعانت سے دست بردار
ہوے اور ساتھ زید کا چھوڑ دیا اور آنحضرت کو شہید کرایا پس اس
معنے سے رافضی بھی ابو حنیفہ ہوے نہ ہملوگ کہ کبھی حضرت زید کی
امامت کے قایل ہی نہ تھے نہ وہ ہملوگونکے نزدیک خود مدعی امامت
ہوے ترک رفاقت کا کیا ذکر پھر جب امام اعظم آپکے رافضی ٹھہرے اور
منکر مخاطب بھی حنفی ہے تو ضرور اس معنے سے رافضی ہوا جیسا کہ بافادہ
حضرت غوث مرجعی وجہی ہے اور رفض سے نجات چاہنے سے بھی گویا
ساتھ چھوڑنا اپنے امام اعظم کا لازم آتا ہے وھل ھذا الا عین

ونقل جمع من بعد الخصم ھذا الباب انشاء اللہ تعالی

الرفض اما وجہ سوم پس بنابر اُسکے مخاطب کا رافضی ہونا مشکل ہے اسلئے کہ مجمع علیہ اہلسنت تو تفضیل الشیخین ہے و تفضیل عثمان پس قولہ بجانا محض کذب ہے **دوسری** رفض کا اطلاق دوستی محمد و آل محمد پر آپکے امام شافعی وغیرہ نے کیا ہے جیسا کہ آپکے امام ابن صباغ مالکی نے دیباچہ فصول المہمہ مین لکھا ہے ولرب ذی بصیرۃ قاصرۃ وعن ادراک الحقایق خاسرۃ یتامل ما الفتہ ویتعرض عما جمعتہ والفتہ فیحملہ طرفہ المریض وقلبہ المھیض الی ان ینسبنی فی ذلک الی الترفیض وحکی الشیخ الامام العلامۃ المحدث بالحرم الشریف جمال الدین محمد بن یوسف الزرندی فی کتابہ المسمی بدرر السمطین فی فضایل المصطفی والمرتضی والبتول والسبطین ان الامام المعظم والحبر المکرم احد الائمۃ الاعلام المتبعین المقتدی بھم فی امور الدین محمد بن ادریس الشافعی المطلبی رضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ مثواہ لما صرح بمحبۃ لاھل البیت وانہ من شیعتھم قیل فیہ ما قیل وھو السید الجلیل فقال مجیبا عن ذلک بابیات فی الطویل ؛ اذ انحن فضلنا علیا فاننی روافض بالتفضیل عند ذوی الجھل ؛ وفضل ابی بکر اذا ما ذکرتہ رمیت بنصب عند ذکری للفضل ؛ فلا زلت ذا رفض و نصب کلیھما ؛ بحبیھما حتی اوسد فی الرمل ؛ وقال ایضا قالوا ترفضت قلت کلا ؛ ما الرفض دینی ولا اعتقادی ؛ لکن تولیت غیر شک ؛ خیر امام وخیر ھادی ؛ ان کان حب الولی رفضا ؛ فاننی ارفض العباد ؛ وقال ایضا یا راکبا

رفض دوم

فصول المہمہ

قف بالمحصب من منی ٭ واھتف لساکن خیفھا والناھض
سحراً اذا فاض الحجیج الی منی ٭ فیضا کملتطم الفرات الفائض ٭
ان کان رفضا حب آل محمد ٭ فلیشھد الثقلان انی رافضی ٭
وحکی قاضی القضاۃ تاج الدین عبدالوھاب السبکی فی طبقاتہ
الکبری عن السید الجلیل والامام الحفیل ابی عبدالرحمن
النسائی احد ائمہ الحدیث المشہور اسمہ وکتابہ انہ لما
دخل الی دمشق وصنف بھا کتاب الخصائص فی فضائل علی
انکر علیہ ذلک وقیل لہ لم لا صنفت فی فضائل الشیخین
فقال دخلت الی دمشق والمنحرف عن علی بھا کثیر فصنفت
کتاب الخصائص رجاء ان یھدیھم اللہ بہ فدفعوہ فی
خربۃ واخرجوہ من المسجد ثم ما زال وابہ حتی اخرجوہ من
الدمشق الی الرملہ فمات بھا رحمہ اللہ تعالی قال قاضی
القضاۃ تاج الدین السبکی المشار الیہ سالت شیخنا ابی
عبد اللہ الذھبی الحافظ ایھما احفظ مسلم بن الحجاج
صاحب الصحیح او النسائی فقال النسائی ثم ذکرت ذلک
للشیخ الامام الوالد تغمد اللہ برحمتہ فوافق علیہ وکان
ابن الحداد احد ائمۃ الشافعیۃ کثیر الحدیث والحفظ لہ
ولم یحدث عن غیر النسائی وقال رضیت بہ حجۃ بینی
وبین اللہ انتہی ملخصا وحکی الامام ابوبکر البیھقی فی
الکتاب الذی صنفہ فی مناقب الامام الشافعی قیل
ان اناسا لا یصبرون علی سماع منقبۃ او فضیلۃ یذکر

لاهل البیت قط فاذا رأوا واحد ایذکر شیئاً من ذلك
قالوا تجاوزوا عن هذا فهذا رافض فانشاء الشافعی
یقول سہ اذا فی مجلس نذکر علیا ٭ وسبطیه وفاطمة
الزکیة ٭ یقال تجاوزوا یا قوم هذا ٭ فهذا من حدیث
الرافضیة ٭ برئت الی المهیمن من اناس ٭ یرون الرفض
حب الفاطمیه ٭ انتهی موضع الحاجة خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ کہا علامہ
ابن صباغ مالکی نے کہ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ بصیرتین اُنکی دریافت
حقایق سے قاصر ہین اور چشم بینا اُنکے مشاہدہ انوار سے کور وخاسر
ہین کہ جب وہ ہمارے اس مجموعہ مین تامل کرتے ہین ہماری کتاب
سے اعراض کرتے ہین اور بوجہ مرض لا علاج بغض وعداوت
اہلبیت علیہم السلام کے کہ قلوب اُنکے مردہ ہین ان روایات کو
رافضیت پر محمول کرتے ہین اور بسبب ذکر فضائل اہلبیت ہمکو رافضی
بتاتے ہین حالانکہ نقل کیا ہے شیخ امام علامہ جمال الدین زرندی نے
اپنی کتاب درر السمطین مین کہ جب امام معظم مقتداے اہل اسلام
امام محمد بن ادریس شافعی مطلبی یعنے امام شافعی نے اپنی محبت
ساتھ اہلبیت رسولؐ کے ظاہر کیا اور اپنے کو اُنکا شیعہ کہا تو بہت
کچھ اُنکے بارہ مین قیل وقال ہوئی کہ اُنھون نے اُسکا جواب بحر طویل
مین یون دیا کہ جب ہم فضیلت دیتے ہین علی کو تو جاہل لوگ ہمکو رافضی
کہتے ہین اور جب ہم فضیلت ابو بکر بیان کرتے ہین تو لوگ ناصبی کہتے
ہین پس ہم ہمیشہ اسی رفض ونصب مین رہینگے یہان تک کہ پیوند
خاک ہون اور پھر کہا لوگون نے ہمسے پوچھا کہ تو رافضی ہوگیا ہے

فضایل ومناقب انکے ضوء اللامع لاہل القرآن الناسخ مین دیکھنا چاہیئے ۱۲ سنہ ۱۲۰۲ ہجری کہا اس فاضل محدث نے آخر شاہ جی نے اپنی تحفہ مین اس بیچارے کو رافضی بنایا اور سوءالظن فصول المہمہ مین جسکے کتب شیعہ مین داخل فرمایا و نعم ما قیل التقوی وہ تحیل السوء من ۱۲

تو ہمنے کہا کہ رفض نہ ہمارا دین ہے نہ اعتقاد لیکن ہم دوست رکھتے ہین بہترین
امام و بہترین ہادیان انام کو اگر اسی محبت علی کا نام رفض ہے تو ہم
سب سے زیادہ رافضی ہین پھر دو شعر کے بعد کہتے ہین کہ اگر دوستی اہلبیت
ہی کو رفض کہتے ہین تو دونون جہان گواہ رہے کہ ہم رافضی ہین اور قاضی
القضاۃ عبد الوہاب سبکی نے طبقات کبریٰ مین نقل کیا ہے کہ امام نسائی جو
امام اہل حدیث تھے اور صحیح نسائی انکی صحاح ستہ مین داخل ہی جب
دمشق مین پہونچے اور وہان کتاب خصایص فضائل جناب امیر مین لکھا تو
مشائخ دمشق نے قیل و قال کرنا شروع کیا اور اس تصنیف سے بہت
ناراضی ہوکر پوچھا کہ فضائل شیخین مین کیون کوئی کتاب تصنیف نہ کیا امام
نسائی نے جواب دیا کہ دمشق مین ہم جو آئے تو یہانکے لوگونکو جناب امیر
سے بہت منحرف پایا اسوجہ سے یہ کتاب لکھی کہ شاید خدا انکی ہدایت
کرے اسپر انکو خوب زد و کوب کرکے ایک خرابہ مین ڈالدیا اور مسجد سے
نکالدیا اسپر بھی ہمہ وقت درپے اذیت رہے یہانتک کہ دمشق سے
طرف مکہ کے نکالدیا اور وہین وفات کیا عبد الوہاب سبکی کہتے ہین کہ ہمنے
ذہبی سے پوچھا کہ مسلم جسکی صحیح مسلم مشہور ہے وہ زیادہ حافظ تھے یا
نسائی ذہبی نے کہا کہ نسائی زیادہ حافظ تھے اور اسکو مینے اپنے والد سے
کہا کہ جو امام اہل حدیث تھے اُسنے بھی ذہبی کی موافقت کی اور ابن حداد
جو امام اہلحدیث شافعی المشرب تھے اُسنے سوائے نسائی کے کسی سے
روایت نہین کیا اور ابوبکر بیہقی نے کتاب مناقب شافعی مین لکھا ہے کہ
بعض سنی ایسے ہین کہ وہ کسی منقبت یا فضیلت اہلبیت طاہرین پر صبر
نہین کرسکتے جب کسیکو دیکھتے ہین کہ فضایل اہلبیت بیان کرتا ہی تو بیچین

شاہ صاحب نے رسالہ [illegible] اصول حدیث مین وجہ قتل نسائی نے لکھنا فضائل معاویہ کا لکھا ہے کہ جب اہل دمشق نے [illegible] وجہ سے ناراض ہوکر انکو قتل کیا مگر ابن صباغ اُنسے زیادہ معتمد اور عبد الوہاب سبکی اُنسے زیادہ مستند ہو فتامل ۱۲ منہ

ہوجاتے ہین اور کہتے ہین وہ لوگ کہ چھوڑ دوان روایتونکو کہ یہ رافضیون کی حدیثین ہین اُسوقت امام شافعی نے یہ اشعار فرمائے کہ جب کسی مجلس امین ہم فضایل علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام بیان کرتے ہین تو لوگ کہتے ہین اے قوم چھوڑ دو اس تذکرہ کو کہ یہ حدیث روافض ہے خدا کیطرف پناہ لیجاتا ہون اُنسے جو محبت و تولاے اہلبیت رسول و اولاد طاہرین کو رفض کہتے ہین انتہی محصلا اور یہ اشعار امام شافعی کے تحفہ اثنا عشریہ اور ترجمہ صواعق محرقہ مین بھی موجود ہین الحاصل اقوال امام شافعی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی کہ اہلسنت محبت عترت رسول کو رفض اور محبکو رافضی کہتے ہین چنانچہ اس معنے سے خود انکے امام شافعی نے اپنے کو رافضی کہا ہے جو ایمہ دین سے انکے تھے مگر چونکہ مخاطب مقلد امام شافعی کی نہین ہین تو بیشک اس معنے سے رافضی بھی نہونگے اور شاید اسی معنے سے نجات اپنی بھی ظاہر کیا ہو نہ جس معنے سے امام اعظم اُسکے رافضی تھے یعنے بوجہ ترک رفاقت حضرت زید شہید کی ورنہ تقلید برہم ہوجائیگی اور اُنکے تابع ہونے سے نکل جائینگے پس گو مخاطب بوجہ تقلید و متابعت اپنے امام اعظم کے مجبور ہو اور قبول نکرے لیکن بمطابقت اطلاق امام شافعی یعنے رفض کا ہم معنے محبت اہلبیت و تشیع ہونا تصریح اکثر علماے اہلسنت کے ثابت ہے چنانچہ اصطلاحات الفنون مین بھی ہے الروافض فرقۃ من کبار الفرق الاسلامیۃ وتسمی بالشیعۃ ایضا انتہی جس سے نجات چاہنا مخاطب کی ناصبیت و خارجیت کو مستلزم ہے فتدبر تیسری معنے رفض جو تصریح احادیث حضرات اہلبیت طاہرین علیہم السلام کے معلوم ہوتا ہے گو سنی لوگ اسکو نہ مانین مگر

ہمبلاگو نہین الخ اور روض المناظر مین ہی کہ مراد بنی تیم سے ابوبکر ہین اور بنی عدی سے عمر اور بنی امیہ سے عثمان و معاویہ ہین اور یہ روایت

بمناسبت مقام وہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ رفض بمعنے ترک باطل و اختیار
حق ہے اور ابتدا اس خطاب کی زمانہ حضرت موسیٰ سے ہے کہ جب
بنی اسرائیل نے فرعون کو ترک کر کے متابعت حضرت موسیٰ علی نبینا
علیہ السلام کو اختیار کیا تو تابعان و ہواخواہان فرعون بنی اسرائیل
کو روافض کہتے تھے اور یہ نام اُسوقت سے ہملوگ شیعیان علی بن
ابیطالب علیہ السلام کے لیئے جو بمنزلہ ہارون من موسیٰ سے تھے ذخیرہ
کیا گیا اور موید اس معنے کے وہ ہے جو غنیہ سے اولاً مذکور ہوا کہ بسبب
ترک کرنے امامت شیخین کے یہ لوگ روافض کہلائے فصدق الامام
علیہ السلام قوم موسیٰ مین بنی اسرائیل بوجہ ترک فرعون رافضی کہلائے
اور اس امت مرحومہ مین شیعیان امیر مومنان بوجہ ترک فرعون
اس امت کے ملقب باین لقب ہوئے فصدق حاقال رسول الملک
العلام علیہ الصلوٰۃ والسلام حذ والنعل بالنعل یعنے فرمایا
رسول خدا نے کہ جو امور امم سابقہ مین گزرے ہین وہ اس امت
مین بھی ضرور ہونگے حتی کہ اگر وہ سوراخ مورچہ مین گئے ہونگے
تو یہ بھی جائینگے لہذا اس امت مین بھی تحقیق رافضی کا ہونا بہت ضرور
تھا مگر بنظر حدیث شریف نبوی درباب جناب مرتضوی انت منی
بمنزلہ ہارون من موسےٰ کے مطابقت رافضیت نے شیعو نپر طرف
ثانی کی مطابقت مین ایک عجیب لطف پیدا کیا کما لا یخفے بہر کیف
جب رفض و تشیع بمعنے محبت علی و اہلبیت مستعمل ہوا اور مخاطب نے
اپنی نجات کا رفض سے اقرار کیا اور قبل اسکے ناصبیت جو بمعنے بغض علی
یا محبت ابوبکر مستعمل ہوئی ہے اُس سے بھی انکار اپنا ظاہر کیا تو نہ رافضی

وشیعہ رہے نہ ناصبی اور سنی ہوئے فنسم ما قال سے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے چوتھی معنے رفض کے بنا بر تحقیق انیق رئیس الحکما شیخ ابو علی بن سینا کی کتاب اشارات مین یہ ہے العرفان مبتدء من تفریق ونفض وترک و رفض انتہی یعنے عرفان شروع ہے تفریق سے اور نفض وترک ورفض سے جسکی شرح مین جناب محقق طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ شیخ ابو علی بن سینا نے جمیع مقامات عارفین کو چار مرتبہ مین جمع کیا ہے کیونکہ درمیان اہل ذوق مشہور ہے کہ تکمیل ناقصین کی دو چیزون سے ہوتی ہے تنقیہ سے اور تقویت سے کہ اول سلبی ہی اور دوسرا ایجابی ہے کہ جسکو تخلیہ وتزکیہ بھی کہتے ہین لیکن درجات تزکیہ پس وہ یہی چار ہین جنکو شیخ نے ذکر کیا ایک تفریق یعنے زیاتی کرنا جدائی مین کہ کسیکو دوسرے پر ترجیح نرہے اور دوسرے نفض یعنے حرکت دینا کسی شئے کا کہ اشیا مستحقرہ اُس سے جدا ہوجائین جسطرح کپڑے سے غبار کا جھاڑ دینا تیسرے ترک یعنے خلوت نشینی اور انقطاع کرنا چوتھے رفض یعنے ترک کسی شئے کا کہ بے پروائی کے ساتھ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ رفض اعلے مدارج عرفان سے ہے جیسا کہ ہم لوگ شیعہ سوائے دامان عترت طاہرہ کے دوسرونکے تارک اور اُنسے بے پروا ہین اور اُنکو خس وخاشاک وگرد وغبار ناپاک جانکر جھاڑ دیتے ہین لیکن تعجب یہ ہے کہ مخاطب مدعی تصوف ہوکر کہ قادری ونعمی اپنے کو کہتا ہے پھر رفض سے جو اعلے مدارج عرفان سے ہے کیونکہ نجات دبرائت اپنی ظاہر کرتا ہے حالانکہ کل اہل تصوف باوجود شمول دیگر

معنی رفض بتحقیق بو علی سینا

عقاید باطلہ محبت اہلبیت کا جو عبارت رفض سے ہے پورا دم بھرتے ہین
پس اس صورت مین شیعہ وشافعی وابو حنیفہ سب رافضی ہوے
بمعانی مختلفہ مگر میرے مخاطب نہ ناصبی ہوے نہ رافضی پھر باقی کیا
رہا خارجی اور تعجب نہین ہے کہ یہی ہون کیونکہ منجملہ اور مذاہب کے
جنسے انکار کیا ہے خطبہ مین خارجیت کو شمار نہین کیا ہے والسکوت
کالاقرار سیما اذا کان ابو حنیفۃ من ہولاء الاشرار
قولہ والتشبیہ اقول اولا بطلان اس ہذیان کا سابقا مذکور ہوا
اور آیندہ بھی بتفصیل آئیگا انشاء اللہ فانتظرہ ثانیا بقول شخصے
در کفر ہم ثابت نۂ زنار را رسوا مکن چ مخاطب کبھی ایک امر پر ثابت
قدم نہین رہتا تشبیہ جو عین عقیدہ ان سنیونکا ہے اس سے انکار
کئے چلا جاتا ہے حالانکہ انکار ضروری مذہب بھی کفر ہے اور اس سے
بڑھکر کون دلیل واضح ہوگی کہ اسی عقیدہ تشبیہ کیوجہ سے اہلسنت
مشبہ کہے جاتے ہین جیساکہ غنیۃ الطالبین مین ہے جہان اہلسنت
کے نامونکو لکھا ہے تسمیہا الجہمیۃ والنجاریۃ مشبہۃ لا
ثباتہا صفات الباری عزوجل من العلم والقدرۃ والحیوۃ
وغیرہا من الصفات انتہی یعنے اہلسنت کو جہمیہ و نجاریہ مشبہ کہتے
ہین اسوجہ سے کہ یہ لوگ صفات باری عزوجل کو ثابت کرتے ہین مثل
علم وقدرت وحیوۃ وغیرہ کے ثالثا ثابت کرنیوالے تشبیہ کے
بہت سی روایتین صحاح اہلسنت مین موجود ہین مثل صحیح بخاری
ومسلم ومشکوۃ وغیرہ کے عن ابی ہریرۃ قال رسول اللہ
خلق اللہ آدم علی صورتہ کما فی المشکوۃ یعنے پیدا کیا خدا نے

حاشیہ: سیر محبت بمعنی سنیت اہلسنت

حاشیہ: ص ۴۲ غنیۃ الطالبین

آدم کو اپنی صورت پر ہر چند ایسی روایتوں کے بعض اہلسنت مثل ضحاک اللہ حتیٰ استلقی خدا اسقدر ہنسا کہ چت لیٹ گیا تاویل کرتے ہین مگر احادیث رویت کالقمر فی لیلۃ البدر یعنے چودہوین رات کے چاند کیطرح خدا کو دیکھینگے۔ اپنی ضروریات دین سے جانتے ہین پھر اس سے بڑھکر تشبیہ کیا ہوگی قولہ والتعطیل اقول یہ دعوی بھی صداقت سے معطل و مبرا ہے بچند وجہ اول یہ کہ تعطیل اصطلاح مین کہتے ہین نفی صفات ہشتگانہ خدا کو جو مسمیٰ باسمیہ سبعہ ہین کہ وہ علم وحیات و قدرت و اختیار و ارادہ و سمع و بصر ہین اور جمہور اشاعرہ ہر چند قایل صفات باری تعالےٰ کی قدیم ہونیکی ہین لیکن کہتے ہین علم قدیم ہے اور تعلق حادث ہے پس بیشک یہ قول مستلزم حدوث صفات ہے اور حدوث صفات مستلزم ہے نفی علم بحوادث کو اور یہ عین تعطیل ہے جیساکہ محقق دوانی نے بھی شرح عقاید مین اسکی تصریح کی ہے اور شرح دوانی مین ہے ان المتکلمین قالوا ان العلم قدیم والتعلق حادث ولا یخفی ان ھذا یفضی الی نفی علمہا بالحوادث فی الازل یعنے متکلمین نے کہا ہے کہ علم قدیم اور تعلق حادث ہے اور مخفی نہین ہے کہ یہ موجب ہے نفی علم حوادث کو ازل مین دوسری یہ کہ ہر چند اشاعرہ قائل بقدم صفات ہین مگر صفات باری کو عین ذات نہین کہتے ہین بلکہ زاید بر ذات جانتے ہین لہذا مرتبہ ذات مین سلب صفات لازم آتا ہے اسواسطے کہ جو چیز کہ ذات و ذاتی شئے کی نہو بلکہ خارج از شئے ہو تو ثبوت اُس چیز کا واسطے اس شئے کے ضروری نہوگا مگر بعلت اور جو معلول بعلت ہو وہ ممکن بالذات ہے پس صفات واجب تعالےٰ

جس وجہ سے امام رازی نے کہا کہ نصاری تین قدیم قائل کرنے سے کافر ہوے اور اشاعرہ تو قدیم کے قائل ہین کہ بھی نعیا بعد اشاعرہ تعالیٰ سے مراد ہے

قائل تعطیل ہونا اہلسنت کا

ممکن ہونگے اور جو ممکن ہے وہ حادث یعنے مسبوق بالعدم ہے پس
بنابر اعتقاد اشاعرہ جنمین مخاطب وشاہ صاحب داخل ہین حدوث
صفات باریتعالےٰ لازم آتا ہے وھو خلف سبحان ربک رب
العزۃ عما یصفون تیسری اسپر بھی اگر تسکین خاطر والا نہو تو اکابر
محققین اہلسنت کی تصریح صریح دکھاتا ہون کہ فرقۂ اشاعرہ قائل
بہ تعطیل ہین اور تعطیل انکو لازم ہے علامہ صالح بن مہدی مقبلی جو
اکابر اہلسنت سے ہین اور تعریف اُنکی بدر طالع کاشانی اور اتحاف
النبلا مولوی صدیق حسن خان سے کالبدر الطالع ظاہر ہے اپنے
مسائل ملحقہ بابحاث مسددہ مین بحث حسن وقبح اشیا مین فرماتے ہین
وقد فرع علیھا البیضاوی من منھاجہ جواز التکلیف
بالمحال لذاتہ قال لان حکمتہ تعالیٰ لاتستدعی غرضا فلا
تستدعی التکلیف بالفعل الاتیان بہ وھذا منہ تعطیل
لمعنے الطلب فتیعطل جمیع التکالیف ولم ار غیرہ اجترء علی
ذلک وھو من التخصین لاصول الاشعریۃ وحاصل التعطیل
کماتری انتہی یعنی بیضاوی نے اپنی کتاب منہاج مین جائز کیا ہے
تکلیف بمحال لذاتہ کو اور کہا کہ حکمت خداے تعالےٰ امستدعی کسی غرض
کو نہین ہے پس تکلیف دینا اُسکا کسی فعل کے لیے اُس سے بجالانا اُسکا
مقصود نہین ہے پس اس بنا پر تعطیل معنے طلب فعل لازم آتا ہے
اور جمیع تکالیف معطل ہو جائینگی اور ہمنے کسیکو سواے اس بیضاوی کے
نہ دیکھا جو ایسی جرأت کرے حالانکہ یہ اُنلوگو نمے ہے جسنے اصول
اشاعرہ کو مہذب اور خلاصہ کیا ہے کہ حاصل اُسکا عین تعطیل ہے اور

ص ۱۴۰ مسائل ملحقہ

معطلہ ہونا اہلسنت کا

خرافت اُسکی ظاہر ہے انتہی **قولہ والاعتزال اقول** چونکہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ اشعری ومعتزلی دونون کو سگ زرد برادر شغال اور باطل جانتے ہین لہذا اس خانہ جنگی مین دخول کرنا بے سود جانتے ہین گوشت خر دندان سگ مگر بعد مراجعت باحوال طرفین کئی بات ضروری لکھنا پڑا اوّل یہ کہ اصل مذہب اہلسنت جب سے کچھ علم وفہم وادراک کا انمین وجود ہوا اور اہل علم کہلانے لگے یعنے زمانہ حسن بصری تابعی کے بعد سے تمامی اہلسنت کا مذہب معتزلہ تھا الا من شذ اور یہی مذہب حق انکے یہان شمار کیا جاتا تھا چنانچہ خود ائمہ اربعہ انکے اور ابو الحسن اشعری سب کے سب شاگرد معتزلہ تھے چنانچہ کتاب جواہر التوحید مین ہے وجاء بعد واصل الخ جس سے یہ بات اثبات کو پہونچی کہ بانی اول مذہب اشاعرہ کا ابو الحسن اشعری پہلے خود بھی معتزلی تھا اور شاگرد بھی معتزلی کا تھا اور اُستاد شاگرد مین جب مخالفت ہوئی تب اس لائق شاگرد نے ۲۶۵ ہجری مین ایک اپنا مذہب دوسرا نکالا جسکو اشاعرہ کہتے ہین اب خدا جانے اُستاد حق پر تھا کہ شاگرد اگرچہ بیشتر خطا خُردون ہی سے ہوتی ہے کما ہو المشاہد دوّم یہ کہ بعد اس ایجاد واختراع مذہب جدید ومخالفت اُستاد وشاگرد دیکھا مذہب اشاعرہ واہل مذہب اُسکے ہنوز انکے یہان یہ امر غیر محقق ہے کہ لفظ اہلسنت وجماعت کے مصداق کون ہین اشاعرہ یا ماتریدیہ جیساکہ بحر المذاہب مین ہے ثم ان اہل السنۃ والجماعۃ قد اختلف العلماء فیہم ہل ہم الاشاعرۃ او الماتریدیہ فالمشہور فی دیار خراسان والعراق والشام الخ ازینجاست

مجمع الرسوم ماالسنۃ ہ

[1] وجاء بعد واصل ابو علی الجبائی وکان ابو الحسن من صغرہ تلمیذا لہ فقہ ومر فی العقاید بمذہبہ انتہی جواہر التوحید علی حاشیہ غنیۃ الطالبین ۱۲ سنہ ۲ وا کثر الاقطار ہم الاشاعرہ

اصحاب ابی الحسن اسحاق علی بن اسمٰعیل بن بلال بن عبد اللہ بن بن سالم بن عبد بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ بن ابی بردہ صاحب رسول الاشعری صاحب مخالف اللہ وہو اول من خالف اباعلی الجبائی ورجع عن مذہبہ الی آخرہ بحر المذاہب

۱۲

کہ شاہ سلامت اللہ اپنے کو ماتریدیہ کہتے ہین اور حیدر علی اپنے کو اشعری
اور ماتریدیہ کو ملعون کہتے ہین اور معتزلہ ان دونون کو کافر و
ملعون کہتے ہین پس ہرگاہ یہ امر غیر محقق ہے تو ایک سے نجات ظاہر
کرنا اور دونون کو ناتحقیق چھوڑنا وجہ اسکی معلوم نہین ہوتی بہرکیف
یہ امر معلوم ہوا کہ ہنوز اہلسنت کا مصداق غیر معلوم ہے اور حقیقت
اشاعرہ بھی غیر مشعور رہا ہے سوم باوجود اتحاد کے اصول مذہب مین
مثل خلافت خلفا وغیرہ کے جیسا کہ شاہ جی نے لکھا ہے کہ عقیدہ ششم
آنکہ امام بعد از رسول ابوبکر صدیق است و ہمین است مذہب اکثر اسلام
و شیعہ منفرد اند بانکار این عقیدہ الخ صرف مخالفت بعض مسایل فرعیہ کی
وجہ سے جو عام علما مین ضروریات سے ہے فرقۂ معتزلہ سے نجات
چاہنا اور مذاہب اربعہ مثل شافعیہ و حنفیہ و حنبلیہ و مالکیہ وغیرہ سے
راضی رہنا اور اُنسے نجات نہ چاہنا باوجود اختلافات کثیرہ کے جو اضعاف
مضاعف اختلافات مابین اشاعرہ و معتزلہ کے ہین انحضرات کی ناصبیت
کو فاش کرتا ہے کہ چونکہ معتزلہ بعض اقوال مین اتفاقا دربارہ بعض فضائل
اہلبیت علیہم السلام موافق شیعہ کے ہوگئے ہین لہذا قابل نجات چاہنے
کے ہوے اور ائمہ اربعہ چونکہ مباینت تامہ فرقہ حقہ سے رکھتے ہین
باوجود اختلافات باخود ہا قابل برات نہ قرار پائے اور یہی وجہ ہے
کہ جیسا اشاعرہ کو اصولاً ائمہ اہلبیت علیہم السلام سے عداوت و بغض
و علیحدگی ہے ویسا ہی حنفیہ کو فروعات مین بغض و عناد تام ہے لہذا یہ
اصول و فروع اہلسنت کو زیادہ مرغوب و مطبوع ہوے بہ نسبت
شافعی وغیرہ کے چہارم یہ کہ مخاطب نے مابعد اسکے جہان حدوث مذہب

شیعہ اور قدم مذہب تسنن کو بیان کیا ہے سن ظہور مذہب اثنا عشریہ ۲۶۶ھ مین لکھکر اپنے مذہب کی قدامت پر بہت کچھ ناز و کرشمہ دکھایا ہے اب بوجہ حادث ہونے مذہب اشاعرہ کے ۳۶۵ھ مین جیسا کہ کتب تواریخ وبحر المذاہب وملل ونحل سے ظاہر ہے جسکا بیان جلد پنجم مین بتصریح ہوگا اور یہان مختصرا ہوا وہ نازبے انداز انکا مبدل بالم جان گداز ہوگیا اور راز انکا فاش ہوگیا کہ براہ پیش بندی اپنے مذہب کے حدوث وجدت کے اخفا کے لیئے یہ بیان صریح البطلان سراسر افترا و بہتان وقوع مین آیا سو نے فرعت محکم آمدنے اصول شرم بادت از خدا و از رسول۔ **قولہ والارجاء اقول** باوجود دعوے حنفیت یہ قول بھی کئی وجہون سے مردود ہے پہلی یہ کہ غوث اعظم آپکے اپنی غنیہ مین فرماتے ہین اما المرجئہ ففرقھا اثنا عشر فرقۃ الجھمیۃ والصالحیۃ والشمریۃ والیونسیہ والنجاریۃ والغیلانیہ والشبیبہ والحنفیۃ الخ یعنے لیکن مرجئہ پس اسکے بارہ فرقے ہین جہمیہ صالحیہ شمریہ یونسیہ یونانیہ نجاریہ غیلانیہ شبیبہ حنفیہ معاذیہ مریسیہ کرامیہ بہیر فرماتے ہین اما الحنفیہ فھم اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت جسکے نیچے ترجمہ مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کا یہ ہے اما حنفیہ پس ایشان یاران ابو حنیفہ کوفی اند کہ نامش نعمان بن ثابت است الخ اور اس مضمون کو دوسرون نے بھی آپکے ائمہ دین سے مثل خطیب بغدادی وامام غزالی وحمیدی وسفیان ثوری وغیرہ کے لکھا ہے جیسا کہ مابعد اسکے آویگا انشاء اللہ تعالے پس ارجا سے نجات چاہنا اور اُسکو بطالات مین ملانا مستلزم ہے حنفیت سے استبرا

صفحہ ۱۲۷ و ۲۳۹ غنیۃ الطالبین

صفحہ ۲۳۰ غنیۃ الطالبین

کرنیکو اور آسکے بطالات مین ملانے کو اور غالباً یہ آپکو منظور نہو گا
والا فلک الخیار دوسری جب حنفیہ ایک فرد ہے افراد مرجیہ
سے اور مرجیہ و قدریہ کو جو رسول اللہ نے فرمایا ہے شاید آپ کو
معلوم بھی ہو گا مشکوٰۃ شریف مین ہے قال رسول اللہ صنفان
من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب المرجیہ والقدریہ
یعنے دو قسمونکو میری امت سے اسلام مین سے کوئی حصہ نہین ہے
ایک مرجیہ دوسرے قدریہ پس بتصریح اپنے غوث اعظم کے آپ
مرجیہ ہوے اور حسب ارشاد فیض بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم آپ کو اسلام سے کچھ بہرہ نہین ہے اور جسکو اسلام
سے بہرہ نہین ہے وہ بیشک کافر ہے ان الذین کفروا وماتوا وھم
کفار اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین
خالدین فیھا لا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون
قولہ والجبر اقول اولاً اگر مخاطب اشعری نہوتا تو یہ دعوے
اسیطرح ممکن تھا مگر بعد اشعری المذہب ہونیکے یہ دعوے سراسر
دروغ بیفروغ ہے جیساکہ اصطلاحات الفنون مین ہے اما اھل
السنۃ والجماعۃ وکذا النجاریۃ والضراریۃ جبریۃ متوسطۃ
ای غیر خالصۃ الخ یعنے اہلسنت وجماعت اور نجاریہ وضراریہ
سب جبریہ متوسطہ ہین الخ ثانیاً سابقاً ذکر ہوا کہ اہلسنت والجماعت
سے مراد باطلاق صحیح اشاعرہ ہین جیساکہ بحر المذاہب سے گذرا اور
آئندہ مذکور ہو گا اور تعداد نجاریہ وغیرہ کا بعد اہلسنت کے بھی
موید علحدگی و تفریق کی ہے ثالثاً مابعد اسکے مذکور ہو گا کہ ابن تیمیہ

مرجیہ ہونا حنفیہ کا

اصطلاحات الفنون ص ۲۰۰

جبریہ ہونا اہلسنت کا

اور امام غزالی اور امام رازی اور عبد العلی بحر العلوم اور محب اللہ
بہاری صاحب مسلم اور صاحب مواقف وغیرہ نے نقل کیا ہی کہ جتنے
اشاعرہ ہین سب جبریہ ہین پس نجات ظاہر کرنا جبریت سے اور
الحاق اُسکا بطالات مین موجب زوال مذہب مخاطب باکمال ہے
قولہ والقدر اقول یہ دعوی بھی بچند وجوہ باطل ہے پہلی یہ کہ
جب قدریہ فرقہ معتزلہ کو کہتے ہین اور پہلے اسکے مخاطب نے اعتزال
کا ذکر کیا ہے پھر یہ تکرار لغو موجب جہل یا غفلت یا سہو ہے جیسا کہ
قاموس مین ہے المعتزلۃ من القدریۃ اور اصطلاحات الفنون
مین ہے ویطلق القدر ایضا علی اسناد افعال العباد الی قدرتھم
ولذا یلقب المعتزلہ بالقدریۃ کذا فی شرح المواقف یعنے
بندونکے افعال کی نسبت کرنا طرف اُنکی قدرت کے اسیکو قدر کہتی ہین
اور اسی وجہ سے معتزلہ قدریہ کہلاتے ہین جیسا کہ شرح مواقف مین ہے
دوسرے خواجہ حسن بصری کہ خود مخاطب جسکا کیسا معتقد و معرف و
مداح ہے اور اُنکو پیشوایان امت سے اسی ضرب منکر مین لکھا ہی
وہ بھی قدریہ تھے جیسا کہ میزان الاعتدال ذہبی مین ہے الحسن بن
یسار مولی الانصار سید التابعین فی زمانہ بالبصرۃ کان
ثقۃ حجۃ راسا فی العلم والعمل عظیم القدر وقد بدت منہ
ھفوۃ فی القدر انتہی یعنے حسن بن یسار سید تابعین سے تھے
بصرہ مین اپنے زمانہ مین اور ثقہ وحجہ تھے علم وعمل مین اور وہ
قایل بہ قدر ہوے تھے پھر اگر قدریت سے برات ظاہر کی تو حسن
بصری سے بھی استبرا لازم تھا اور بقول مخاطب جب اولیاء امت کا

صـ ۲۷ ضرب منکر

قدریہ ہونا ...

سلسلہ ایسون ہی تک ختم ہوتا ہے جو قدریہ تھے تو وائے بر حال غیر اولیا فصدق قولہ تعالیٰ والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات الایۃ **تنبیہ** صاحبان عقل سلیم پر بخوبی ظاہر ہے کہ جتنے مذہبون سے مخاطب نے باین اہتمام و شدت تمام نجات و برات اپنی اس خطبہ مین ظاہر کی ہے وہ سب افراد اہلسنت سے ہین سوائے ایک رفض کے جو مرادف تشیع اور بمعنی محبت جناب امیر المومنین وائمہ طاہرین واہلبیت معصومین علیہم السلام کی ہے بمقابل تسنن و نصب کے اور واقعی جو محب شیخین اور امت ابو حنیفہ مرجی وجہمی ومجسمی ومعتزلی و قدری مجوس ہذہ الامۃ وخارجی سے ہو وہ شیعہ و رافضی کیونکر ہو سکتا ہے مگر بمعنے دوم جس معنے سے ابو حنیفہ کوفی رافضی تھے فتذکر و تفکر **قولہ** وغیرھا من البطالات **اقول** بطلان نجات مخاطب کا بطالات مذکورہ سے مذکور ہوا اور عرض کتاب مین بھی عند الموقع مذکور ہوگا لیکن غیر ان بطالات مذکورہ کے بہی اسی قیاس پر اگر خاص متبرعات حضرات سنیہ سے ہین تو بمصداق مشتے نمونہ از خروارے ان بطالات سے مخاطب کی نجات کب ہوئی جو اور بطالات و مبتدعات و مخترعات سے نجات ان حضرات کی متصور ہوگی **سے** تو کار زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی **قولہ** وجعلھم ائمۃ یھدون الخ **اقول** اولاً اگر امامت رسل سے مراد معنی لغوی ہے جسمین کتب سماوی و لوح محفوظ وغیرہ بھی شامل ہین اور کلام باری انھین معانی سے نازل ہے تو مسلم ہے لیکن تمہید مخاطب کو مفید نہین ہے کیونکہ بحث امامت

اصطلاحی مین ہے نہ معنی لغوی مین اور اگر بمعنے مصطلح متکلمین ہی جیسا
کہ خود منکر نے اپنے اسی ضرب منکر مین کہا ہے کہ مذہب اہلسنت وجماعت
مین ایک مسلمان بالغ عاقل آزاد قرشی صاحب شوکت کو جو حوزۂ
اسلام کو دست تعدی کفار سے نگاہ رکھ سکے وحدود واحکام جاری
کرسکے وحق مظلوم کا ظالم سے دلانے پر قادر ہو وسیلے نزدیک
ظاہر ہوا امام بنانا مسلمان پر واجب ہے انتہی پس اسطرح کی
امامت کل انبیا کے لیئے ثابت کیجیے تب یہ دعوی پیش فرمایئے و
دونہ خرط القتاد حالانکہ ان صفات کے ساتھ کوئی نبی اولین و
آخرین سے بلکہ خیر المرسلین بھی متصف نہین ہین مگر آپ شاید نبوت
کو بھی مثل خلافت ثلاثہ کے جعلی باختیار مسلمانان بنایئے اور آیات
قرانی واحکام ربانی سے دست بردار ہوجایئے تو دعوی صحیح ہوسکتا
ہے ثانیا یہ کہ امام بنانا تو آپکے نزدیک مسلمانونکی سازش سے ہوتا ہی
یہان خدا کیطرف کیون نسبت دیا کہ وجعلهم ائمة يهدون
فرمایا یعنے خدا نے انکو امام بنایا جو ہدایت کرتے ہین یہ تو مذہب اہل حق
شیعہ اثنا عشریہ ہی کا ہے کہ امام کو منجانب خدا مقرر ہونا چاہیئے چنانچہ
شاہ صاحب نے بھی فرمایا ہے وشیعہ متفرد اند الخ ثالثا یہدون کی قید
شاید بغرض تفریق درمیان امام نصب کردہ خدا ونصب کردہ انسان
کے لائے ہین کہ اول ہادی ومہدی ہے دوسرا ضال ومضل ومن
يضلل الله فلا ناصر له فافهم وتامل قوله لعل الائمه بها
يهتدون اقول اولا قوله هدى للمتقين الخ کے بعد منکر کا
لیت ولعل محض لغو ومہمل ہے ثانیا بعد ذکر دو ہادیون کے کہ

چونکہ اصل رسالہ ضرب منکر مین نقل بعبارت مجمہ مرقوم تھا لہٰذا بعینہ نقل مطابق الاصل ۱۲

رسل و کتب ہین طمع اہتدائے اہم صرف آخر یعنے کتب سے جو مرجع ضمیر بہما
ہے طمع اقتدائے خاص ہے ساتھ قابل حسبنا کتاب اللہ کے فتدبر
وتفکر قولہ وخص من بین الخ اقول ہر چند مین بلحاظ ایفاے
وعد در باب عدم تعرض اغلاط لفظی وخرافات معنوی وترکیبی مخاطب
اکثر جا دیدہ و دانستہ اعراض وچشم پوشی کرتا ہون مگر جہان کہ احتمال
تعدی ضلال ہو ناچار تصدی باصلاح یا ابطال کیجاتی ہے ازان قبیل
یہان بھی خص جو بضاد معجمہ تحریر ہوا بخیال بے ادبی یا محال عادی
ہونیکے جیساکہ منکر نے شخص ذی استعداد سے ترجمہ کو ترجمعہ لکھنا محال
عادی کہاہے تاویل بتقصیر وخطائے کاتب کرکے خص بصاد مہملہ تصور کیا
لیکن ع لن یصلح العطار ما افسد الدھر خص کا استعمال بھی تو
جیساکہ قاموس وغیرہ کتب لغت مین ہے خصہ بہ ہونا چاہیئے اور
یہان مخاطب نے فقط خص کہا ہے جسکے معنے یہ ہوے کہ خاص کیا اللہ
نے سب نبیوئین سے اپنے حبیب کو پس جس بات کے ساتھ خاص کیا
اسکا کچھ ذکر نہین ہے کمال حیرت ہے اُن فحول سے جو باوصف مفتی اور
تام کے وکیل ہونے اور نصرت امام اعظم مین اپنے نصرۃ المجتہدین لکھنے
کے عند الاصلاح ایسے ایسے رکاکت فاحشہ کو بھول چوک گئے اور یک
خطا و خطایا مابعد کو خیال نکیا حالانکہ ادنے مبتدی بھی ایسی خطاے
فاش و افحش نکریگا سچ تو یہ ہے کہ حب الشیخین انپر ایسی غالب ہوئی کہ انہون
نے اس خیال سے کہ خلفا کا کہین جلد ذکر آجاے رسول کے خصوصیات کو
بھی بھلا دیا اور حب الشئ یعمی ویصم کے مصداق بن گئے چنانچہ بعد ہی
اسکے ذکر خلفا مین بالاستخلاف کہنا نہ بھولے قولہ و جعل اصحابہ الکرام

صح ضرب المنکر چونکہ مجیب مصیب ایک شخص صاحب استعداد تھا اُس سے ایسی غلطی فاش محالات عادیہ سے ہے ۱۲

خصوصیات رسول

اقول سچ ہے ؎ کار عاشق جز تماشاے وصال یار نیست ہا فضیلت ہو کیسکی مگر آپ اُسکو خلفا ہی کے لئے تصور کیجیگا منکر نے جس آیہ کو کاٹ چھانٹ کے یہان لکھا ہے وہ یہ ہے سورۂ نور مین قال اللہ تعالےٰ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون الآیہ نہین معلوم اس آیہ کے کون لفظ سے وعدہ استخلاف کو مخصوص باصحاب کرام خصوصاً خلفاے راشدین سمجھا ہے حالانکہ حق سبحانہ تعالےٰ نے عام مومنین صالحین سے وعدہ کیا ہے مگر آپنے سبکو حق لیلا کر دیا شاید یہ اشتباہ لفظ منکم سے جو مفید خطاب ہے آپکو پیدا ہوا ہو تو اولاً جب لفظ منکم سے خطاب عام جمیع حاضرین مومنین صالحین سے ہے تو اُسوقت کے مومنین صالحین اصحاب وغیر اصحاب سبکو شامل ہوگا پھر تخصیص باطل ہے ثانیاً یہ کہ ایسے خطابات عامہ قرآن کے ہرگز مخصوص بزمان رسول رب منان نہین ہوسکتے والا لازم آتا ہے کہ جتنے احکام بصورت خطاب ہین وہ سب اُسی زمانہ کے موجودین حاضرین بلکہ خاص صحابہ کرام بلکہ خاص خلفاے راشدین ہی کے ساتھ مخصوص ہون تب تو آپ بہت سے چھوٹے ناحق نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ بجالاتے ہین شاید اسیوجہ سے آپ لوگ تارکان عبادت کو اولیا اللہ سے شمار کرتے ہین اور اُنکی جذب اور ربط کا دم بھرتے ہین بہرحال آپ کسیطرح ثابت نہین کرسکتے ہین کہ یہ آیہ واقعی ہدایہ مخصوص باصحابہ کرام

آیہ استخلاف

یا خلفاے راشدین آپکے ہے بلکہ یہ خطاب عام جمیع مومنین کے ساتھ ہی
جیساکہ تفسیر زاہدی وغیرہ سے مابعد مذکور ہوگا ثانیاً اگر یہ خطاب صحابہ
یا خلفا کے ساتھ مخصوص تھا تو خلفا نے کیون اس آیہ سے استدلال
نکیا اور نہ کسی نے وقت منازعت ومخاصمت سقیفہ مین پیش کیا جو
خلیفۂ اول انصار سے خلافت کو قریش مین لانیکے لئے محتاج خبر
واحد الایمہ من قریش ہوے اور تعیین کے لیئے محتاج دستگیری ابوعبیدہ
وعمر بہ بیعت واجماع بنی برائے عاصد راول مین یا ثانی مین کسی نے
حقیت خلافت ثلثہ یا اربعہ پر اس آیہ کو پیش نکیا اب یہ حضرات
بقول شخصے پیران نمی پرند مریدان می پرانند خلافت خلفا کو قرآن سے
ثابت کرنیکی ہوس مین یہ تاویلات بعیدہ وتحریفات جدیدہ عمل مین
لاتے ہین فافہم وتذکر خامساً امام شافعی آپکے فقط ہارون
رشید کے دربار مین اپنے حاضر ہونیکو استخلاف کہتے ہین اور اسی آیہ
سے استدلال کرتے ہین کما سیجئ سادساً آپکے اصحاب کرام اور خلفاے
ثلثہ کا ایمان ہے غیر مسلم ہے چہ جائیکہ عمل صالح انکا ثابت ہو کما سیجئ
قولہ خصوصاً منہم الخلفاء الراشدین اقول اولاً یہ تخصیص
مخاطب کی بلا مخصص ہے اسلیئے کہ جو خلافت من اللہ ہے وہ کل کے
لیئے ہے اور خلافت خلفا من اللہ نہین بلکہ من الناس ہے فالتخصیص
باطل کما مر ثانیاً خلفاے راشدین سے اگر وہ لوگ مقصود ہین جو
مقصود رسول رب ودود تھے جیساکہ روضۃ الاحباب مین جابر بن عبد اللہ
انصاری سے منقول ہے شنیدم از جابر بن عبد اللہ انصاری کہ
میگفت کہ چون ایزد تعالےٰ نازل گردانید بر پیغمبر خدا این آیہ یا

ابن شاہ عبد العزیز
وہمو ی سالہ
اصول حدیث مین
قرۃ العین و
ازالۃ الخفا نسخہ صحیحہ
روضۃ الاحباب
حبیب السیر
...
رسالہ تصانیف بعضہ
...

ایها الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم گفتم یارسول اللہ می شناسیم ما خدا و رسول او را پس کیست
اصحاب امر کہ خدا تعالیٰ اطاعت ایشانرا قرین ساختہ است
بطاعت خود پس گفت رسول اللہ ھم خلفائی من بعدی اولھم
علی ابن ابیطالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم
محمد بن علی المعروف فی التوریہ بالباقر وستدرکہ یا جابر
فاذا لقیتہ فاقرءہ منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد
ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی
بن محمد ثم الحسن بن علی ثم حجۃ اللہ فی ارضہ ولقیتہ
فی عبادہ محمد بن الحسن بن علی ذلک الذی یفتح اللہ عز
وجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا ذلک الذی یغیب
عن شیعتہ واولیاءہ غیبۃ لا یثبت فیہا علی القول بامامتہ
الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان الخ کما سیجی انشاء اللہ مفصلا
یعنے حضرت جابر سے روایت ہی کہ جب آیہ اطیعوا اللہ نازل ہوا کہ اے
وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول
کی اور صاحب امر کی جابر نے پوچھا یا حضرت خدا و رسول کو تو جانا
باقی اولی الامر کون ہین جنکی اطاعت کا خدا نے حکم دیا حضرت نے
فرمایا اے جابر اولی الامر وہی لوگ ہین جو میرے خلیفہ ہین پہلے علی بن
ابیطالب پھر حسن پھر حسین پھر علی بن الحسین زین العابدین پھر محمد بن
علی جنکا نام توریۃ مین باقر ہے قریب ہے اے جابر کہ تمسے اور انسے
ملاقات ہو میرا سلام انکو پہونچانا انکے بعد جعفر صادق پھر موسیٰ کاظم

اسماء آئمہ اثنا عشر بفرمودہ رسول از روضۃ الاحباب

پھر علی رضا پھر محمد تقی پھر علی نقی پھر حسن عسکری بعد اُنکے حجۃ خدا امام
مہدی محمد بن حسن عسکریؑ اسیکے ہاتھ پر خدا مشرق و مغرب کو فتح
کریگا اور یہ شخص اپنے شیعون سے غائب رہیگا اسکی امامت کا وہی
شخص قایل ہوگا جسکے دلکا خدا اسنے امتحان کیا ہو اور ایمان اُسکا صحیح
ہوگا تمام ہوا ترجمہ حدیث مذکور وضۃ الاحباب پس لاریب فیہ کہ یہ لوگ
بے شبہہ مصداق اس آیہ کریمہ کے ہین اور وعدہ باری اُنکے ساتھ بہی
ہے گو بسبب الل افراد مومنین ہونیکے وہ زیادہ مصداق اسکے ہین
مگر چونکہ آپکے نزدیک سبکا اصحاب اصطلاحی ہونا غیر مسلم ہے اور
خلافت و امامت کے بہی قایل نہین چنانچہ قول مخاطب خصوصاً منہم
الخلفاء الراشدین شاہد اسکا ہے لہذا بیشک مقصود آپکا خلاف مقصود
آنحضرتؐ ہوگا اور خلاف مقصود رسول ہرگز قابل قبول نہین ہے
ثالثاً اگر مطابق مقصود آپکے خلفاے ثلثہ مراد ہون اور اُنکا متصف
بصفت امنوا و عملوا الصلحات ہونا بہی ہم تسلیم کرلین تو بہی تکذیب آپ
کی مقصود کے خود مضمون سے اس آیہ کریمہ کے ہو جاتی ہے بچند
وجہ پہلے جب استخلاف بمعنے کسے را بجاے خویش نشانیدن ہے پس
ظاہر ہے کہ خدا و رسول نے ان ثلثہ سے کسیکو اپنی جگہ پر نہین
بیٹھایا نہ اپنی زندگی مین کبھی نہ مرنے کے بعد بلکہ خود یا باغواے اخوان
خود خلیفہ بن بیٹھے جو ضروریات مذہب سے آپکے اور اجماعیات
سے ہے پس جہان آپلوگ مادہ خلافت پاتے ہین اُس سے اپنی خلفا
ہی کو سمجھ لیتے ہین اسکا کیا علاج ہے دوسرے ان لوگونمین تمکین سنے
الدین المرضی للہ غیر مسلم ہے بجہلہم و خطائہم نے دین اللہ جیسا کہ

اسپر قضیہ مقبولہ لولا علی لہلک عمر اور امثال اسکے شاہد عادل ہین تیسری تبدیل خوف بامن مطلق مطابق وعدہ خدا کے ان تینونین کیسکو حاصل نہوئی خصوص خلیفہ ثالث کو کہ زندگی مین اُنکا کیا حال ہوا اور بعد شہادت جیساکہ ہم ذکر کر چکے ہین اور آیندہ ہوگا پس اگر اسکو تبدیل خوف بامن اور تمکن فے الدین کہتے ہین تو شیخین سے افضل ہوے چوتھے عموماً اکثر صحابہ کے بہ نسبت بہی تحقق امن مین کلام ہے مثل حضرت ابوذر و ابن مسعود و سعد بن عبادہ و عمار یاسر وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے بلکہ تمکن فے الدین اُنکا بہی بنابر اصول سنیہ کے محل نظر ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سبب سے جب ضرب و ستم و سب و شتم ہوا اخراج بلد واقع ہو پھر تمکن کہان رسولؐ کی حدیث بیان کرنیکی ممانعت کیجاے والاسزاے الحاق بجل دوس تجویز ہو پھر امن کہان تمکن فے الدین کہان متحقق ہوا بالجملہ اس آیہ کریمہ کے تخصیص بہ صحابہ پھر خلفاے راشدین اور ارادہ استخلاف سے استخلاف لذاتی سراسر تحریف کلام کبریائی ہے قولہ بالاستخلاف فی الارض اقول اگر مراد استخلاف فی الارض سے معنی اصطلاحی خلافت ہے یعنے ریاست عامہ مسلمین بہ نیابت رسولؐ تو معلوم ہے کہ اہلسنت کے نزدیک یہ امر باختیار ناس ہے جیساکہ خود صحیح بخاری مین بہی ہے الم استخلف فما استخلف رسول اللہ یعنی حضرت عمر نے کہا اگر ہم خلیفہ نہین کرتے تو رسول خدا نے بہی اپنا خلیفہ کیسکو نکیا بلکہ خود تحفہ اثنا عشریہ مین ہے کہ خلیفہ کو باختیار رعایا ہونا چاہیئے ورنہ اگر بنص خدا و رسول ہو تو مفاسد عظیمہ لازم آتے ہین پس

صـ ۳۶۲
تحفہ اثنا عشریہ

پس فعل اختیاری ناس کو فعل خدا کہنا یا مبتنی بر مشیئت الہامی ہے تو
وہ خلاف اختیار ہے یا مبتنی بر مذہب جبر ہے وہ بھی خلاف اختیار
ہے یا مبتنی بر مذہب ہمہ اوست ہی وہ بھی خلاف اختیار متکلمین ہے یا
مبتنی بر عدم المنع من اللہ ہے پس اس صورت مین کل افعال ظلمہ
فعل خدا ہو جائینگے پس قتل حضرت یحیٰی و زکریا و شہادت جملہ
شہدا اور خلیل کا آتش نمرودی مین گرایا جانا چونکہ کل بعدم المنع
من اللہ تھے تو یہ سب فعل خدا ہو جائینگے و ہو کما تری بالجملہ دلالت
اس آیہ کی استخلاف مذکور پر کیسطرح درست نہین ہے نہ عقلاً نہ
نقلاً و الا لازم آتا ہے کہ خلافت و سلطنت یزید و متوکل بھی مصداق
اس آیہ کے ہو از ینجا است کہ خود مولوی حیدر علی نے بھی بعد
کمال تگ و تازی و شعبدہ بازی اسکا اعتراف کیا ہی جیسا کہ ازالۃ
الغین صفحہ مین ہی اما موعود بودن خلفا بخلافت پس محتمل است کہ باستفاضہ
و شہرت احادیث نرسیدہ و این ترتیب خاص شہرت نگرفتہ باشد الی
ان قال پس از ینجا بکمال تدقیق و مناظرہ دانی یار غار حضرت رسول
ربانی پے توان برد کہ بتلاوت این آیت مشغول نشدند تا اگر بعضے انصار
گویند کہ بکدام لفظ ثابت میکنی کہ استخلاف مہاجرین مراد است قیل و قال
بطول خواہد کشید و اوشان خواہند گفت کہ ایا ما ایمان نداریم و اعمال
صالحہ نکردہ ایم الخ یا د صفیکہ اُس زمانہ کو خیر القرون کہتے ہین جب صحابہ
و مہاجرین و انصار مین استخلاف بمعنے خلافت نہین مستعمل تھا تو اب کیونکر وہ
معنے مراد ہو سکتا ہی مگر یہ کہ از قبیل تفسیر بالرائے کہا جائے پس مدعیان
عمل بحدیث نبوی و سیرت صحابہ و خلفا کو کیسطرح زیبا نہین ہے کہ

صفحہ ۴۰
ازالۃ الغین
مقالہ سادسہ

اس آیہ کریمہ سے خلافت خلفا کی حقیت پر استدلال کریں اور اگر مراد
استخلاف سے باشندگان زمین گردانیدن ہر یکے بعد دیگرے جو تمام بنی آدم
کو ہی جیسا کہ مفسرین نے بھی لکھا ہے تو صحیح ہے لیکن تخصیص بالصحابہ
اور تخصیص بعد التخصیص بخلفاے راشدین بے اصل محض ہی اور بنا بر
اس معنے کی نہ صحابہ کے لیئے نیابت رسول ثابت ہوئی نہ خلفاے راشدین
وغیر راشدین کے لیئے حالانکہ متنازع فیہ بین الشیعہ والسنی یہی معنے ہے
نہ معنے دیگر فتامل **قولہ بعد النبی الکریم اقول** پروردگار عالم
نے تو اپنے نبی کیواسطہ سے وعدہ فرمایا مومنین صالحین کی استخلاف
کا زمین مین مثل استخلاف سابقین کے لیکن مخاطب نے اس بشارت سے
خود خاتم فص رسالت کو عیاذاباللہ خارج کیا اس تحریف کا کیا جواب ہی
کہ استخلاف فی الارض کو مقید بزمان بعد بنی کریم کیا ہی صرف اثبات
حقیت خلافت خلفا کے لیئے حالانکہ تفسیر بیضاوی مین ہے جسکو فاضل رشید
نے بھی تفسیر معتبر قرار دیا ہے خطاب للرسول والامۃ اولہ ولمن
معہ ومن البیان الی ان قال فکان رسول اللہ واصحابہ عکثوا
بمکۃ عشر سنین خائفین ثم ھاجروا الی المدینۃ وکانوا یصبحون
فی السلاح ویمسون فیہ حتی انجز اللہ وعدہ الخ یعنے اس
آیت مین خطاب ہے واسطے رسولؐ کے اور اُمت کے یا آنحضرت سے
اور ہمراہیان آنحضرت سے خطاب ہے اور من بیان کے لیئے ہی پھر کہا
رسولؐ خدا اور اصحاب آنحضرتؐ دس برس تک مکہ مین خائف و ترسان
رہے بعد اسکے ہجرت کیا وہان سے طرف مدینہ کے اور وہ لوگ شب و روز بسر
کرتے تھے سلاح یعنے ہتیار مین کہ ہر وقت ہتیار لگاے رہتے تھے یہانتک کہ

صفحہ ۳۸۷ تفسیر بیضاوی جلد دوم قلمی
صفحہ ۲۷ شوکت عمریہ قلمی
ف تعرض بکلام قاضی بیضاوی

خدانے اپنا وعدہ پورا کیا مگر تعجب ہے قاضی بیضاسے کہ تفسیر آیت تو اس طریقہ پر کی کہ خدانے وعدہ تسلط علی الکفار وتمکن فے الارض عہد رسول خدامین پورا کردیا پہر بمقتضاے آنکہ دروغ گوراحافظہ نباشد آخر کلام مین فرماتے ہین کہ اس آیت مین دلیل ہی اوپر صحت خلافت خلفاکے اور اسیطرح صاحب تفسیر زاہدی جسکو فاضل رشید باما م زاہد تعبیر کرتے ہین یہی راگ گاتے ہین حالانکہ تفسیر استخلاف بباشندگان زمین کرتے ہین جیساکہ اپنی تفسیر مین فرماتے ہین یعنے باشندگان زمین گرداند چنانچہ خلفاے زمین گردانید بنی اسرائیل را بعد غرق فرعون پہر بعد اُسکے فرماتے ہین کہ درایت دلیل است بر درستی خلافت خلفاے راشدین الخ نہین معلوم کہ خلافت خلفا جو بمعنے نیابتہ رسول ہی اور وہ خلافت جسکی تفسیر بہ تمکن وتسلط وباشندگان زمین کرتے ہین ان دونون معینو نمین کیا علاقہ ہی کہ ایک مستلزم دوسریکا گردانا جاتا ہے اور بہت ظاہر ہے کہ خلافت بمعنے تمکن گوحقیقت بین خدانے اپنے رسول اور مومنین موقنین کے لیئے عنایت فرمائی تہی مگر منافقین بہی بہ تبعیت مومنین اس مین شریک تھے جیساکہ تقسیم اموال غنایم مین بہی شریک تھے اور مشعر ہے اس بات پر آخر اسی آیہ وافی ہدایہ کا کہ حق تعالے فرماتا ہی ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون بیضاوی صاحب فرماتے ہین بعد ذلک ای بعد الوعد او بعد الخلافۃ فاولئک ہم بالغون فی الفسق الخ اب ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ بعد اُس خلافت کے جو عہد رسول خدامین واقع ہوئی کافر ہونیوالے آیا مومنین

صہ ۲ تفسیر زاہدی قلمی ج ۲

صہ ۳۸۷ نشان سابق بیضاوی

موقنین تھے یا منافقین پس کیون نہین جائز ہے کہ وہی منافقین کفران نعمت خدا کرکے خود متصدی ریاست عامہ مسلمین ہوجائین اور بکذب و دروغ دعوی نیابۃ الرسول کرین حالانکہ نائب حقیقی و خلیفہ برحق صاحب منزلت ہارونی ہو فاسئل بہ خبیر العلك ماکنت بہ بصیرا ازینجا است کہ بفحوای الکذوب قد یصدق خود خلیفہ اول اپنے کو خالفہ کہتے تھے جیسا کہ ازالۃ الغین مین ہے فاضل جزری در نہایۃ الخ گفتہ در مادہ خلف محصلش انیست کہ اعرابی نزد صدیق آمد و گفت تو خلیفہ پیغمبر ہستی گفت نہ من خالفہ ام بعد ازان جناب دخلیفہ کسی است کہ قائم مقام آنکس باشد کہ بگذرد و بجاے او نشیند و مانند او بود پھر کہا آما خالفہ پس کسی است کہ در فارسی او را ہیچ و پوچ تعبیر کنند انیست الخ اکثری گفتہ اند در معنی آن انتہی بقدر الحاجۃ فاقرارہ لنا قولہ وتمکینہم الخ اقول اولا یہ تخصیص سراسر مخالف تنصیص ہی کما مر ثانیا مخاطب نے جب خود یہ لکھا ہی کہ اور یہ سب امور بجز زمانہ خلفاے ثلثہ کے واقع نہین ہوئے اور یہان انہین امور کو مخصوص بخلفاے راشدین قرار دیا ہے پس دونون کلام مین تناقض صریح ہی بوجہ شمول جناب امیر علیہ السلام کے خلفاے راشدین مین اور عدم حصول اُن امور کے بجز خلفاے ثلثہ کیواسطے جیسا کہ منکر نے کہا پس اب دو حال سی خالی نہین ہے یا جناب امیر کو معاذ اللہ خلفاے راشدین مین شمار نہ کیجیے یا اس وعدۂ الٰہی کو مخصوص بخلفاے راشدین نہ فرمائیے اور شاید امر ثانی بوجہ کمال عشق شیخین منظور نہو تاگریز امر اول کو منظور کیجیے گا جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے بھی اسکی تصریح اشارۃً

صہ۴۴ ازالۃ الغین مقالہ سادسہ

خلیفہ اول کا اپنے کو خالفہ کہنا

صہ۴۴ ضرب منکر

ازالۃ الخفا
مقصد اول

یا لکنایۃ کی ہے فان الکنایۃ ابلغ من التصریح چنانچہ ازالۃ الخفا و
فیوض الحرمین مین فرماتے ہین ہر چند براے حضرت مرتضی بیعت
کردہ اند خلافت منعقد ساختند و در حکم شرع کہ بنائے ان منظنا
تست لازم شد اطاعت او لیکن مراد حق اصلاح عالم است کہ خلافت
وسیلہ آنست براے تقریب آن مشروع ساختہ اند اگر مراد حق می بود
از وجود متخلف نمیشد و مرتضیٰ درین خلافت مانند نفے در دہان نائی
نہ بود و نہ مانند جارحہ براے اتمام مراد حق و قوم مامور نشد کہ تحت رایت
او قتال کنند چنانکہ مامور شدند بقتال تحت رایت مشائخ ثلثہ الخ
ماضی و جفا اس عبارت سراپا خسارت مین تصریح اسکی ہے کہ عیاذاً
باللہ خلافت مرتضیٰ خلاف مرضی خدا تھی اور ظاہر ہے کہ لا رشد فیما کان
خلافا لرضاء اللہ اور اس عبارت مین جو تساقط و تہافت اور ابتناء بر
جبر و مشیئت الجائی ہے اہل نظر پر مخفی نہین ہے اور خود منکر نے بھی بتفاوت
یسیرہ ان مضامین کو نقل کیا ہے کما سیجی مفصلاً بہر صورت ترمیم خطبہ
لازم ہے قولہ و تبدیل خوف من الامن اقول اولاً جواب
اس تقریر کا بالاجمال گزرا ہے اور بالتفصیل بھی آویگا انشاء اللہ تعالی
ثانیاً ع واہ رے شور محبت کیا ہی چھڑکا ہی نمک ؎ گستاخی معاف
یہان تو حضرت مخاطب کی عبارت پر بلاغت میری طبیعت کو بھی مثل
پھولو نکے کھلاتی ہے اور بے اختیار زعفران زار کشمیر دکھاتی ہے
سبحان اللہ کیا عبارت چست ہے اور مثل مشہور درست ہے کہ دشمن دانا
بہ از دوست نادان ذرا ہوش مین آئیے کہ آپنے اس بدلائی مین بڑا
گھاٹا اٹھایا جنکے لیئے بدلائی کی اُن بیچارونکو کہین کا نہ رکھا ع برین

وبنیشاہ ولی اللہ خلافت
خباب امیر

فہم و دانش بباید گریسیت ؛ اسی لیاقت پر عربی عبارت لکھنے کا شوق
اٹھایا تھا یہ نہ سمجھے کہ جب لفظ امن مدخول من ہوگا تو بدلے مین کیا
ملیگا جیسا کہ قاموس مین ہے بدلہ منہ اتخذہ منہ بدلا اور
خود حق سبحانہ تعالےٰ نے بہی من بعد خوفہم امنا فرمایا اور خوف کو مدخول
من کیا ہے نہ امن کو شاید مخاطب نے در پردہ استہزا کیا ہے بازی
بازی بار یش بابا بازی سچ ہے جیسا کیا ویسا بدلا پایا منجانب حق کلمہ
حق بر زبان جاری ہوگیا بیشک ناحق غصب خلافت کرنا امنیت
کو خوف سے بدلنا ہے وکذلک نجزی الجرمین ثالثاً آپ کے
خلفاے ثلثہ کو کبہی امن بہی نصیب نہوا اول کو اولاً جناب امیر و سائر
بنی ہاشم کی حقیت کے سبب سے خوف تھا کہ ظالم کو خوف ہونا ضروریات
سے ہے ثانیاً خوف صحابہ غیر مبایعین مثل سعد عبادہ اور اتباع
اُنکے کہ بعض کو اُنمین سے مثل مالک بن نویرہ اور اُنکی قوم کو مرتدین
و مانعین زکوۃ سے ٹھہرا کر قتل کیا اور ثانی کو بہی صحابہ کا خوف
تھا کہ کوئی انکی خلافت سے راضی نہ تھا بسبب فظ و غلیظ ہونے کے
اور کفار سے جو خوف تہا معلوم کہ خود عازم سفر فارس ہوے ابولولو
سے جو خوف تھا ظاہر ہے کہ آخر جان پہچانکے جان ہی لیا ثالث کے
خوف کا کیا ذکر نوبت یہ آئی کہ محصور دار ہوے جان سے دست بردار
ہوے مستریح مزبلہ و منجلاب ہوے آخر طعمہ شغال و کلاب ہوے

قولہ وان یعبدونہ ولا یشرکوا بہ شیا الی یوم الدین

اقول میدان توصیف خلفا مین مخاطب کا کمیت قلم قدم رکھتے
ہی اُکھڑ گیا اور رہوش عقیدت کوش جام سہ آتشہ ستایش یاران

قدیم کو نوش کرتے ہی بگڑ گیا متوالونکی سی چالین اور بہکی بہکی باتین بولنے
لگے شاید حال قال آنے لگا کہ قوال فکر نیار اگ گانے لگا کیا تعجب ہے
ہم مشربان صوفی صافی منشان سے کہ یہ بیچارے معذور اور جام عرفانسے
مخمور ہین چنانچہ تصدیق اسکی جوابات کلمات سابقہ سے ہوئی اور اس
مقام مین بھی ہوگی اوّلاً یہ کہ قولہ وان یعبدو الخ کا عطف نہ وعد
اصحابہ پر صحیح ہوسکتا ہی نہ استخلاف پر اول اسوجہ سے کہ سب جملہ مصدر
بصیغہ واحد فعل ماضی ہین جنکا فاعل اللہ تعالیٰ ہی اور یہ صیغہ جمع فعل
مضارع بتاویل مصدر ہی جسکے فاعل صحابہ یا خلفاے راشدین ہین اور
دُوم اسوجہ سے کہ ایک تو عطف مجرور پر بلا اعادہ جار جایز نہین ہی دوسرے
استخلاف متعلق بفعل وعد ہی اور ان یعبدوا اگر اُس سے متعلق کیا جاے
تو اور بھی بیمعنے ہوجائیگا کما لایخفی علے ادنے طلبۃ ثانیاً بعد خرابی بصرہ
ہر چند آپ اس وصف کو اپنی صحابہ کے لیئے ضرور ثابت کیجئگا اور اپنے خلفاے
راشدین کے لیئے بالاولویت لیکن فے الحقیقۃ بجز نقصان آپکو کوئی نفع اس سے
نہ ملیگا علامہ بیضاوی تفسیر مین مابعد اسی قول ان یعبدوا الخ کی جو مقتبس
آیہ مذکورہ لیستخلفنھم الایہ سے ہے فرماتے ہین ومن کفر ومن ارتد
کفر ھذہ النعمۃ بعد ذلک بعد الوعد او حصول الخلافۃ
فاولئک ھم الفاسقون الخ یعنے من کفر سے اس آیہ مین مراد یہ ہی کہ جو
مرتد ہوا اور کفران کرے اس نعمت کا بعد اس وعدہ الٰہی کے یا بعد حصول
خلافت کے پس وہ لوگ فاسق ہین اب فرمائیے کہ من ارتد وکفر بعد حصول
الخلافۃ لہ سے مراد کون ہی اور کسنے کفر کیا بعد حصول خلافت کے یعنے کون کون
صحابہ کہ جملہ عدول ہین اور کون کون خلفا کہ بالخصوص مورد نزول ہین

صفحہ ۳۸۷
نشان سابق بیضاوی

مرتد ہوگئے چونکہ حق تعالیٰ عالم الغیب ہے اور کلام الٰہی عبث و بیفائدہ نہیں ہے
پس اگر آیہ لیستخلفنھم آپکے نزدیک خلافت خلفا پر دلیل ہوگی تو بیشک
اس ضمیمہ کی بھی بڑی ضرورت ہوتی ہے تاکہ دلیل ہو اوپر ارتداد و کفر کے
بعد حصول خلافت کے من قبیل اخبار غیب جیسا کہ اسی بیضاوی نے کہا ہے
وفیه دلیل علی صحة النبوة للاخبار عن الغیب علی ماھو وخلافة
الخلفاء الراشدین یعنے اس آیہ مین دلیل ہے اوپر صحت نبوت کے بوجہ
خبر دینے غیب سے جسطرح پر ہوا اور خلافت خلفائے راشدین پر کمامر
ثالثاً اسے یوم الدین کے اضافہ کرنے سے کوئی فائدہ سوائے اظہار سفاہت
حالیہ نہین ہے کسواسطے کہ جب صحابہ یا خلفا کا قیامت تک رہنا ہوتا تو عبادت
وغیرہ بھی کرتے پھر اس فضول گوئی سے کیا فائدہ مگر یہ کہ اشعار ہو طرف
حال ماضی کے شرک و بت پرستی وغیرہ کے قائل و تذکر قوله رضی الله
عنھم ورضوا عنه اقول اس قول کا بھی اقتباس آیہ لقد رضی الله
عن المومنین اذ یبایعونك تحت الشجرة الآیہ سے ہے جو بڑا مایۂ افتخار
سینوں کا ہے حالانکہ محض فریب دہی انکی ہے اولاً یہ کہ مثل سب آیتوں کے
یہ آیہ بھی عام بشارت ہے واسطے مومنین صالحین حاضرین بیعت رضوان
کے نہ کل صحابہ کے لیئے جو شامل ہو مرتدین و فاسقین و کافرین کو کیونکہ رضا
کو پروردگار عالم نے مومنین سے متعلق فرمایا ہے نہ عام صحابہ یا عام حاضرین
سے نہ خاص صحابہ سے جو مخاطب از راہ سرپرستی آنکے ساتھ مخصوص
کرتے ہین ثانیاً آیہ مذکورہ بعد بیعت حدیبیہ کے نازل ہوا جسمین خلفا اور
چند منافقین بھی مثل جد بن قیس و قرہ بن ہبیرہ وغیرہ جو بتصریح علمائے
اہلسنت منافقین و مرتدین سے ہین مومنین کے ساتھ بیعت مین شریک

صفحہ ۱۶۳ ازالۃ الغین مقالہ سادسہ

صفحہ ۱۹ آیات بینات

تھے پس یہ شرکت محض نہ موجب افتخار ہی نہ باعث تخصیص خلفا پس باطل
ہوا یہ لہذا مولوی حیدر علی کا ازالۃ الغین ہین وکسے از اصحاب شجرہ
بدوزخ نرود انتہی کیونکہ صاحب آیات بینات فرماتے ہین اور سوائے
قید بن قیس منافق کے کسی نے تخلف اس بیعت سے نہین کیا انتہی پس
کلیہ رضوان جمیع حاضرین بیعت رضوان سے باطل ہوا اور کذب مولوی
مذکور ظاہر ہوا وہو المطلوب بلکہ کذب خود صاحب آیات بینات بہی ثابت ہوا
کہ پہلے کہہ چکے ہین کہ اس سفر مین آپکے ہمراہ نہوی مگر وہی خالص مخلص
کہ تو سراپا ایمان سے بھرے ہوے تھے انتہی پس یا قید بن قیس کو خالص
مخلص کہین یا اپنے کل اقوال کی ترمیم کرین والتفصیل فی رمح الحمران

فرار خلفا از خیبر و حنین

ثالثا یہ بیعت حدیبیہ جسکو بیعت رضوان بہی کہتے ہین اس بات پر منعقد
کی گئی تھی کہ جنگ خیبر وحنین وغیرہ مین سب لوگ ثابت قدم رہین اپنی
اس قول وقرار پر اور قرار پر فرار کو اختیار نہ کرین جیساکہ خود فرماتا ہے
فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ الایہ تو گویا کہ یہ رضی اللہ سی خدا نے
جزا فرمائی ہی واسطے وفاکنندگان بیعت مذکورہ کے اور یہ ظاہر ہے کہ
جب خلفا نے ان سب لڑائیون سے فرار کیا تو ہرگز مستحق اس جزا کے
نہوے بلکہ مستوجب غضب ہوے جیساکہ خود خدا نے فرمایا فقد باء بغضب
من اللہ الایہ لیکن فرار کرنا خلفا کا خیبر سے پس مسند احمد بن حنبل و صحیح
نسائی وغیرہ صحاح وکتب احادیث اہلسنت مین منقول ہے عن عبد اللہ
بن بریدہ قال سمعت ابی یقول حاصرنا خیبر فاخذ ابوبکر اللواء
فانصرف ولم یفتح لہ ثم اخذ ھا عمر من الغد فرجع ولم یفتح لہ و
اصاب الناس یومئذ شدۃ وجہد فقال رسول اللہ انی دافع

الراية غدا الی رجل یحب اللہ ورسولہ کرار غیر فرار لا یرجع
حتی یفتح اللہ لہ الخ یعنے ہم محاصرہ جنگ خیبر مین حاضر تھے اور ابوبکر
علم لیکر لڑنیکو گئے بغیر فتح کیئے بھاگ آئے اور اسیطرح عمر بھی بھاگ آئے
اور لشکر کو اُس روز بہت زحمت ہوئی پس فرمایا رسول خدا نے کہ کلہ مین
اُسکو علَم دونگا جو بغیر فتح کیئے نہ آئیگا اور اُسکو خدا و رسول دوست
رکھتے ہین وہ کرار ہے نہ فرار الخ پس حسب ارشاد فیض بنیاد رسول خدا
شیخین فرار و بھگوڑے قرار پاے اور اگر ارشاد آنحضرت کو جو آپکے صحاح
سے منقول ہوا تسلیم نفرمایئے اور اسکو فرار نہ کہیئے تو اب اقرار سے خلفاکے
اور واضح تقریر سابق سے انکے فرار کو ثابت کرتا ہون تاریخ خمیس مین ہے
قال ابوبکر لما انصرف الناس یوم احد عن رسول اللہ فکنت
اول من جاء کہا ابوبکر نے کہ جب احد کے روز رسول خدا کو چھوڑ کر لوگ
بھاگ گیئے تو وقت مراجعت سب سے پہلے ہم آئے اور درمنثور سیوطی مین ہے
عن عمر قال لما کان یوم احد ھزمنا ففررت حتی صعدت
الجبل وقد رایتنی انزو کانی اروية یعنے کہا عمر نے کہ احد کی لڑائی
مین ہم بھاگے پہاڑ پر مین اسطرح اوچکتا تہا کہ جسطرح بکری پہاڑ ی
اوچکتی ہے اور تفسیر کبیر مین بھی ہے ومن المنھزمین عمر یعنے بھاگنے
والون سے عمر بھی تھے مگر سب سے پہلے نہین بھاگے اور ثالث بالخیر کے
بھاگنے کو صحیح بخاری مین بھی لکہا ہے ابن عمر سے ایک شخص نے پوچھا ھل
تعلم ان عثمان فر یوم احد قال نعم یعنے عثمان بھی بروز احد بھاگے
تھے تو ابن عمر نے کہا کہ ہان اور اگر ان فرار ونکو قبل نزول آیہ مذکورہ
لیجیئے تو حنین کی جنگ جو بعد فتح مکہ ہوئی اُسمین بھی بھاگنا ثابت ہے

صـ ۱۳۴ خمیس مطبوعہ مصر

صـ سورہ ال عمران

صـ ۳۳۵ چھاپہ میرٹھ صحیح بخاری
صـ ۲۰ و فی ازالۃ الخفا

صحیح بخاری صہ ۶۱۸

جیساکہ صحیح بخاری مین ہے وانہزم المسلمون وانہزمت معھم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت لہ ماشان الناس قال امر اللہ قتادہ سے منقول ہو کہ بھاگے مسلمان لوگ اور مین بھی بھاگا پس دیکھا کہ اُن لوگونمین عمر بن الخطاب بھی رونق افروز ہین مینے کہا کیا حال ہوا لوگونکا عمرؓ نے کہا جو خدا کو منظور تھا وہ ہوا اور یہ فراران فراریونکا صحاح ستہ اور کتب تواریخ وسیر مثل مواہب لدنیہ اور فتح الباری اور روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ و سیر ملا معین وغیرہ مین بھی موجود ہے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ امور نہ موجب گناہ ہے نہ مرتکب اُسکا مستوجب عقاب تو بحولہ و قوتہ تعالیٰ اُسکو بھی مین انھین کی کتب معتبرہ سے ثابت کرونگا اول پروردگار عالم خود فرماتا ہے ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جھنم وبئس المصیر یعنے جسنے پشت پھیرا اور بھاگا وہ مستحق غضب خدا ہوا اور جگہ اُسکی جہنم ہے اور بدترین مقام بازگشت ہی پھر جنکو خدایہ فرمائے اُسکو رضی اللہ عنھم کہنا سراسر تکذیب خداوند علام ہے معاذاللہ دوسرے فخرالدین رازی امام اہلسنت کہتے ہین واعلم ان ھذا الذنب لاشک انہ کبیرۃ لانھم خالفوا صریح نص الرسول وصارت تلک المخالفۃ سببا لانھزام المسلمین وقتل جمع عظیم من اکابرھم ومعلوم ان کل ذلک من باب الکبائر والضا ظاھر قولہ تعالے ومن یولھم یومئذ دبرہ یدل علی کونہ کبیرۃ یعنے بیشک یہ گناہ کبیرہ ہی کیونکہ اون لوگون نے صریح حکم رسول کی مخالفت کی اور یہ مخالفت سبب ہوئی

مسلمانونکے شکست کھانیکی اور ایک جماعت کثیر کبار صحابہ کے قتل ہونیکی
اور ظاہر ہے کہ یہ کل امور کبایر سے ہین اور ظاہر قول باری تعالے
ومن یولھم الایۃ بہی دلالت کرتا ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور کتاب استیعاب
مین ہے اما عثمان فانہ اذنب یوم احد ذنبا عظیما یعنے لیکن عثمان
نے پس بروز احد بہت بڑا گناہ کیا تیسرے یہ کہ ایسا فرار موجب کفر ہوا
جیساکہ روضۃ الاحباب وغیرہ مین ہے کہ جب روز احد سب لوگ بھاگ گئے
بجز مخصوص چند کے تو جناب رسالتمآب غضبناک ہوے اور جناب امیر
سے جو حضرت کے پہلو مین کھڑے تھے فرمایا کہ اے علی تم کیون انلوگونکے
ساتھ بھاگ گئے جناب امیر نے فرمایا یا رسول اللہ لا کفر بعد الایمان
ان لی بک اسوۃ یعنے یا رسول اللہ ایمان کے بعد کیا مین کفر اختیار کرتا
مین تو آپکا پیرو و تابعدار ہون جس سے صاف معلوم ہوا کہ جناب امیر نے
فرار کو کفر بعد الایمان فرمایا اور اگر جناب امیر کے ارشاد کو بوجہ کمال
بغض و عناد قبول نفرمایئے تو تصریح اسکی ارشاد ہدایت بنیاد جناب
رسالتمآب سے ثابت کرتا ہون عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین ہے
قیل انہ علیہ السلام سب الذین انھزموا یوم احد وفیھم
عثمان بن عفان یعنے بعضون نے کہا ہے کہ جناب رسالتماب نے سب
فرمایا یعنے لعنت کیا اُن لوگونپر جو بروز احد بھاگے تھے حالانکہ اُنمین
عثمان بن عفان بہی تھے اور سب و لعن مخصوص حق کفار ہے بہرکیف بروز
احد یون فرار کیا اور بعد بیعت رضوان جنگ خیبر و جنگ حنین مین یون
فرار کیا اور پروردگار عالم نے اسپر اُنکو مستحق اپنے غضب کا
فرمایا اور جہنم اُنکا بازگشت بتایا اور رسول خدا نے

صفحہ ۶۳ استعاب چھاپہ مصر

فرار یون پر جناب رسالتمآب سے سب و لعن کرنا

سب ولعن فرمایا مگر آپ لوگ اہلسنت کل احکام خدا و رسول کے
خلاف بالخصوص انھین منصوصین پر اطلاق رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین یہ حال تھا نکث بیعت وفرار کا جسپر خلفا نے
تحت الشجرہ وسایر صحابہ نے بیعت کیا تھا اور بقول آپ ہی لوگو کے اسی
عہد وپیمان کے باعث آیہ رضوان نازل ہوا اور اب اس بیعت و نکث
بیعت وعہد شکنی مین تو کچھ امتداد ایام بھی ہوا بخلاف خلیفہ دوم کے
کہ احکام تبہ ثلثہ مین سب سے بالا اور درجہ سب سے اعلی تھا انکو خود اسی
حدیبیہ مین نقض عہد کرنا پڑا اور بیعت کے دو ہی چار روز بعد سب
عہد وپیمان کو طاق نسیان پر رکھکر اپنے کفر وایمان کا اعلان کر دیا چنانچہ
فرمایا ما شککت فی نبوته منذ اسلمت کما شککت یوم الحدیبیة
یعنے خلیفہ دوم نے کہا کہ کبھی مینے ایسا شک نہین کیا تھا حضرت کی نبوت
مین جیسا شک کیا مینے بروز حدیبیہ پس جب خلیفہ ہی صاحب کی دلمین
سب سے زیادہ اور سب شکون سے افزون دربارہ نبوت آنحضرت کے
شک ہوا تو واے برحال دیگران فاین الرضوان بعد هذ الشك
والعدوان واین المغفرة بعد العصیان بل الله علیهم غضبان
ومقامهم فی النیران قوله فانجز وعده اقول یہ قول بھی مثل
اقوال سابقہ کے مدخول بے ربطی وخبطگی ہے اولاً چونکہ فا للتعقیب بلا
تراخی ہوتا ہے اسوجہ سے یہ متعلق بجملہ فرضی اللہ عنہ ہوگا اور اسمین
کوئی وعدہ مذکورہ نہین ہے پس انجاز وعدکا دعوی بلا وجود وعدہ من
قبیل بآب موزہ کشیدن ہوگا ثانیاً باوجود بعد وعدم تعقیب اگر جملہ وعد اصحابہ
پر متفرع ہونا اسکا فرض بھی کیا جاوے تو چونکہ تمامی اہلسنت استخلاف من اللہ کے

کمافی التحفہ ص ۳۶۳

قایل نہین ہین بلکہ ایسے استخلاف کو موجب مفاسد و فتنہ جانتے ہین لہذا
با وصف عدم استخلاف انجاز وعدہ کہنا غلط محض ہے ثالثاً چونکہ استخلاف
خلفا کو اہلسنت من الناس بیان کرتے ہین اور اُس سے بقول مخاطب
وعدہ متعلق نہین تھا لہذا انجاز وعدہ کہنا محض تہمت لگانا ہی رابعاً
جن مومنین سے خدا نے وعدہ استخلاف فرمایا تھا اُنسے بیشک ایفا بھی
کیا نہ آپکے خلفا سے وعدہ فرمایا تھا نہ اُنسے ایفا کیا اور جنکو تم انے خلیفہ
کیا اور اُنسے وعدہ استخلاف فرمایا اور ایفا بھی کیا اُنکو آپ خلیفہ نہین
کہتے لہذا انجاز وعدہ کہنا آپکا محض غلط ہے خامساً ایفای وعدہ
تو آپکے یہان خدا پر واجب ہی نہین پھر ایفا کرینگی کیا توقع ہے شاید
اسیوجہ سے بسازش باخودہا خلیفہ بنگئے **قولہ** مثل اہلبیتی **اقول**
اولاً اگرچہ آپکے کل علما و رواۃ و ناقدین ثقات و حفاظ وغیرہم باجمعہم
اس حدیث کی صحت پر متفق و مجمع ہین لیکن چونکہ تمام تر مفید مذہب
و مطلب شیعیان امیر مومنان ہے پس آپکو اس حدیث سے کیا
علاقہ ہان اگر اہلبیتی کی جگہ اصحابی بناتے اور کوئی لفظ مفید تخصیص
بصحابہ معہودہ لگاتے تو آپکے مفید ہوتی ثانیاً تقدیم حدیث سفینہ
کی حدیث نجوم پر جو دربارہ آپکے صحابہ کے ہے صریحاً آپکے اعتقاد
فاسد کے مخالف ہے والا تقدیم صحابہ جناب امیر المومنین و ذریات
طاہرین پر سراسر باطل و فاسد ہوجائیگی اور اسکو شاید آپ کبھی نہ
پسند کرینگے ثالثاً آپ لوگون نے کبھی رعایت اس حدیث شریف کی نہ
کی اور نکرتے ہین یہ وہی زبانی غلط دعوی ہے جسکا میننے قبل بھی اشعار کیا
علاوہ تفضیل صحابہ کے اہلبیت طاہرین پر آپکے نزدیک تو اہلبیت کا کوئی

اجماع اہلبیت کا حجت نہیں ہے

نعل کوئی قول بھی قابل حجت نہیں ہے نہ قابل تمسک جو منشا اس حدیث شریف کا ہے بلکہ انکا اجماع و اتفاق بھی قابل حجت نہیں ہے جیسا کہ آپکے بحر العلوم مولوی عبد العلی نے شرح مسلم مین لکھا ہے اجماع اھل البیت لیس بحجة خلافا للشیعة فانهم قد یصیبون وقد یخطئون ویجوز علیهم الزلة وهی وقوعهم فی الذنب من غیر تعمد کما وقع من سیدة النساء من هجر انها خلیفة رسول الله حین منعها فدک انتهی ما ہنفی یعنی اجماع اہلبیت کا حجت نہیں ہے خلاف الرقم شیعونکے اسلئے کہ اہلبیت کبھی خطا کرتے ہین اور کبھی صواب حالانکہ انسے لغزش ہونا اور گناہ ہونا جایز ہے جیسا کہ واقع ہوا سیدة النساء سے بسبب ناراض ہونیکے اور ترک ملاقات کرنیکے ابوبکر خلیفہ رسول سے جب ابوبکر نے فدک کو جناب سیدہ سے منع کیا اور روک دیا انتہی پس کیا انصاف ہی کہ رسول خدا جنکے ساتھ رہنے کو باعث نجات و وسیلہ ہدایت فرمائین اور انسے تخلف کرنیکو سبب ہلاکت بتائین انکا اجماع بھی قابل قبول نہو گو باتفاق

بل اقر به فی منتهی الکلام ص ۲۹

فریقین وہ لوگ معصوم اور بے گناہ نہ ہوں جیسا کہ شاہ صاحب نے بھی لکھا ہے اور قابل انکے صحابہ کے دو ایک آدمی کا اتفاق جنکا اسلام

ایضا

تک ابھی ثابت نہوا ایسا حجت ہو کہ ایک یا دو آدمی کے اتفاق سے خلافت قائم ہوگئی اور اسمین کسیطرح کا آپکو عذر نہین رہا بالجملہ جب اہلبیت رسول کی قدر و منزلت آپلوگونکے نزدیک اسیقدر تھی تو اس حدیث

تقریب

کے نقل سے آپکو کیا فائدہ اور امر مخالف اعتقاد کے ذکر سے مقام لعنت مین کیا ترقب ثواب ہے فتفکر قوله ومن تخلف عنها اقول والله

صہ ۳۶۳
کما فی التحفہ

قایل نہین ہین بلکہ ایسے استخلاف کو موجب مفاسد و فتنہ جانتے ہین لہذا باوصف عدم استخلاف انجاز وعدہ کہنا غلط محض ہے ثالثاً چونکہ استخلاف خلفا کو اہلسنت من الناس بیان کرتے ہین اور اُس سے بقول جناب وعدہ متعلق نہین تھا لہذا انجاز وعدہ کہنا محض تہمت لگانا ہی رابعاً جن مومنین سے خدانے وعدہ استخلاف فرمایا تھا اُنسے بیشک ایفا بھی کیا نہ آپکے خلفا سے وعدہ فرمایا تھا نہ اُنسے ایفا کیا اور جنکو خدا نے خلیفہ کیا اور اُنسے وعدہ استخلاف فرمایا اور ایفا بھی کیا اُنکو آپ خلیفہ نہین کہتے لہذا انجاز وعدہ کہنا آپکا محض غلط ہے خامساً ایفای وعدہ تو آپکے یہان خدا پر واجب ہی نہین پھر ایفا کرینگی کیا توقع ہے شاید اسیوجہ سے بسازش باخود ہا خلیفہ بنگئے **قولہ مثل اہلبیتی اقول** اولاً اگرچہ آپکے کل علما اور رواۃ و ناقدین ثقاۃ و حفاظ وغیرہم باجمعہم اس حدیث کی صحت پر متفق و مجمع ہین لیکن چونکہ تمامتر مفید مذہب و مطلب شیعیان امیر مومنان ہے پس آپکو اس حدیث سے کیا علاقہ ہان اگر اہلبیتی کی جگہ اصحابی بناتے اور کوئی لفظ مفید تخصیص بصحابہ معہودہ لگاتے تو آپکے مفید ہوتی ثانیاً تقدیم حدیث سفینہ کی حدیث نجوم پر جو دربارہ آپکے صحابہ کے ہے صریحاً آپکے اعتقاد فاسد کے مخالف ہے والا تقدیم صحابہ جناب امیرالمومنین و ذریات طاہرین پر سراسر باطل و فاسد ہوجائیگی اور اسکو شاید آپ کبھی نہ پسند کرینگے ثالثاً آپ لوگون نے کبھی رعایت اس حدیث شریف کی نہ کی اور نکرتے ہین یہ وہی زبانی غلط دعوی ہی جسکا پہلے قبل بھی اشعار کیا علاوہ تفضیل صحابہ کے اہلبیت طاہرین پر آپکے نزدیک تو اہلبیت کا کوئی

نقل کوئی قول بھی قابل حجت نہین ہے نہ قابل تمسک جو منشا اس حدیث
شریف کا ہے بلکہ انکا اجماع و اتفاق بھی قابل حجت نہین ہے جیسا کہ
آپکے بحر العلوم مولوی عبد العلی نے شرح مسلم مین لکھا ہے اجماع اہل
البیت لیس بحجۃ خلافا للشیعۃ فانھم قد یصیبون وقد
یخطئون ویجوز علیھم الزلۃ وھی وقوعھم فی الذنب من غیر
لعمد کما وقع من سیدۃ النساء من ھجر انھا خلیفۃ رسول
اللہ حین منعھا فدک انتھی ما یخفی یعنی اجماع اہلبیت کا حجت
نہین ہے علی الرغم شیعونکے اسلیئے کہ اہلبیت کبھی خطا کرتے ہین
اور کبھی صواب حالانکہ اُنسے لغزش ہونا اور گناہ ہونا جایز ہے
جیساکہ واقع ہوا سیدۃ النساء سے بسبب ناراض ہونیکے اور ترک
ملاقات کرنیکے ابوبکر خلیفہ رسول سے جب ابوبکر نے فدک کو جناب
سیدۃ سے منع کیا اور روک دیا انتھی پس کیا انصاف ہی کہ رسول خدا
جسکے ساتھ رہنے کو باعث نجات و وسیلہ ہدایت فرمائین اور اُنسے تخلف
کرنیکو موجب ہلاکت بتائین اُنکا اجماع بھی قابل قبول نہو گو باتفاق
فریقین وہ لوگ معصوم اور محفوظ بھی ہون جیساکہ شاہ صاحب نے
بھی لکھا ہے اور بمقابل اُنکے صحابہ کے دو ایک آدمی کا اتفاق جنکا اسلام
تک ابھی ثابت نہوا ایسا حجت ہو کہ ایک یا دو آدمی کے اتفاق سے خلافت
قائم ہوگئی اور اُسمین کسیطرح کا آپکو عذر نہین رہا بالجملہ جب اہلبیت
رسول کی قدر و منزلت آپلوگونکے نزدیک اسیقدر تھی تو اس حدیث
کے نقل سے آپکو کیا فائدہ اور امر مخالف اعتقاد کے ذکر سے مقام لغت
مین کیا ترتب ثواب ہے فتفکر قولہ ومن تخلف عنھا الخ اقول واللہ

اجماع اہلبیت حجت نہین ہے

٢٢٩ بل اقربہ فی منتھی الکلام

ایضا

قولہ

صدق رسول اللہ اولاً تخلف کے معنی فرمائیے کیا ہین اگر نہ معلوم
ہو تو قاموس مین موجود ہے تخلف تاخر واختلف ضد اتفق
الخ یعنے تخلف وہان کہینگے جہان کوئی پیچھے رہ جاوے اور موافقت
نکرے ثانیاً یہ بتائیے کہ اہلبیت طاہرین سے کون متخلف ہوا اور کسنے اُن
حضرات کا ساتھہ دیا یہ جناب رسالتماب کی پیشین گوئی تہی اُن لوگونکے
حق مین جنھون نے خلفا کا ساتھہ دیا اور اہلبیت پر اُنکو مقدم کیا اسیوجہ
سے شیعہ جناب امیر کو خلیفہ رسول بلافصل جانتے ہین اور سفینہ اہلبیت
کے ساتھہ متمسک اور کشتی ولاے عترت کے راکب ہین اور طوفان بے
تمیزی ناخداشناسونسے علیحدہ ہین اگر مخاطب بنظر انصاف دیکھے تو پورا
مصداق من تخلف عنہا غرق کا مذہب اہلسنت ہی جو بمفاد
الغریق یتشبث بکل حشیش خس و خاشاک کی مدد چاہتے ہین اور یہ پیر ما خس
است واعتقاد ما بس است کا دم بھرتے ہین حق یہ ہی کہ منکر عامی نے اس
حدیث شریف کو ذکر کرکے اپنے مذہب وا لونکو ڈبو دیا اور مصداق سگ
بدریا رود پلید تر گردد بنا دیا قولہ واصحابی کالنجوم الخ اقول اولاً
ایک یہ بہی دلیل تعصب و بغض اہلبیت ہی کہ جہان آنحضرات کا ذکر
ہوگا وہان خلفا کا بہی کدا لانا ضرور ہی کہان اہلبیت کہان یہ صحابہ چہ نسبت
خاک را بعالم پاک کہان ارشاد رسالت پناہی ؐ کہان بقول آپکے علما کی
حدیث واہی ؛ اسی سے سمجھنا چاہیئے کہ ایسون ہی نے ناحق بلا استحقاق
بلا سبب و سروکار محض بغرض دنیا پرستی خلفا کو زبردستی رسول کی
مسند خلافت پر بٹھا دیا ثانیاً ہر چند اس حدیث کا بطلان و افترا و بہتان
ہونا مسئلہ اتفاقی علماے اہلسنت ہی گو جہلا نا واقف و نادان ہون مگر

زیادت جہالت مخاطب
ببطلان حدیث نجوم

مین یہان بلحاظ اختصار صرف چند قول انکے معتمدین آیمہ دین کے نقل
کرتا ہون تا مخاطب کی جہالت عوام پر ظاہر اور طمانینت اُنکے خاطر
فاتر کی ہو پہلے امام اعظم انکے ابن تیمیہ اپنے منہاج مین کہتے ہین واما قوله
اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم فهذا الحدیث ضعیف
ضعفه ایمة الحدیث قال البزار هذ حدیث لا یصح من
رسول الله ولیس هو فی کتب الحدیث المعتمدة یعنے لیکن قوله
اصحابی کالنجوم الخ پس یہ حدیث ضعیف ہے کل آیمہ حدیث نے اسکو ضعیف
کیا ہے کہا بزار نے کہ رسول خدا سے نقل اس حدیث کی کسیطرح صحیح
نہین ہے اور یہ حدیث کسی معتمد کتب احادیث مین نہین ہے دوسرے
مولوی عبد العلی بحر العلوم شرح مسلم مین لکھتے ہین واما المعارضة
باصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم رواه ابن عدی
وابن عبد البر وخذ واشطر دینکم من الحمیراء ای ام المومنین
عایشة الصدیقه کما فی المختصر فمندفع بانهما ضعیفان لا
یصلحان للعمل فضلا عن معارضة الصحاح اما الحدیث الاول
فلم یعرف قال ابن حزم فی رسالة الکبری مکذوب موضوع
باطل وبه احمد والبزار اما الحدیث الثانی فقال ذهبی من
الاحادیث الواهیة التی لا یعرف لها اسناد وقال السبکی و
الحافظ ابو الحجاج کل حدیث فیه لفظ الحمیراء لا اصل له الا
حدیث واحد فی النساء کذا فی التیسیر انتهی محصل اُسکا یہ ہے
کہ لیکن معارضہ کرنا حدیث نجوم کے ساتھ اور حدیث حمیرا کے ساتھ
پس یہ معارضہ محض لغو ہے اسلیئے کہ دونون حدیثین ضعیف ہین کسیطرح

صلاحیت عمل کرنے کی نہین رکھتین چہ جائیکہ احادیث صحاح کے ساتھ
معارضہ کیجائین ابن حزم نے کہا ہی اپنے رسالہ کبری مین کہ حدیث نجوم
مکذوب وموضوع وباطل ہے اور ایسا ہی کہا احمد اور بزار نے اور
حدیث حمیرا کو یعنے لو تم لوگ کچھ اپنے دین کو حمیرا یعنے عائشہ سے پس کہا
ذہبی نے کہ احادیث واہیہ سے ہے اور کہا سبکی اور ابو الحجاج نے کہ جس
حدیث مین لفظ حمیرا ہو محض بے اصل ہی مگر ایک حدیث جو دربارہ نسائی[1]
انتہی تیسیرے ملا نظام الدین پدر عبد العلی صبح صادق شرح منار مین
بمقام رد مذہب قائلین بحجیت اجماع شیخین بحدیث اقتدوا بابی بکر
من بعدی وحدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین
فرماتے ہین واجیب ایضا بانہما معارضان بقوله اصحابی
کالنجوم الخ وقوله خذوا شطر دینکم عن الحمیراء فتقاعد
الاحتجاج واجیب بان الحدیث الاول وان روی عن المعتبرات
لم یعرف قال ابن حزم فی رسالته الکبری مکذوب موضوع
باطل وبه قال احمد والبزار واما الحدیث الثانی فهو ایضا
لم یعرف فکما عن المزی والذہبی وغیرهما وقال ذہبی هو من
الاحادیث الواهیة التی لا یعرف لها اسناد وقال السبکی
والحافظ ابو الحجاج کل حدیث فیه لفظ الحمیراء لا اصل له الا
حدیثا واحدا فی النساء هکذا فی بعض شروح التحریر
انتہی کہ ترجمہ ومحصل اسکا قریب ترجمہ عبارت فرزند ارجمند مذکور ہے
یعنے ابن حزم اور احمد اور بزار نے کہا کہ حدیث نجوم مکذوب موضوع
وباطل ہی اور حدیث حمیرا کو مزی اور ذہبی اور سبکی اور حافظ ابو الحجاج نے

جمع حدیثین مین نفی ہے حمیرا موضوع

[1] شاید مراد حدیث ذہبی ہے جو دربارہ حریر جناب امیر جناب رسالتمآب سے منقول ہی کہ عائشہ سے فرمایا اتقی ان تکونی یا حمیرا ۱۲

کہا کہ حدیث واہی محض بے اصل ہی اور جس حدیث مین لفظ حمیرا ہو سوای ایک حدیث کے سب موضوع ہی چوتھے مولوی عبدالحی رحمہ معاصر جو آپکے خاتم العلما والفقہا والمحدثین ہین تحفۃ الاخیار علی نورالانوار مین بعبارت طولانی فرماتے ہین وقال ابوحیان فی تفسیرہ علی مانقلہ بعضھم قول قد رضی رسول اللہ الی قولہ اھتدیتم لم یقل ذلک رسول اللہ وھو حدیث موضوع لا یصح بوجہ عن رسول اللہ الخ کہ محصل اُسکا یہ ہی کہ کہا ابوحیان نے اپنی تفسیر مین کہ قول قد رضی اللہ رسول اللہ تا بہ قولہ اہتدیتم نہین کہا اسکو رسول خدا نے اور یہ حدیث بالکل بنائی ہوئی ہے کسیطرح صحیح نہین ہی فرمانا رسول خدا کا اس حدیث کو کہا حافظ ابو محمد علی بن احمد بن بن حزم نے اپنے رسالہ مین جو در بارہ بطلان قیاس وغیرہ کے ہی کہ یہ حدیث بنجوم خبر جھوٹی باطل ہے ہرگز صحیح نہین ہی اور ذکر کیا ہے اسناداً اطرف بزار کے صاحب مسند نے کہ جو تمنے سوال کیا اس حدیث سے جو عوام مین مشہور ہی کہ حضرت نے فرمایا اصحابی کالنجوم الخ اس کلام کی اسناد رسول خدا کیطرف کسیطرح صحیح نہین ہے کیونکہ راوی اُسکا عبد الرحیم بن زید عمی ہے ابن عمر سے مرفوعا اور عبدالرحیم مذکور ضعیف ہی کہ اہل علم اُسکی روایت سے ساکت ہین اور کلام بھی منکر و زشت و قبیح ہی کسیطرح ثابت نہین ہوتا اور رسولخدا کبھی مباح نکرینگے اختلاف کو بعد اپنے اصحاب مین اسپر نص کیا ہے بزار نے اور ابن سفیان نے کہا کہ عبدالرحیم بڑا جھوٹھا اور خبیث ہے اور کوئی چیز نہین ہے اور کہا بخاری نے کہ یہ راوی متروک ہے دوسرا راوی اسکا حمزہ ہے وہ بھی حافظ و متروک ہے کہا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین کہ

صـ ۵ تحفۃ الاخیار

موضوعیت حدیث بقول مولوی عبدالحی

رسالہ عوام اہلسنت

[illegible]

بطلان حدیث نجوم

کہا ابن ربیع نے کہ حدیث نجوم کو اخراج کیا ابن ماجہ نے جیسا کہ کہا سیوطی نے
تخریج احادیث شفا مین اور ہمنے سنن ابن ماجہ مین نہ پایا اس حدیث
کو باوصف بحث وفحص کے اور کہا ابن حجر عسقلانی نے تخریج احادیث
رافعی مین بعد گفتگوی بسیار کہ یہ حدیث ضعیف اور واہی ہے بلکہ ذکر
کیا ابن حزم سے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور کہا ذہبی نے میزان الاعتدال
مین ترجمہ جعفر بن عبدالواحد ہاشمی مین کہا دارقطنی نے کہ وہ وضع احادیث
کرتا تھا اور کہا ابی زرعہ نے کہ جعفر روایت کرتا ہے اُن احادیث کو
جسکی کوئی اصل نہین ہے اور کہا ابن عدی نے کہ جعفر چراتا ہی حدیثونکو
اور قبیح وزشت ومناکیر روایتین ثقاۃ سے نقل کرتا ہی اور اُسکی بلاؤن سے
ہے کہ اُسنے وہب سے باسناد ابوہریرہ روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا
نے اصحابی کالنجوم الخ اور کہا ترجمہ زید عمی مین نعیم بن حماد نے کہ روایت
کیا مجھ سے عبدالرحیم نے باسنادہ سعید بن مسیب سے مرفوعا عمر سے کہ
فرمایا رسول خدا نے مینے سوال کیا اپنے خدا سے دربارہ اختلاف اصحاب
اپنے بعد میرے پس وحی کیا خدا نے کہ اے محمد اصحاب تیرے میرے نزدیک
بمنزلہ ستارہ ہین ایک دوسرے سے زیادہ روشن ہے جو لیگا کسی چیز سے
کہ جسمین وہ مختلف ہین وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے الحدیث
اور یہ حدیث باطل ہے اور کہا شہاب خفاجی نے نسیم الریاض شرح
شفاء قاضی عیاض مین کہ دربارۂ علم اسی سے دوسری روایت
مروی ہے کہ دارقطنی اور ابن عبدالبر نے بطرق متعددہ روایت کیا ہی
اور وہ سب طریقے ضعیف ہین یہانتک کہ ابن حزم نے جزم کیا ہے کہ یہ
حدیث بنائی ہوئی ہے اور کہا حافظ عراقی نے کہ مصنف کو مناسب تھا

بطلان وموضوعیت حدیث نجوم اور واہی والا ہونا اسکے

بطلان حدیث نجوم

اس حدیث کو بصیغہ الیقین بیان نکرتا اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ اعتراض
غیر وارد ہے اسلیئے کہ مصنف نے اس حدیث کو فضائل صحابہ مین وارد
کیا ہے حالانکہ سب قایل ہوے ہین کہ حدیث ضعیف پر جو دربارہ اعمال
ہو عمل کرنا جایز ہے چہ جائیکہ حدیث دربارہ فضیلت رجال ہو اُسپر
کیون عمل جایز نہوگا پس یہ کہنا محض لغو ہے اسلیئے کہ حضرتؐ کا فرمانا
اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم تمامی عمل کو شامل ہے اور
اُنکے کل اقوال وافعال پر عمل کرنا اسمین داخل ہے پس اسکا حال اور
دیگر احادیث فضائل اعمال ورجال مساوی نہین ہے کیونکہ اس قول
پر مدار عمل ہی اور عمل تمام ہوجاتا ہے اور کہا کمال الدین محمدؒ نے تیسیر
الوصول شرح منہاج الاصول مین روایت کیا ہے عبداللہ بن رواح
مداینی نے بلفظ مثل اصحابی مثل النجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم اور
اس روایت مین گفتگو بہت ہے دارمی نے بھی اسی معنی مین روایت
کیا ہے جو ضعیف ہے ابن حزم نے کہا کہ یہ حدیث بنائی ہوئی ہے اور کہا
ابن بزار نے صحیح نہین ہے اور کہا بیہقیؒ نے یہ حدیث مشہور المتن ہے
اسنادین اُسکی ضعیف ہین کوئی سند اسکی قوی نہین ہے اور بعض شرح
شفا مین ہے کہ حدیث نجوم کو اخراج کیا دارقطنی نے اور ابن عبدالبر نے
بطرق خود جابر سے اور کہا کہ سندین ایسی ضعیف ہین کہ قابل حجت
واستدلال نہین ہوسکتین اسلیئے کہ حارث بن غصین مجہول ہے اور
عبد بن حمید نے عبدالرحیم سے روایت کیا جسکو بزار نے ضعیف کہا ہے
اور منکر ہے کسیطرح صحیح نہین ہے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے
عمر سے بلفظ بایھم اخذتم وہ بھی بکل طرق ضعیف ہے کہ حمزہ راوی

حدیث نجوم پر تمامی اعمال کا مدار ہے اسوجہ سے بھی باطل ہے

بطلان حدیث نجوم

اُسکا متہم بکذب ہے اورؔ روایت کیا ہے بیہقی نے اور کہا کہ متن مشہور ہے اسنادین سب ضعیف ہین کہا ابن حزم نے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے موضوع و باطل ہے تمام ہوا محصل ترجمہ کلام فاضل معاصر مولوی عبد الحیّ لکھنوی فرنگی محلی کا پس اب ناظرین با انصاف کی خدمت مین التماس ہے کہ علاوہ اسکے کہ درمیان دو حدیث فضیلت اہلبیت کے جنسے وجوب تمسک بدامان عترۃ طاہرہ اور موجب نجاۃ ہونا اُسکا اور ترک متابعت انکا موجب ضلالت و غوایت ہونا ثابت و ظاہر ہوتا ہے اس حدیث نجوم کو جو مکذوب و موضوع و باطل و واہی و بلاہی اور جس سے وجوب تمسک بہی نہین معلوم ہوتا ہے داخل کرنا کیسا بیموقع و بیمحل ہے دو حال سے خالی نہین ہے یا مخاطب عامی ایسا جاہل و بے بصیرت ہے کہ ایسی حدیث واہی بتاہی موضوع و باطل کو جاہلانہ حضرت کیطرف نسبت کیا ہے پس ایسے جاہل و بے بصیرت کا کوئی قول و فعل قابل اعتبار نہین ہے ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا یا دیدہ و دانستہ عمداً رسول خدا پرا فتراے کذب و بہتان کیا تو علاوہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے مندرج زمرہ الاکثرت علی الکذابۃ ہوکر مستحق جزاے ومن تعمد علی کذبا فلیتبوء مقعدہ فی النار ہوے سچ ہے یہی نتیجہ ہے عشق شیخین کا سہ کہ عشق آسان نمود اول و لے افتاد مشکلہا * قولہ وانی تارک فیکم الثقلین اقول ہر چند یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہے جسکی صحت و تواتر و شہرت مین کسی جاہل متعصب یا عالم کو کلام نہین ہے بلکہ متعصبین

البتہ اہلسنت بھی قطعیۃ الصدور ہونے پر اُسکے متفق ہین اور از سلف تا خلف کسی نے اس حدیث مین متناً خواہ سنداً خواہ معنیً جرح و قدح نہین کیا ہے اور باسانید متنوعہ و تراکیب متعددہ و اسالیب متفرقہ و عنوانات متوافرہ اس حدیث شریف کو نقل کیا ہی اور سب نے حتماً و جزماً و قطعاً و یقیناً بلا شک و ریب و بلا طعن و عیب اسکو کلام رسول علام جانا ہی یہانتک کہ شاہ صاحب ایسے متعصب مجادل نے بھی اسکو قبول کیا ہے جیساکہ تحفۂ اثنا عشریہ مین کہا باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر فرمود انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر الخ لیکن مقام حیرت خیز تعجب آمیز یہ ہے کہ جب حضرات اہلسنت کو کوئی چارہ تسلیم حدیث مذکور سے نرہا تو صرف اقرار زبانی کرنے سے کیا فائدہ جو تمسک کامل ثقلین سے کریگا اور غیر ثقلین سے بیزاری دلسے رکھیگا وہ البتہ ضلالت سے بچیگا و الا فلا از ینجا است کہ مخاطب نے بھی بتقلید شاہ جی یہی طریق نفاق اختیار کیا اور دکھانے کے لیئے یہان حدیث تمسک بالثقلین کو لکھا حالانکہ پیر و مرید یا مجتہد و مقلد دونون حضرت بلکہ تمامی اہلسنت ثقلین سے علیحدہ اور قران و عترت سے جدا نہ اس سے انکو تعلق ہی نہ اُس سے سروکار کیا اِس دعوی تمسک سے آپکو خوف حضرت خلافت مآب خلیفہ دوم عمر بن الخطاب کا بھی نہین ہے کہ وہ بمقابلہ نص رسول بتمسک ثقلین حسبنا کتاب اللہ کہتے تھے اور عترت کی متابعت کا انکار حیات رسول خدا مین اعلان و اشتہار کر دیا اب تم کے متابعین بخلاف آنکے کیونکر یہ دعوی زبانی کرتے ہین کیا تمسک

صہ ۲۷۳ تحفہ اثناعشریہ

اسیکا نام ہے کہ قرآن و اہلبیت دونون کو جلایا اور دونون کی تحریف کی اور کیسی کیسی بےحرمتی بہ نسبت اُن دونونکے عمل مین لاے ان سب کے ساتھ بھی دعوی تمسک بہ ثقلین کا باقی رہا سے چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد ہ چنانچہ بغرض ملاحظہ ارباب انصاف کے بطور نمونہ مشتے از خروارے انھین حضرات کی کتب معتبرہ سے اثبات ہر امر کا کیا جاتا ہے اما احراق احد الثقلین یعنے کلام مجید پس خلیفہ ثالث نے اس امر عظیم کو بخوبی انجام دیا اور اپنی امت ناکام کو شاد کام کیا چنانچہ مشکوۃ شریف مین ہے وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ من القران فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق یعنے بھیجا عثمانؓ نے ہر شہر و دیار مین اُس مصحف کو جسے لکھا تھا لوگون نے اور حکم دیا کہ سوا اُسکے جتنے قرآن ہین صحیفہ مین یا مصحف مین وہ جلا دیئے جائین اور رسالہ نجات المومنین ملا محسن کشمیری مین ہے منھا انہ وقع منہ امور منکرۃ فی حق الصحابہ فضرب ابن مسعود حتی کسر ضلعین من اضلاعہ واحرق مصحفہ یعنے بہت سے امور زشت و قبیح عثمان سے واقع ہوے حق صحابہ مین کہ ابن مسعود کو اسقدر مارا کہ دو پسلی انکی ٹوٹ گئی اور اُنکے مصحف کو جلا دیا اور مولوی عبد الرؤف حنفی نے رسالہ ضربۃ الکرار مین کہ بجواب ایک شخص محمدی کے لکھا ہے اور طعن اکار یعنے شیعونکا) حضرت ابوبکر و عمر پر عدم حفظ روایات و قرآن اور فتوے مین غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور انکی جماعت کو بیعت نکرنے پر قتل کرنا اور حضرت عثمان کا کئی سو قرآنونکو جلا دیا اور حضرت ابن مسعود کو قرآن دینے کے انکار پر اسقدر مارنا

احراق قرآن

۱۶۵ مشکوۃ چھاپہ دہلی

۳۳ ضربۃ الکرار کلکتہ

کہ مرض فتق ہو گیا اور حضرت ابوذر کا مارنا اور شہر بدر کر دینا ان سبکا ماخذ کتب معتبر سیر و تواریخ مین موجود ہے کوئی شخص ہملوگ مین سے انکار نہین کر سکتا انتہی اما احراق عترت پس اس مہم فخیم کو خلیفہ دوم نے انصرام کیا کہ آگ و لکڑی لیجا کر بضعہ رسول کا گھر جلانا چاہا بلکہ روایات معتبرہ متعددہ سے جلانا بھی ثابت ہی اور باز و سے جناب سیدہ پر تازیانہ لگانا اور در کا شکم مطہر پر گرانا جس سے اسقاط حضرت محسن کا ہوا کہ زبان کو یارا اُن روایات کے نقل کا نہین ہے مگر چونکہ گفتگو اس زمانہ کے سنیون سے ہے جنھون نے اپنے دین و ایمان کو شاہ صاحب کے تحفہ اثنا عشریہ پر منحصر کیا ہے لہذا نقل عبارت تحفہ کیا جاتا ہے و ہذہ عبارتہ و اگر مراد از قصد تخویف و تہدید زبانیست و گفتن اینکہ من خواہم سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف و تہدید کسانی را بود کہ خانہ زہرا را ملجا و پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ حکم حرم ملکہ معظمہ دادہ در انجا جمع میشدند و فتنہ و فساد منظور میداشتند و برہم زدن خلافت خلیفہ اول بکنگاشہا و مشورتہا فساد انگیز قصد میکردند الخ اس سے یہ بخوبی معلوم ہوا کہ خلیفہ دوم نے گھر کو نہ جلایا مگر دھمکی جلانیکی دی (کہ من خواہم سوخت) اور روایت کتاب الامامہ والسیاستہ ابن قتیبہ سے اور تاریخ ابو الفدا سے قسم کھانا عمر کا کہ اگر نہ نکلو گی جلا دینگے اور آگ کا لیجانا گھر جلانے کے لیئے اور بعض کا کہنا کہ اس مکان مین جناب سیدہ ہین اسپہ عمر کا کہنا ہوا کرین چنانچہ ازالۃ الخفا مین بھی ہے یہ سب بات مفید خانہ سوزی عمر ہے کہ بیقینی عمر نے جلانیکا قصد کیا اور قسم کھایا اور خلیفہ کی قسم ہے اگر اپنی قسم

ملک یہ الکسندر ابن ابی بوجہ عبداللہ بن ابی بکر سے بیعت کرنے نہ ابو بکر سے

اہانت عترت اہلبیت

صفحہ ۵۰۸ تحفہ اثنا عشریہ

تشنیع خانہ زہرا کہ جناب امیر و عباس و زبیر و سعد و نبوی بنی ہاشم و غیرہم جاننا صاحب و ضیا بیعت و نقض بیعت بو خواہند

صفحہ ۱۶۴ تاریخ ابو الفدا مصر

صفحہ ۲۹ ازالۃ الخفا مقصد دوم دہلی

کو پورا نکرتے تو کفارہ دینا پڑتا اور گناہ عظیم ہوتا پھر اب کسکو شک
ہوگا کہ انھوں نے گھر نہ جلایا اگر ہم فرض کرلین کہ گھر نہ جلایا تو اُسکا باعث
بیعت کرلینا اُنلوگوں کا ہی نہ حضرت عمر کی رحم دلی یا پاسداری خانوادہ
رسالت کے سبب سے اور منصفین اسی سے سمجھ لینگے کہ یہ گھر جلانا عمر
کا ایسا افحش اور مشہور ہے کہ ابن روزبہان نے بغرض انسداد افشای
راز سربستہ یہ حکم قطعی دیدیا کہ جو کوئی اس روایت احراق خانہ زہرا صلوٰۃ
اللہ وسلامہ علیہا کو لکھیگا وہ رافضی ہوگا پھر کیا کچھ نہ اصل واقعہ کے
اخفا مین بند وبست کیا گیا ہی اور کیا کیا حکمت عملیان عمل مین نہ
لائی گئین ہین اور اس سے ہم قطع نظر کرین تو یزید کا خیمہ مطہر اہلبیت
عصمت وطہارت کا جلانا حد تواتر کو پہونچا ہی اُسکا کون انکار کرسکتا ہے
اور یزید بھی کوئی غیر نہین ہے انھین حضرات اہلسنت کا امام بحق و
خلیفہ مطلق ہی جیسا کہ ابن حجر و شیخ الاسلام نے کہا ہے کما سیجی فیما بعد
انشاء اللہ تعالےٰ پس دونون ثقلین کتاب خدا واہلبیت مصطفےٰ کا
جلانا اہلسنت کے خلفا کے ہاتھون بخوبی ثابت و مسلم ہوا فاین التمسک
بعد الاحراق لیکن تحریف قرآن کا دعوی اہلسنت کو جسکی تعریف
مولوی حیدرعلی ازالۃ الغین مین یہ لکھتے ہین پس بدانکہ تحریف
شامل ہست بعموم خود زیادت ونقصان وتبدیل بعض الفاظ و
آیات را بہ بعض دیگر انتہی پس چھ طرح کی تحریف کی قایل ہین پہلے یہ
کہ ایک قرآن مسلم غائب ہوگیا اور بدل گیا اور معاذ اللہ آنحضرت
بھول گئے پناہ بخدا یہ اہلسنت خلفا کے عشق مین ایسے حواس باختہ
اور والہ وشیفتہ ہین کہ ایسی ایسی نسبتین رسول کیطرف کرتے ہین

ف تحریف قرآن کا عقیدہ اہلسنت کا ہے ... آنحضرت ...

ص ۸۰۹ ازالۃ الغین مقالہ ۶

اور کتاب خدا کو مثل صحف ماضیہ انجیل و توریت کے درجہ اعتبار سے
ساقط جانتے ہین جیسا کہ شرح بزدوی مین ہے قال الحسن ان
النبیؐ اوتی قرآنا ثم نسیہ فلم یکن شیئاً کما حسن بصری نے کہ
پیغمبر خدا کو قرآن دیا گیا آنحضرت نے معاذ اللہ اُسکو بھلا دیا کہ کوئی
چیز اُسمین سے باقی نرھی اب فرمائیے کہ جب قرآن ہی آپکے یہان نرہا
ور حضرت سے سہو ہوگیا تو تمسک بکل قرآن ممکن نہوا اور قول خلیفہ
دوم حسبنا کتاب اللہ بھی لغو ہوگیا پس اگر فرمائیے کہ تمسک بالبعض کافی
ہے تو نقل متمسک بلا تقربوا الصلوۃ ترک نماز مین بہت درست ہوجاتی
ہے کہ کل قرآن پر کون عمل کرتا ہے پس ثابت ہوا کہ دعوای کفایت
و تمسک خیال خواب اور پیاسے کا سراب اور نقش برآب ہی آور مخالفت
امام و امت ماموم کا فائدہ علاوہ اسکے ہی دوسرے یہ کہ تحریف بالنقیص
کے قایل ہین یعنے قرآن بہت کم ہوگیا ہے چنانچہ فتح الباری شرح
صحیح بخاری مین ہے وقد اخرج ابن الضریس من حدیث
ابن عمر انہ کان یکرہ ان یقول الرجل قرأت القرآن کلہ ویقول
منہ قرآن قد رفع یعنے ابن عمر کو اسکراہ تھا اس سے کہ کوئی کہے
یعنے تمام قرآن پڑھا اور کہتا تھا کہ اس قرآن سے تھا وہ جو اُٹھ گیا
اور در منثور سیوطی مین بھی بہ تغیر یسیر یہ روایت مرقوم ہے عن
ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما
یدریہ ما کلہ قد ذھب منہ قرآن کثیر و لکن لیقول
قد اخذت ما ظھر منہ انتہی یعنے یہ کوئی نہ کہے کہ ہمنے کل قرآن سیکھا
وہ کیا جانتے ہین کہ کل قرآن کیا ہے اس قرآن سے بہت کچھ غایب ہوا

قرآن بہت کم ہوگیا

صفحہ کتاب تفسیر دقول قابل قرآن ما بین الدفتین

۲۷۹ صفحہ کافی اصطلاحات الفنون ایضا

لمہ یہ کہنے کہ جسقدر قرآن ظاہر ہوا ہمنے لیا یہ حال تھا تمامی قرآن کی
لمی کا اب مین بعض سورہ قرآن کی لمی کا نشان دیتا ہون کہ ان حضرات
اہلسنت کی کیا کیا تحریفین ہین علامہ سیوطی اتقان مین کہتے ہین کہ
کہا ابی ابن کعب نے کہ سورۂ احزاب مین کتنی آیتین ہونگی راوی نے
کہا کہ بہتر یا تہتر آیتین ہونگی ابی نے کہا کہ سورہ بقرہ کے برابر تہی اور
اسمین ہم آیہ رجم پڑھتے تھے کہ وہ یہ ہے اذا زینا الشیخ والشیخۃ
فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم اور امام راغب
اصفہانی نے محاضرات مین عایشہ رض سے روایت کیا ہی کہ سورۂ احزاب
کی دو سو آیتین تھین اور اسیطور کی روایت درمنثور سیوطی
مین بھی ہے کہ زمانہ رسالتمآب مین سورۂ احزاب کی دوسو آیتین
تھین اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے کہ ابوموسی اشعری
نے کہا کہ ایک سورہ تہا برابر سورہ توبہ کے کہ اسکو ہم بھول گیے کہ
اسکی یہ آیت یاد ہے لوکان لابن ادم وادیان من المال لا
تبتغی وادیا ثالثا ولا یملأ جوف ابن ادم الا التراب الخ بلکہ
ایک سورہ اور تہا کہ جو احدی المسبحات کے برابر تہا کہ اسکی یہ آیت
یاد ہے یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون فتکتب
شہادۃ فی اعناقکم انتہی اور یہ روایت اتقان سیوطی مین بھی
موجود ہے اور سورہ توبہ کو کہتے ہین کہ سورہ بقرہ کے برابر تہا
جیسا کہ اتقان علامہ سیوطی مین ہے عن مالک ان اولھا لما
سقط معہ البسملۃ فقد ثبت انھا کانت تعدل البقرۃ لطولھا
یعنے مالک سے ہے کہ اول سورۂ توبہ جب ساقط ہوا تو اسکے ساتھ

کمی سورہ قرآن

سورہ احزاب

یہ آیت و آیت رجم کشاف اصطلاحات الفنون صفحہ ۲۷۹ مین بھی اتقان وغیرہ سے منقول ہے ۱۲

سورہ توبہ

بسم اللہ بھی ساقط ہو گیا تحقیق ثابت ہے کہ سورۂ توبہ مثل سورہ بقرہ
طولانی تھا اور مستدرک و درمنثور وغیرہ مین بھی یہ روایت منقول ہی
اسیطرح سورۂ حفد و سورۂ خلع کی اسقاط کے مدعی ہین جیسا کہ اتقان
مین ہے بوجہ اختصار استیعاب کل اقوال کا یہان ناممکن ہے کہ طوالت
موجب ملالت ہی والتفصیل فی المجلد الرابع من النزهة الاثناعشریة
والمجلد الاول من استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام
ولهب النیران ورشق النبال وغیرها من الکتب الطوال

تحریف قرآن بزیادتی بعض الفاظ

تیسری زیادتی الفاظ کے ساتھ تحریف کے قایل ہین اور مصداق کبرت
کلمة تخرج من افواههم مین داخل ہین یا تو ایک قرآن ہی غایب
ہوا تھا یا کم ہوا تھا کہ ربع یا ثلث باقی رہا اب تیسرا مفوہ انکا یہ ہے کہ
زیادتی الفاظ کے بھی قایل ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہی عن علقمة قال
قدمنا الشام فاتانا ابوالدرداء فقال فیکم احد یقرء علی قراءة
عبداللہ فقلت نعم انا قال فکیف سمعت عبداللہ یقرء هذه
الایة واللیل اذا یغشی قال سمعته یقرء واللیل اذا یغشی
والذکر والانثی قال انا واللہ هکذا سمعت رسول اللہ یقرء
ولکن هولاء یریدون ان اقرء ماخلق فلا اتابعهم یعنے علقمہ
سے نقل ہے کہ ہم لوگ شام کیطرف گئے پس آے ہمارے پاس ابودردا
اور کہا کہ کوئی عبداللہ کی قرات پر قرآن پڑھ سکتا ہے مینے کہا کہ ہان کہا
ابودردا نے کہ واللیل اذا یغشی کو کیونکر سنا تھا کہا مینے کہ وہ پڑھتے تھے
واللیل اذا یغشی والذکر والانثی کہا ابودردا نے کہ قسم بخدا یوہین
رسول خدا سے مینے سنا اور یہ قوم چاہتی ہی کہ ہم ماخلق الذکر والانثی

لکہ یہ گیئے کہ جسقدر قرآن ظاہر ہوا ہمنے لیا یہ حال تہا تمامی قرآن کی
کمی کا اب مین بعض سورہ قران کی کمی کا نشان دیتا ہون کہ ان حضرات
اہلسنت کی کیا کیا تحریفین ہین علامہ سیوطی اتقان مین کہتے ہین کہ
کہا ابی ابن کعب نے کہ سورۂ احزاب مین کتنی آیتین ہونگی راوی نے
کہا کہ بہتر یا تہتر آیتین ہونگی ابی نے کہا کہ سورہ بقرہ کے برابر تہی اور
اسمین ہم آیہ رجم پڑہتے تہے کہ وہ یہ ہے اذا زینا الشیخ والشیخۃ
فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم اور امام راغب
اصفہانی نے محاضرات مین عایشہؓ سے روایت کیا ہی کہ سورۂ احزاب
کی دوسو آیتین تہین اور راسیطور کی روایت درمنثور سیوطی
مین بہی ہے کہ زمانہ رسالتمآبؐ مین سورۂ احزاب کی دوسو آیتین
تہین اور حاکم نے مستدرک مین روایت کیا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری
نے کہا کہ ایک سورہ تہا برابر سورہ توبہ کے کہ اُسکو ہم بہول گیئے کہ
اُسکی یہ آیت یاد ہے لو کان لابن ادم وادیان من المال لا
تبعی وادیا ثالثا ولا یملاء جوف ابن ادم الا التراب الخ بلکہ
ایک سورہ اور تہا کہ جو احدی المسبحات کے برابر تہا کہ اُسکی یہ آیت
یاد ہے یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون فتکتب
شہادۃ فی اعناقکم انتہی اور یہ روایت اتقان سیوطی مین بہی
موجود ہے اور سورہ توبہ کو کہتے ہین کہ سورہ بقرہ کے برابر تہا
جیسا کہ اتقان علامہ سیوطی مین ہے عن مالک ان اولھا لما
سقط معہ البسملۃ فقد ثبت انھا کانت تعدل البقرۃ لطولھا
یعنی مالک سے ہے کہ اول سورۂ توبہ جب ساقط ہوا تو اُسکے ساتھ

کمی سورہ قرآن

سورہ احزاب

یہ آیت و آیت رجم کشاف اصطلاحات الفنون صفحہ ۶۷۹ مین بہی اتقان وغیرہ سے منقول ہے ۱۲

سورہ توبہ

بسم اللہ بھی ساقط ہوگیا تحقیق ثابت ہے کہ سورۂ توبہ مثل سورہ بقرہ
طولانی تھا اور مستدرک و در منثور وغیرہ مین بھی یہ روایت منقول ہے
اسیطرح سورۂ حفد وسورۂ خلع کی اسقاط کے مدعی ہین جیساکہ اتقان
مین ہے بوجہ اختصار استیعاب کل اقوال کا یہان ناممکن ہے کہ طوالت
موجب ملالت ہے والتفصیل فی المجلد الرابع من النزهة الاثناعشریة
والمجلد الاول من استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام
ولهب النیران ورشق النبال وغیرها من الکتب الطوال
تیسرے زیادتی الفاظ کے ساتھ تحریف کے قایل ہین اور مصداق کبرت
کلمة تخرج من افواههم مین داخل ہین یا تو ایک قرآن ہی غایب
ہوا تھا یا کم ہوا تھا کہ ربع یا ثلث باقی رہا اب تیسرا مفوہ انکا یہ ہے کہ
زیادتی الفاظ کے بھی قایل ہین جیساکہ صحیح مسلم مین ہے عن علقمة قال
قدمنا الشام فاتانا ابوالدرداء فقال فیکم احد یقرء علی قراءة
عبداللہ فقلت نعم انا قال فکیف سمعت عبداللہ یقرء هذه
الایة واللیل اذا یغشی قال سمعته یقرء واللیل اذا یغشی
والذکر والانثی قال انا واللہ هکذا سمعت رسول اللہ یقرء
ولکن هولاء یریدون ان اقرء ماخلق فلا اتابعهم یعنے علقمہ
سے نقل ہے کہ ہم لوگ شام کیطرف گئے پس آئے ہمارے پاس ابودردا
اور کہا کہ کوئی عبداللہ کی قرات پر قرآن پڑھ سکتا ہے یعنے کہا کہ ہان کہا
ابودردا نے کہ واللیل اذا یغشی کو کیونکر سنا تھا کہا یعنے کہ وہ پڑھتے تھے
واللیل اذا یغشی والذکر والانثی کہا ابودردا نے کہ قسم بخدا یون ہین
رسول خدا سے یعنے سنا اور یہ قوم چاہتی ہے کہ ہم ماخلق الذکر والانثی

تحریف قرآن بزیادتی بعض الفاظ

پڑھین پس ہم کبھی انکی متابعت نکرینگے اور یہ حدیث تین طریق سے
صحیح مسلم مین مروی ہے اور صحیح ترمذی مین بھی علقمہ سے مذکور ہے
جسکے بعد ہذا حدیث صحیح حسن بھی لکھا ہے چوتھے تحریف بہ تقلیل الفاظ
کے مدعی ہین کہ درمیان آیات سے الفاظ نکالڈالے گئے ہین چنانچہ
اتقان سیوطی مین ہے قال عمر بعبد الرحمن بن عوف الم تجد فیما
انزل علینا ان جاھدوا کما جاھدتم اول مرۃ فانا لا نجدھا
قال سقطت فیما اسقط من القران کہا عمر نے عبد الرحمن بن عوف
سے کہ ہم نہین پاتے ہین قران مین ان جاھدوا کما جاھدتم
اول مرۃ کیا تو بھی نہین پاتا ہے کہا کہ یہ بھی ساقط ہوگیا قرآن سے
اور درمنثور سیوطی مین بھی یہ روایت موجود ہے اسیطرح لا
ترغبوا عن اباءکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن اباءکم کے بارہ
مین بھی مدعی ہین اسیطرح آیہ بلغ ما انزل الیک من ربک
مین مدعی ہین کہ بعد اسکے ان علیا مولی المومنین تہا جیسا کہ
درمنثور سیوطی مین ہے اور مفتاح النجاۃ تصنیف میرزا محمد بدخشانی
مین بھی یہ مرقوم ہے اور امثال اسکے سیکڑون آیات اور ہزارون
الفاظ ہین کہ احصا انکا اس مقام مین موجب طوالت و ملالت ہے
پانچوین تحریف بہ تبدیل الفاظ پس اسکے نظایر سیکڑون ہین بروایت
امام مالک موطا مین عمر بن خطاب سورہ جمعہ مین فاسعوا کو فامضوا
پڑھتے تھے فی الموطا قال ابن شہاب کان عمر بن الخطاب یقرءھا
اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فامضوا الخ اور صحیح ترمذی
مین ہے عبد اللہ بن مسعود سے قال اقرءنی رسول اللہ انی انا

چوتھے تحریف بتقلیل الفاظ

تحریف بہ تقلیل الفاظ

پانچوین تحریف بتبدیل الفاظ

الرزاق ذو القوۃ المتین وہذا حدیث حسن صحیح یعنے ان اللہ ہو الرزاق کی جگہ پر انی انا الرزاق بروایت ابن مسعود بیان کرتے ہین اور اسیطرح بعد تھن کی جگہ پر فی قبل عدتھن یا لقبل عدتھن بیان کرتے ہین جیسا کہ مسند احمد بن حنبل مین ہے الی غیر ذلک من الایات جیسے تحریف بہ لحن قرآن کے مدعی ہین یعنے قرآن مین کئی غلطیان رہ گئین ہین اور اسکو خود اپنے خلیفہ مجمع القرآن ثالث بالخیر عثمان بن عفان سے نقل کرتے ہین جیسا کہ تفسیر ثعلبی وکتاب المشکل ابن قتیبہ اور معالم التنزیل اور اتقان سیوطی اور فقہ ابو اللیث سمرقندی مین بطرق متعددہ ہے ان عثمان قال فی قولہ تعالیٰ ان ہذان لساحران ان فی القران لحنا فقال رجل صحیح ذلک الغلط فقال دعوہ فانہ لا یحلل حراما ولا یحرم حلالا یعنے عثمان نے کہا کہ قولہ تعالیٰ ان ہذان لساحران مین قرآن کی غلطی ہے پس کہا ایک شخص نے کہ اس غلطی کو صحیح کردو کہا عثمان نے چھوڑ دو اسے کہ نہ حلال کو حرام کرتا ہے نہ حرام کو حلال کرتا ہے اور عائشہ سے روایت کیا ہے کہ والمقیمین الصلوۃ غلط ہے والمقیمون ہونا چاہیئے اسیطرح صابون اور ان ہذان لساحران مین غلطی ہے صابئین اور ہذین لساحرین ہونا چاہیئے اور اسیطرح ہزارون دعوے انکی دربارہ قرآن کے اغلاط اور عثمانؓ کے خبط و اختلاط کے موجود ہین بلکہ لطف تو یہ ہے کہ انکے متکلمین بھی اسکا اعتراف اور غلطی کا اقرار کرکے عثمان کے استحفاظ کے لیئے نئی نئی بندشین کرتے ہین اور وہ بے ادبیان بجالاتے ہن کہ قلوب مسلمان

تحریف بلحن قرآن

اور خود عثمانؓ مارے غیظ و غضب کے لرزتے ہین چنانچہ فضل ابن
روزبہان جسکے فضل و کمال پر شاہ صاحب و رشید و کفش دوز
والہ و فریفتہ ہین اور بصد ناز و انداز فخر و مباہات کرتے ہین اعتراض
لحن قرآن کے بارہ مین لکھتے ہین واما عدم تصحیح لفظ القران
لانہ کان یجب علیہ متابعۃ صورۃ الخط وھکذا کان مکتوبا
فی المصاحف ولم یکن التغیر لہ جائزا فترکہ لانہ لغۃ بعض
العرب انتہی یعنے لیکن نہ صحیح کرنا لفظ قرآنکا پس اسلیئے تہا کہ عثمانؓ پر
واجب تہی متابعت صورۃ خط کی چونکہ بعض مصاحف مین یون ہی
مکتوب تہا اور بدلنا اُسکا جایز نہ تھا اسوجہ سے اُسکو ویسا ہی چھوڑ
دیا کہ وہ لغۃ بعض عرب کے تھے انتہی واعجباہ جس شخص نے بقول
علماے اہلسنت سیکڑون قرآن جلا دیئے سیکڑون ہزارون آیتین
نکالڈالین صحابہ رسول کو اسقدر مارا کہ عارضہ فتق ہوا اُسکے بہ نسبت
یہ بدگمانی اور یہ بے ادبی حضرت عثمان کیا ایسے مجبور و عاجز تھے
جو اس آیت غلط کے جلانے مین یا اصلاح دینے مین جائز و ناجایز کو
دیکھتے اور اُسکی پروا کرتے قطع نظر اسکے مجیب نے یہ تو اعتراف کیا
کہ تصحیح الفاظ قرآن کی نہین ہوئی اور غرض بہی اسی سے ہے کہ اہلوگ
مدعی غلطی الفاظ و عبارات قرآن ہین نعوذ باللہ من ہذہ الهفوات
از ینجا است کہ مولوی حیدر علی سے متعصب نے اپنے ازالۃ الغین مین
ان کل تحریفونکو قبول کیا ہے اور جواب یہ دیا ہے و انکار ز اہلسنت
آنیست کہ معاذ اللہ کہ اصحاب کرام این امر را بعمل آوردہ باشند الخ
جس سے معلوم ہوا کہ وقوع تحریف مسلم لیکن صحابہ کا یہ فعل کرنا براہ

اقرار ابن روزبہان بر غلطی قرآن

ص ۸۰۹ ازالۃ الغین

بدنیتی غیر مسلم ہے اور انآنجاکہ قراین حالیہ و مقالیہ جسکو فریقین نے
لکھا ہے بالکل اسکے مخالف ہین کوئی عاقل اسکو تسلیم نہین کرسکتا
کہ خوش نیتی سے یہ افعال وقوع مین آئے ہون پھر کہا باقیماند روایات
قلیل یا بسیار زبانی رواۃ کہ قبل ازان چنان میخواندیم و این سورہ
زائد بود وآن آیت طویل بود اکنون چنان نیست جوابش بہ یکحرف
تمام میشود کہ مفسرین ما و شما گفتہ اند کہ بعضے از ایات ہم معمول الحکم و
معمول التلاوۃ و بعضے معمول التلاوۃ و منسوخ الحکم و منسوخ التلاوۃ
و معمول الحکم چنانچہ آیت رجم الشیخ والشیخہ اذازنیا الخ این اقسام نزد
فریقین مسلم است پس تحریف وقتی بہ ثبوت میرسید مخالف اعتقاد اہلحق
کہ رواۃ میگفتند کہ بعض ایات چنان بود و جامعین انرا زائد یا ناقص
گردانیدند الخ مختصراً بالجملہ اس تقریر سے وقوع مطلق زیادتی و
نقصان خواہ منسوخ الحکم کی ہو یا منسوخ التلاوۃ کی ہو ثابت ہوئی اور
غرض اسی سے ہے کہ خود اہلسنت بہت سی تحریفونکے قائل ہین جسکی
تفصیل سابقاً مذکور ہوئی زیادہ و نقصان کرنیکا حال جس سے ظاہر ہوا
اور فقرہ اخری کی تعمیل یعنے کہ تحریف اُسوقت ثابت ہو کہ جامعین نے
زاید کو ناقص کیا ہو یا بالعکس سابقاً روایت ابوالدرداء وغیرہ سے
مذکور ہوئی جسکے بعد اب کوئی عذر مولویصاحب کا باقی نرہا بالجملہ
اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب یہ روایت ہے جس سے تمامی حالات
اغلاط و تحریفات کلام اللہ کی بخوبی تصدیق ہو جاے اور دعاوی
کاذبہ ان اہلسنت کی توثیق کہ راغب اصفہانی جو اعاظم ایمہ اہلسنت
سے ہے بآن ہمہ دانی اپنے محاضرات مین لکھتے ہین دحیل احرق

عثمان ان مصحف ابن مسعود وان ابن مسعود رضی اللہ عنہ
کان یقول لو ملکت کما ملکوا لصنعت بمصحفہم مثل الذی
صنعوا بمصحفی انتہی یعنے جلایا عثمان نے مصحف ابن مسعود رضی اللہ
عنہ کو اور ابن مسعودؓ کہتے تھے کہ اگر ہمکو بھی اختیار ملے جیسا کہ انلوگونکو
اختیار ملا تو ہم بھی انکے مصحف کے ساتھ وہی کرین جو انھون نے ہمارے
مصحف کے ساتھ کیا پس یہ حال ہے انکی تحریف و توقیر و تعظیم کا ساتھ کتاب
اللہ حبل ممدود من السماء کے جسکی حرمت واحترام و تمسک کو زمانہ
خلیفہ دوم سے اپنے ساتھ مخصوص جانتے ہین اور حسبنا کتاب اللہ کہکر
رسول سے حرمت کو بھی نہین مانتے اور اسکے حافظ ہونے پر فخر و مباہات
کرتے ہین اور شیعون پر طعن و لعن کرتے ہین کہ یہ لوگ حرمت قرآن کی
نہین کرتے حالانکہ کسی بیچارہ شیعہ نے معاذ اللہ قرآن شریف جلانیکی
جرأت بھی کی نہ ارادہ کیا کہ ہم اس قرآن کو جلا دیتے نہ ایسی تحریف و
تبدیل و تغیر کے قایل ہوے جیسا کہ خود مخاطب نے اسی ضرب منکر مین
علماے امامیہ رضوان اللہ علیہم سے نقل کیا ہے لیکن تحریف و انحراف
ان سنیون کا اہلبیت نبوی علیہم السلام سے پس ہرگاہ خود مدعی ہین
کہ شیعے اُن حضرات کا اتباع کرتے ہین اور اسی وجہ سے مذہب شیعون کا
باطل ہے کہ یہ اپنے ایمہ کی متابعت کرتے ہین اور انکی عصمت کے قایل ہین
اور اسیطرح بمقابلہ حکم محکم رسول خدا بتمسک ثقلین خلیفہ دوم نے
اپنا فرقہ اسیوقت علیحدہ کر لیا کہ حسبنا کتاب اللہ یعنے ہم لوگونکو کتاب
خدا کافی ہے ہملوگ کو ضرورت تمسک اہلبیت کی نہین ہے پس یہ انحراف
انکا محتاج اثبات باقامۃ دلیل و برہان نہین ہے اولاً اسلیئے کہ خود

صفحہ ۹۹ ضرب منکر

تحریف و انحراف سنیان از اہلبیت

مقربین کما ثبت وصحی ثانیاً یہ امر خود متواترات سے ہے کہ بمجرد وفات
رسول خداؐ اہلبیت کیسی جنازہ تک رسول خداؐ کا چھوڑ دیا گیا اور
سب لوگ بجز اخص وخواص شیعیان امیرمومنان کے اہتمام خلافت
بکر ہی مین مصروف ہو گئے مین اس مقام پر التماس کرتا ہون کہ کیا
خوب تعمیل وصیت رسول در بارہ تمسک کے کی گئی کیا مطابق فرمودہ
رسولؐ تمسک کتاب وعترت اطیاب کو واسطے ہدایت ونجات وفلاح
وسداد کے کافی نہ سمجھا یا جملہ شرطیہ موضوعہ مکذوبہ لوکان بعدی نبیا
لکان عمر کو جو حضرات اہلسنت نے گڑھا ہے جملہ واقعیہ حقیقیہ بنا دیا
بعوض انقطاع وحی ربانی اختراع القاء شیطانی کیا کہ مطابق فرمان
اس نبی جدید کے وہ سب احکام افضل المرسلین وخاتم النبیین منسوخ
ومتروک کر دیئے گئے نعوذ باللہ من ہذہ الاعمال والافعال والاہواء
والاقوال بالجملہ حال عدم تمسک اہلسنت کا ساتھ عترت رسول و
اہلبیت علیہم السلام کے جو ابتدائی وقت وفات رسول خدا سے انتہائے
شہادت خامس آل عبا جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا تک ہوا وہ
مشہور والسنہ جمہور پر مذکور رہے اور بعد اسکے جو آنحضرت کی عترت
طاہرہ پر ان اہلسنت کے ہاتھ سے گزرتا ہے ناظرین رسالہ ضرب
المنکر پر بھی بخوبی ظاہر ہے عیان را چہ بیان سے حاجت مشاطہ نیست
روے دل آرام را ہ پس اولاً جب یہ دونون چیزین یعنے کتاب خدا
واہلبیت مصطفےٰ ان سنیون کے یہان متروک ومخذول ہین پھر اُس
حدیث کے ذکر کرنیسے مقام خطبہ مین مخاطب کو کیا فائدہ حاصل ہوا
جو سراسر اُنکے اصول موضوعہ کے خلاف ہے ثانیاً کتاب خدا کو جو خلیفہ

دوم نے بمقابلہ حکم رسول بہ تمسک ثقلین زبانی اختیار بھی کیا اور حسبنا کتاب اللہ کہکر اپنی کتاب خدا پرستی کو ظاہر کیا وہ حسب فرمان رسول منان منضم ہے ساتھ اہلبیت کے کہ خود حضرت نے فرمایا ہے لن یفترقا حتی یردا علے الحوض یعنے دونون جدا ہونگے یہانتک کہ مجھپر حوض کوثر پہ وارد ہوون اور جب اہلبیت کو اُنھون نے ترک کیا تو کتاب خدا بھی متروک ہوئی والا افتراق ممتنع لازم آتا ہے ثالثا بتقلید ثانی لاثانی حضرات سنی جیساکہ دعوی زبانی ساتھ تمسک قرآن کے ظاہر کرتے ہین اور اُسکے حفظ و تلاوت مین مثل طوطے مینے کی مصروف رہتے ہین اور وقت دار وگیر الحق کے دربارہ معرفت امام زمان بتقلید کید وحیلہ صفین قرآن کو سپر قرار دیکر امام اپنا بتاتے ہین اُسیطرح اہلبیت عصمت کے ساتھ بھی زبانی تمسک ظاہر کرتے حالانکہ برخلاف اسکے ظاہر ہے اور علاوہ تناقض قول و فعل جو دلیل نفاق ہے خود قول مین تناقض و تہافت ہے چنانچہ خود مخاطب برخلاف حدیث نبوی اسی ضرب منکر مین کہتے ہین الغرض اسوقت کتاب و سنت سے زیادہ کسی کو استحقاق امامت نہین ہے بعد انکے جو عالم کامل انکا ہو اور پھر دوسرے مقام مین کہتے ہین کیا قرآن اس زمانہ مین نہین ہے یا قول پاک رسول اللہ موجود نہین ہے کیا رسالت آپکی باقی نہین ہے پھر کیون دونون امام نہین ہوسکتے ہین انتہی بلکہ اسی خطبہ مین تین چار سطر بعد کہتے ہین ولما کانت الھدایۃ واحدۃ فہما الامام لا الامامان یعنے ہرگاہ ہدایت دونون کتاب اور رسالت آپ کی ایک تھی تو دونون ایک امام ہین نہ دو امام انتہی بس مخاطب نے اہلبیت

عصمت وطہارت کو اس قابل بھی تصور نکیا کہ اُنکو زبانی بھی اگرچہ
بمعنے لغوی ہو مستحق امامت جانے حالانکہ عالم کامل بلکہ فقیہ و مجتہد
و پیش نماز تک کو امام کہتے ہین جنمین عدالت یا طہارت نسب و طیب
ولادت کو بھی شرط نہین جانتے اُسپر بھی دعوی موالات اہلبیت
کرتے ہین پس یہان پر مخاطب کو وہ حدیث ذکر کرنا چاہیئے تھا جو
مقید اُنکے دعوے کے ہوتی یعنے کتاب خدا و سنت رسول امام ہین
نہ اہلبیت نبیؐ جنکو حضرت نے ایک جزو ما تیمسک بہ غیر منفک عن القرآن
فرمایا اور جنپر ہدایت و نجاۃ کو منحصر قرار دیا ہی اور ساتھ کتاب خدا
کے اُنکو منضم اور متحد و لازم و ملزوم قرار دیا ہے کہ یہ کبھی تا قیامت
جدا نہونگے اور اپنی امت سے سفارش فرمائی کہ ان دونوکی متابعت
کرو تا گمراہ نہو بعد میرے چنانچہ بوجہ اسی حدیث کے بعض حضرات
اہلسنت بھی قایل ہو گئے ہین کہ ہر زمانہ مین اہلبیت رسول سے کوئی
ایسا شخص جو قابل تمسک وہدایت ہو موجود رہنا چاہیئے جیسا کہ
عبد الروف مناوی نے جو مشاہیر آیمہ علماے اہلسنت سے ہے اپنی
فیض القدیر شرح جامع صغیر مین اور جلال الدین سیوطی ذیل شرح
حدیث انی تارک فیکم الثقلین مین فرماتے ہین تنبیہ قال الشریف
ہذا الخبر یفہم منہ وجود من یکون اہلا للتمسک من اہل
البیت العترۃ الطاہرۃ فی کل زمان الی قیام الساعۃ حتی یتوجہ
الحث المذکور الی التمسک بہ کما ان الکتاب کذلک فلذلک
کانوا امانا لاہل الارض فاذا ذہبوا ذہب اہل الارض
انتہی یعنے کہا شریف نے اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے موجود رہنا

اوس شخص کا جو قابل تمسک ہوا اہلبیت عترۃ طاہرہ سے ہر زمانہ مین
تا بہ قیام قیامت یعنے کوئی شخص اہلبیت عترت طاہرہ سے ایسا ہر
زمانہ و ہر وقت مین موجود رہنا ضرور ہے کہ اُسکے ساتھ تمسک کرسکین
تب یہ فرمانا رسول کا اور رغبت دلانا اُنکی طرف درست ہوسکتا ہے
جیسا کہ کتاب خدا ہمہ وقت موجود ہے اور تا قیامت رہیگی اور اسیوجہ
سے وہ یعنے اہلبیت نبوی امان ہوئی اہل زمین کےلیئے کہ جب وہ لوگ
نرہینگے زمین بہی باقی نرہیگی انتہیٰ آخر کلام اشارہ ہی طرف اُس حدیث
کے جسکو احمد بن حنبل نے اپنی مسند مین روایت کی ہے اور صواعق
محرقہ مین بہی ہے النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی
وغیرہ من الطرق مگر ہمارے مخاطب ایک نہین مانتے اور اہلبیت
نبوی کو توکسیطرح امامت کے قابل نہین جانتے ہرچند ادنے افراد
ناس پر مثل نورباف وندااف وحجام وکفش دوزتک کے اطلاق امام
کا جایز رکھتے ہین یہانتک کہ بعض دشمنان اہلبیت علیہم السلام نے
جو مقتدا و پیشوای اہلسنت ہین باینہمہ احادیث امامت و تمسک
وغیرہ عداوت اہلبیت نبوی مین ایسے سرگرم ہوے کہ حرمان اہلبیت
کےلیئے روایات کاذبہ واحادیث موضوعہ بنائی جو بالتصریح عدم
تمسک اہلبیت نبوی کو ثابت کرتے ہین اور عقاید و مستمسکات نواصب
وخوارج وسینہ کو مضبوط و مستحکم کرتے ہین جیساکہ حکیم ترمذی نے
نوادر الاصول مین روایت کیا ہے عن عمران بن حصین قال
سمعت رسول اللہ یقول اللھم لا تجعل الخلافۃ فی ولد علی
انتہی یعنے خداوندا نہ گردان تو خلافت کو اولاد علی مین پس اس اتہام

صـ ۱۸۸ صواعق قلمی

[illegible] خلافت از اہلبیت [illegible] موضوع

کا سر در امام پر کیا جواب ہے کہ اس مفتری نے اپنے پس وپیش کا
بھی خیال نہ کیا کہ معاذ اللہ یہ دعا حضرت کی کسیطرح قبول نہوئی
اور خلاف اسکے خود جناب امیرؑ اور جناب امام حسنؑ باتفاق تمامی
اہلسنت خلیفہ ہوے اور جناب امام حسین بھی باعتراف ملک العلماءؔ
دولت ابادی ورشید الدین خان وغیرہ خلیفہ برحق ہوے اور جناب
صاحب الامر مہدی آخر الزمان باتفاق فریقین بلکہ تمامی مسلمانان اولاد
جناب امیر سے خلیفہ ہین یا مطابق عقاید سنیہ ہونگے پس شاید مخاطب
نے بھی اسی حدیث واہی موضوع کو اپنا مستمسک قرار دیا اور اہلبیت
عصمت کی امامت سے بالمرہ انکار کیا اب کیا عجب ہے کہ جو حال حکیم
ترمذی کا ہوا وہی حال انکا بھی ہو فان عذاب اللہ قریب یہ حال
تھا عموم اعتقاد اہلسنت کا ساتھ عام اہلبیت عصمت وطہارت علیہم
السلام کے لیکن تخصیص انکی دربارہ آئمہ اطہار عترت رسول مختار
علیہم السلام بالتخصیص پس جناب امیر کے بارے مین یہ اعتقاد ہے
انکا کہ کوئی روایت حضرت سے صحیح ہے نہ کوئی علم علوم حقہ شرعیہ سے
آنحضرت کے بدولت پایا گیا کما سیجئ اور جناب امام جعفر صادق علیہ
السلام کو ذہبی نے کتاب مغنی مین مجاہیل وضعفا سے شمار کیا ہے کہ
ولم یخرج لہ البخاری اور میزان الاعتدال مین کہا ہے لم یحتج بہ
البخاری وقال یحیی بن سعید القطان شیخ البخاری اجد فی
نفسی منہ شیئا وکان مالک لا یروی عن جعفر حتی یضمہ
الی احد یعنے بخاری نے آنحضرت سے روایت نہ کی اور یحیی بن سعید
قطان شیخ بخاری کہتا تھا کہ ہم اپنے دلمین آنحضرت سے کچھ خلش پاتے

اعتقاد اہلسنت دربارۂ اہلبیت عصمت وطہارت

ہین اور امام مالک آنحضرت سے روایت نکرتے تھے جب تک کسی اور کو
منضم نکرین اور جناب امام موسی کاظم علیہ السلام کو عقیلی نے ضعفا
سے شمار کیا ہے اور کہا ہے حدیثہ غیر محفوظ یعنے حدیث آنحضرتکی
غیر محفوظ ہے اور جناب امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام کے بارہ
مین لکھا ہے قال ابوالحسن الدار قطنی اخبرنی ابن حبان
فی کتابہ فقال علی بن موسی الرضا یروی عن ابیہ عجائیب
یھم ویخطی یعنے کہا دار قطنی نے کہ ابن حبان نے اپنی کتاب مین
مجھکو خبر دیا کہ علی بن موسی الرضا روایت کرتے ہین اپنے باپ سے
عجیب عجیب باتین کہ وہم کرتے ہین اور خطا کرتے ہین معاذ اللہ اور
جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے بارے مین رحمۃ اللہ سندی
نے مختصر تنزیہہ الشریعہ مین لکھا ہے لیس لشئی یعنے معاذ اللہ وہ
حضرت کوئی چیز نہین ہین اور تفصیل ان سب امور کی مابعد مذکور
ہوگی پس ان سب سے بخوبی ثابت ہوا کہ سنی لوگونکے نزدیک
اہلبیت عصمت کوئی چیز نہین ہین فضلا عن التمسک بھم اور
جب بقول مولوی عبد العلی اہلسنت کا اجماع بھی حجت نہین تو دوسرے
اقوال وافعال کا کیا ذکر کیا جاے سبحان اللہ جناب رسالتمآبؐ تو نجات و
ہدایت وعدم ضلالت وغوایت کو تمسک بکتاب واہلبیت مین منحصر
فرمائین اور یہ سنی لوگ اُنکو قابل امامت کیا لائق اخذ روایت بھی
نجانین اور سنت رسول جو از قبیل تخیلات ذہنیہ ہی اور گویا انکی
یہان منحصر ہے صحاح ستہ مین کہ جسمین ہزارون روایتین ناصبین
خارجین کا ذبین دو اضعین سے بھری ہوئی ہین اُسکو مستحق امامت

جائین اور امام زمانہ اپنا بتائین اسپر لطف یہ ہے کہ کسی نے بجز
مخاطب معاتب آجتنک سنت رسول کو امام زمانہ بیان نہین کیا ہی
نہ کوئی اسکا مدعی ہوا ہے خود مجیب سابق نے جسکو مجیب مصیب
مخاطب عجیب کہتے ہین امام زمانہ کو دایر کیا ہی درمیان قرآن یا خلفا
یا رسول کے کما سیجئی فتذکر لعلک تنفع الذکرہی قولہ انظر
کیف تخلفونی فیھما اقول ہملوگون نے نظر و غور بخوبی کیا اور
آنحضرتؐ نے بہی بخوبی جانا کہ یہ فرقہ حقہ شیعہ بعد جناب رسالتماب
عامل بکتاب و سنت و مستمسک بدامان اہلبیت عصمت ہین کہ قرآن
کو قرآن صامت اور اہلبیت کو قرآن ناطق جانتے ہین اور دونو نکو
جز ایمان بلکہ عین ایمان مانتے ہین اور بعد نظر کے حضرت نے بہی
فرمادیا انت و شیعتک یا علی فی الجنۃ اور شیعہ علی ہم الفایزون
جیساکہ دیلمی وغیرہ نے روایت کیا ہے لیکن جب آپ لوگون نے
بغور و تانی نظر فرمایا تو بجواب سوال آنحضرت ما فعلتم بالثقلین
بتاے اول و دوم اپنے فرمائیگا اما الاول فحرقناہ و بنذناہ
ورا ظھورنا و اما الاصغر فعادیناہ و البغضناہ و ظلمناہ
پس وہ حضرت فرمائینگے ردوا الی النار ظلما مظمئین مسودۃ
وجوھکم کما فی بعض الاحادیث الشریفۃ النبویۃ یعنے خلیفہ
اول و دوم کہینگے کہ قرآن کو جلایا ہمنے اور پس پشت ڈالا اسکو اور
ثقل اصغر یعنے اہلبیت اطہر کو پس انسے ہمنے عداوت کیا اور بغض
کیا اور ظلم کیا پس فرمائینگے جناب رسالتمابؐ کہ پھیرو انکو طرف آتش
دوزخ کے درحالیکہ پیاسے ہون اور چہرے انکے سیاہ و تیرہ ہون

جیسا کہ بعض احادیث نبویہ مین وارد ہوا ہے فاتبعوا الھدیٰ واترکوا الھویٰ قولہ فبین رسول اللہ اقول یہ بیان بھی کئی وجھون سے باطل ہے پہلے یہ کہ مخاطب کو کمال جرأت ہے اتہام کرنے مین جناب سرور انام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسواسطے کہ کہین جناب رسالتمآبؐ نے ان احادیث ثلثہ مذکورہ مین یہ نہین بیان فرمایا ہے کہ شریعت مثل دریا ہے نہین ممکن ہے عبور اُسکا بغیر اتباع قرآن کے الخ آری حدیث اول مین اہلبیت طاہرین کو مثل سفینہ نوح فرمایا اور اُنکے متابعین ومحبین کو راکب سفینہ نوح بتایا اور اُنکو نجات یافتہ وہدایت یافتہ کہا اور انکے مخالفین وتارکین کو گمراہ اور غریق بحر ضلالت وغوایت کہا اور حدیث دوسری جو دربارہ صحابہ ہے اور محض دروغ وموضوع وباطل وواہی وبلایاسے ہے کما مرصرف عام اصحاب کے ساتھ اقتدا کا اختیار حکم نکلتا ہے جو ہر طرح منظور رفیہ ہے اور تیسری حدیث کا مفاد تمسک ثقلین ہے کہ جس سبب سے لوگ گمراہی سے نجات پاوین فمن تمسک بھما نجی ومن تخلف عنھما ضل وغرق وھوی والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ دوسرے یہ کہ مخاطب نے جو تبرکا بتعداد ثلثہ یہان احادیث ثلثہ کہا وہ بھی محض جھوٹ وباطل ہے کیونکہ حدیث صحیح دوہی ہین جینسے تمسک کتاب واہلبیت کا حکم نکلتا ہے باقی صحابہ والی بات محض واہیات خرافات بلکہ بلیات سے ہے ثلثہ کی خلافت کیطرح یارونکی بنائی جعلی کارروائی بے بنیاد وبادہوائی ہے کما مر سابقا قتدذکر قولہ ان الشریعۃ کالبحر اقول ہرچند مخاطب نے اپنی جودت طبع سے نبی پر اتہام کرکے

صحابہ کے استغراق کے لیئے شریعت کو دریا سے تشبیہ دیا اور بمقابل تمثیل اہلبیت نبوی بسفینۂ نوح یہ نیا طوفان برپا کیا مگر بمفادہ تجری الریاح بما لا تشتہیہ السفن، جو ڈوبے کو نکالنے جاے وہ ہی ڈوبے یہ تشبیہ فی نفسہ بھی درست نہوئی اولاً دریاے مہلک سے شریعت کو کیا نسبت ثانیاً شریعت مین رہنا مقصود ہے اور دریا کی کنارہ ع اگر خواہی سلامت بر کنارست، مگر شاید آپ شریعت سے کنارہ کرنیکے عازم ہین ثالثاً خروج دریا سے طرف خشکی کے ہوگا جو ضد دریا ہے پس خروج شریعت سے بھی ضرور طرف ضد شریعت کے ہوگا وھل ہو الا ابلیس المصیر پناہ بخدا شاید تقیہ صحابہ کی تحقیق سے آپکو یہی مقصود ہو رابعاً تانیث ضمیر مع قرب البحر و تخصیصہ بالعبور فیہ فتور فود ب الذکر الانثی دع الانثی وخذ الذکر فتذکر قولہ بغیر اتباع القرآن اقول اس ظلم تازہ کی کیا ضرورت تھی جناب رسالتماب نے تو قرآن و اہلبیت کو منضم و متحد و غیر منفک قرار دیا ہے اور ایک کو دوسرے کا لازم و ملزوم فرمایا او ر انفکاک وافتراق کو تا ورود حوض کوثر منفی موکد فرمایا جسکی وجہ سے علامہ مناوی نے بھی وجود کسی شخص کو اہلبیت طاہرین سے جو قابل تمسک ہو ہر وقت مین واجب جانا آپ دونون مین کیون افتراق ڈالے دیتے ہین اور ایک سے دوسر یکو کیون جدا کرتے ہین بلکہ آپکی یہانتک یہ ثابت ہی کہ قرآن قرآن صامت ہے اور اہلبیت طاہرین قرآن ناطق ہین جیسا کہ ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبد العزیز دہلوی لکھتے ہین و حضرت مرتضی فرمود کہ این قرآن صامت است و من قرآن ناطقم انتہی پھر عبور

ص ۱۵۳
ازالۃ الخفا مطبوعہ صدیقی بریلی سنہ ۱۲۸

دریاے شریعت کو باوجود قرآن ناطق و باوجود حکم تمسک اہلبیت
و وجود سفینۂ نوح صرف قرآن صامت مین منحصر جاننا صریحا دلیل
ناصبیت و استغراق بحر ضلالت و مخالفت خدا و رسول ہی ہان مخاطب
بھی اگر بمتابعت خلیفہ ثانی رسول خدا کی نافرمانی ہی کو قبول کرے تو
اختیار ہے کہ جب حضرت نے فرمایا ایتونی بالدوات والقرطاس اکتب
لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا یعنے دوات اور کاغذ حاضر کرو
کہ ہم ایسا مکتوب لکھدین کہ بعد ہمارے کبھی گمراہ نہو خلیفہ ثانی اور
اُنکے اتباع نے قد غلب علیہ الوجع وان الرجل لیہجر حسبنا
کتاب اللہ فرمایا یعنے یہ مرد ہذیان بکتاہے اور درد نے اسپر شدت
کی ہے اسکا قول قابل اعتبار نہین ہے کافی ہی ہمکو کتاب خدا جیساکہ
یہ مضمون متقارب اللفظ والمعنی صحیح مسلم و صحیح بخاری و نہایہ ابن اثیر
و شفای قاضی عیاض و کل کتب احادیث و سیر و تواریخ اہلسنت
مین تبفصیل مذکور ہے پس جسطرح خلیفہ ثانی نے رسول کو ایام زندگانی
مین تحریر ہدایت نامہ سے باز رکھا اور عیاذا باللہ منسوب بہذیان
کیا مخاطب نے بھی اُسی قصہ پارینہ و کینہ دیرینہ کو باتباع خلیفہ
مطاع اسمقام مین ظاہر کیا اور اس حدیث سفینہ و حدیث ثقلین
کو شاید عیاذا باللہ ہذیان پر محمول کرکے خلاف فرمان رسول منان
پر عمل کیا ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی
فقد کفر یعنے جو مخالفت کریگا رسول کے بعد ظاہر ہونے ہدایت کی
وہ کافر ہوگا قوله علی تفسیرها اقول اولا یہ مضمون بھی احادیث
سابقہ مین ہرگز بیان نہین ہوا ثانیا تفسیرہا کی ضمیر مؤنث کو جب

مخاطب نے قرآن کیطرف پھیرا جسکی وجہ بجز جہالت قایل معلوم نہین
ہوتی تو بہت مناسب ہوا کہ التی کو صفت تفسیر کی قرار دیا کیونکہ تفسیر
بھی تو اُسی ام الکتاب کی بیٹی ہے ثالثاً تثبت کو بھی بصیغۂ تانیث لانا
دلیل اُسی جہالت وزن پرستی کی ہے اور مدخولیت تحت آیہ و
یسمون الملائکۃ تسمیۃ الانثی کی لہ ظاہراً رغبت بانوثیت بھی
حضرت آغاے افلح کو صدقہ سے حاصل ہوئی قولہ اصحابہ العظام و
اھلبیتہ الکرام اقول یہ قول بھی بچند وجہ نامقبول ہے اولاً یہ کہ اگر
شریعت بقول آپکے مثل دریا ہے تو جناب رسالتماب نے اپنی اہلبیت
عصمت وطہارت کو سفینہ نوح سے تمثیل دیا ہے اور اس بحر زخار
کے طے کرنیکے لیئے بھی کشتی نجات مقرر کی ہے لیکن مخاطب نے ایسے
بے پاٹ مین اپنے گھاٹ کے لیئے اصحاب کی ڈونگی کہان سے بنائی جسکا
ساحل تک پہنچنا محال ہے اور اغرقوا فادخلوا ناراً اُسکا مآل ہے ثانیاً
یہ کہ جناب پیغمبر نے تو مدار شریعت کا اتباع قرآن واہلبیت دونون پر
رکھا ہے کہ جس سبب سے مفاد تشبیہ بھی پورا ہو جاتا ہے کہ عبور دریا
بغیر کشتی وناخدا دونوںکے غیر ممکن ہے مگر مخاطب نے جو اس عبور
کو صرف اتباع قرآن مین محصور کیا پس باوصف نقصان تشبیہ
صرف قرآن صامت سے کیسے بیڑا پار لگے گا چنانچہ حکم بتمسک ثقلین
سے بھی ظاہر ہے ہان اگر صرف اہلبیت کو کہا جاوے جو قرآن ناطق
ہین تو ممکن ہے جیسا کہ حدیث مثل اہلبیتی کسفینہ نوح اسکا مؤید ہے
کہ صامت محتاج ناطق ہے اور ناطق محتاج صامت نہین ہوتا ثالثاً
یہ کہ مخاطب نے اہلبیت طاہرین کو یہان اصحاب سے موخر کرکے

اپنی ناصبیت اور جلفا و خلفا کی حمایت خوب ظاہر کی مگر بوجہ مخالفت
حکم رسولؐ خدا زمرہ کا فرین مین داخل ہوے کیونکہ نہ کہین ان
دونون حدیثون مین ذکر اصحاب کرام کا ہے نہ حکم متابعت انکی تفسیر کا
اور اگر حدیث نجوم کا خیال ہو تو بوجہ موضوعیت و دروغ ہونیکے
لائق استدلال نہونا اُسکا معلوم پس یہ بناے فاسد علی الفاسد ہوگی
گما ہو ظاہر علے اہل الفہوم وان تخفی علے الغوی المشوم رالّعابہ کہ اپنے
مقدمات ترتیبیہ کے خلاف نتیجہ نکالنا اور برعکس اُسکے مقدم کو موخر
موخر کو مقدم کرنا دلیل کمال اضطراب اور گویا ما فی الارحام کا انقلاب
ہے اور کیونکر نہو کہ طلق موجب قلق و فلق اور قلوب منقلبہ کے لیئے
باعث شق ہے خاصّسا یہ کہ با آنکہ اہلبیت کی متابعت کا حکم جناب
رسالتمآب نے ویساہی دیا تہا جیسا قرآن کی متابعت کا حکم فرمایا تہا
اور ایک دوسریکو متساوی و متلازم و متحد کیا تہا اور مضمون افتراق
کو مابین سے اُٹھا دیا تہا مگر ہمارے مخاطب نے اپنی طرف سے اصحاب
کو بیچ مین ڈالا اور اسپر تکلف یہ کہ اہلبیت پر مقدم بہی کیا اور کچھ
ادب رسولؐ کا بہی نکیا اس ظلم کا کیا جواب ہے اے حضرت اگر
حکم جناب رسالتمآبؐ کا نہ مانیئے تو اپنے شاہ صاحب فرمان دیکھیئے
کہ وہ فرماتے ہین کہ ان دونون بزرگ یعنے قرآن و اہلبیت رسول
متان کے خلاف جو مذہب ہوگا اُسکا متابع گمراہ و خارجی ہی جس سے
یہ امر صاف ظاہر ہے کہ امر دین مین ہم محکوم فقط بمتابعت قرآن و
اہلبیت علیہم السلام ہین اصحاب وغیرہ کو کوئی مداخلت اسمین نہین ہی
بلکہ اگر ایسا ہوتا تو اجتماع ضدین لازم آتا ہے اور ضدین ہونا کاذب

وغاور وخائن واثم جاننے سے اور عدم بیعت ستہ اشہر سے کما
فی صحیح المسلم ثابت ہی پھر ایسے اصحاب سے تفسیر کیونکر لیجا سکتی ہے
سادساً بتصریح آئمہ دین حضرات اہلسنت ثابت ہے کہ جن صحابہ
کی ہوا خواہی مین یہ ساری کارسازی وشعبدہ بازی کی جاتی ہے
یعنے خلفاے ثلثہ اُنسے احادیث تفسیر بلکہ مطلق احادیث بہت ہی
کم مروی ہے جیساکہ مذکور ہوگا انشاءاللہ تعالے پھر انکا ذکر بیکار
ہے سابعاً یہ کہ مطلق تفسیر پر آپکے علما کو اعتماد و اعتبار نہین ہے
خواہ صحابہ سے ہو خواہ غیر صحابہ سے جیساکہ محمد طاہر گجراتی نے
تذکرۃ الموضوعات مین لکھا ہے قال احمد بن حنبل ثلث
کتب لیس لہا اصول المغازی والملاحم والتفسیر یعنے کہا
امام احمد بن حنبل نے کہ تین کتابونکے لیئے اصول نہین ہین ایک
تواریخ غزوات دوسرے ملاحم تیسرے تفسیر اور فیض القدیر
شرح جامع صغیر مین ہے قال ابن الکمال کتب التفسیر مشحونۃ
بالاحادیث الموضوعۃ یعنے کہا ابن کمال نے کہ کتب تفسیر احادیث
موضوعہ یعنے بنائی ہوئی حدیثون سے بھری ہوئی ہین اور شیخ
محی الدین عربی نے باب ثانی وسبعون فصوص الحکم مین کہا ہے وفیہ
علم یتبرہ الانبیاء مما ینسب الیہم المفسرون من الطامات
مما لم یجئ فی کتاب اللہ وہم یزعمون انہم قد فسروا کلام اللہ
فیما اخبر بہ عنہم لسان اللہ العصم فی القول والعمل فلقد
جاؤا فی ذلک باکبر الکبائر کمسئلۃ ابراہیم خلیل اللہ وما نسبوا
الیہ من الشک وما نظروا فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ

تمامی کتب تفسیر اہلسنت
واحادیث غیر معتمد و مستند
موضوع سے مملو ہین ۱۲

واٰلہ وسلم نحن اولی بالشک من ابراھیم ما شک فی احیاء
الموتی جوھا مختلفہ لم یدر بای جھۃ یکون احیاء الموتی
وھو مجبول علی طلب العلم فعین اللہ لہ وجھا من تلک
الوجوہ حتی سکن اللہ قلبہ فعلم کیف یحیی اللہ الموتی وکذلک
قصۃ یوسف ولوط وموسیٰ وداود ومحمد علی جمیعھم افضل
الصلوٰۃ والسلام وکذلک ما نسبوہ فی قصۃ سلیمان الی
الملکین وکل ذلک نقلوہ عن الیھود واستحلوا عرض
الانبیاء والملائکۃ مما ذکرتہ الیھود الذین جرحھم اللہ
وملأوا کتبھم فی تفسیر القرآن العزیز بذلک وما فی
ذلک نص فی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ واللہ یعصمنا من
غلطات الافکار والاقوال والافعال انتھی یعنی کہا ابن عربی
نے باب فصوص مین کہ اس باب مین ہے جاننا تنزیہ انبیا کا
اُن چیزون سے کہ نسبت دیا ہے طرف اُن انبیا کے مفسرین نے
طامات سے یعنے وہ امور قبیحہ کہ بمنزلہ قیامت عظمی و داہیہ کبریٰ
ہین اُنکے لیئے حالانکہ وہ چیزین کتاب خدا مین نازل نہ ہوئین اور
مفسر لوگ گمان کرتے ہین کہ اُنھون نے کتاب خدا کی تفسیر کیا ہے
اُن چیزونکے ساتھ جسکی خبر خدا نے دیا ہے ہم دعا کرتے ہین خدا
سے کہ ہملو عصمت دے قول وعمل مین البتہ وہ مفسرین اکبر کبائر
کے مرتکب ہوئے مثل مسئلہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے کہ نسبت
دیا اُنکی طرف شک کرنیکی حالانکہ اُن مفسرون نے قول رسول خدا
کو خیال نکیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہملوگ زیادہ مستحق ہین شک کرنیکے

لطیفہ [illegible] اس سے بڑھکر قیامت عظمیٰ یہ ہے کہ حضرت خلیل الرحمن کیطرف اُنکی امت سے کذب کی نسبت کرنی ہے کما سیجی فیما بعد انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲

ساتھ بہ نسبت حضرت ابراہیم کے اسلئے کہ حضرت ابراہیم نے مردونکے
زندہ کرنے مین شک نہین کیا تہا وہ جانتے تھے کہ مردونکے
زندہ کرنیکی بہت سی صورتین ہین مگر یہ نہ جانتے تھے کہ کسطرح
زندہ کیئے جاتے ہین چونکہ اُنکی خلقت ہی ایسی ہوئی تہی کہ طلب
علم مین کوشش کرین پس خدانے وہ صورت انکو دکھا دی کہ
جسطرح خدا زندہ کرتا تھا یہانتک کہ اُنکے قلب کی تسکین ہوئی اور
جانا اُنھون نے کہ کیونکر زندہ کرتا ہے خدا مردونکو اسیطرح قصہ
حضرت یوسف و لوط و موسیٰ و داؤد و محمد مصطفٰے صلوٰۃ اللہ علیہم
اور اسیطرح حضرت سلیمان کے قصہ مین جو دونون فرشتونکی
طرف نسبت دی ہی ان سب باتون کو مفسرون نے یہود کی کتابون سے
نقل کیا ہی جسمین آبروریزی انبیا و ملائکہ کی کیا اُن باتونکے ساتھ
جنکو یہود نے ذکر کیا ہے حالانکہ خود خدانے یہود کے بارہ مین
جرح و قدح کیا ہے اور یہود کی کتابونکو اُنھون نے تفسیر قرآن
مین بھر دیا ہے حالانکہ اس بارہ مین نہ قرآن نازل ہوا ہے نہ
سنت رسول مین اُسکا نشان ہے خدا ہم سبکو غلطی افکار و اقوال
و افعال سے نجات دے انتہیٰ پس یہ حال تو مطلق تفاسیر اہلسنت
کا ہے کہ بقول امام حنبل اُسکا کچھ اعتبار ہی نہین اور بقول ابن
کمال کل تفاسیر مشحون ہین احادیث موضوعہ سے اور بقول شیخ
عربی ماخذ اُنکا اقوال یہود ہے کہ اُسپر نہ نص قرآن مین ہے نہ
سنت رسول مین پس اب آنحضرت کو عبور دریای شریعت
سے کیونکر ہوگا مگر یہ کہ اپنے کو یہود بنالین جیسا کہ یہود بندہ الامتہ

سے شاید اسیطرف اشارہ ہے متامل آورہ اگر بسبب غلبہ اوہام کی اہلسنت
اپنے متقدمین ایمہ اعلام کے کلام کو قبول نکرین تو خود شاہ عبدالعزیز
صاحب کے کلام سے انشاء اللہ اس مرام کو ثابت کرتا ہون کہ تحفہ
مین فرماتے ہین درباب متعہ و روایت این از عبداللہ بن مسعود
و دیگر صحابہ محض افتر است اگرچہ در تفاسیر غیر معتبرہ اہلسنت نیز
نقل کنند الخ حالانکہ یہ روایات تفسیر بیضاوی وکشاف وتفسیر زاہدی
وتفسیر نیشاپوری وتفسیر کبیر امام المتکلمین فخرالدین رازی مین موجود
ہے پس حسب تصریح شاہ جی یہ تفاسیر اہلسنت غیر معتبر ٹھہری
اور جب ایسی تفسیرین غیر معتبر ہوئین تو اب کونسی تفسیر انکے یہان
معتبر ہوگی پس معلوم ہوا کہ اہلسنت کے یہان دراصل کوئی تفسیر
ہی معتبر نہین ہے فصدق ما قال اما فہم الاجل احمد بن حنبل ثانیاً
باقی رہی تفاسیر مقید بقولہ التی ثبتت بالتحقیق من الصحابۃ العظام
یعنے وہ تفسیرین کہ تحقیق صحابہ عظام ثابت ہون تو اب عنان کمیت
تحقیق وتدقیق کو اسطرف متوجہ کرتا ہون پس واضح ہو کہ جو جو
اصحاب مشہور بوقوف فن تفسیر ہین وہ دس ہین جیسا کہ علامہ
جلال الدین سیوطی اتقان فی علم القران مین فرماتے ہین النوع
الثمانون فی طبقات المفسرین اشتہر بالتفسیر من الصحابۃ
عشرۃ الخلفاء الاربعۃ وابن مسعود وابن عباس وابی بن کعب
وزید بن ثابت وابوموسی الاشعری وعبداللہ بن زبیر
انتہی پس چونکہ غالباً کلام مخاطب بھی حلی تفسیرہا التی ثبتت بالتحقیق
من الصحابۃ العظام منحصر انہین دس صحابی مین ہوگا لہذا کچھ بیان

صـ ۵۲۳ تحفہ اثنا عشریہ

صـ ۲۹۶ اتقان قلمی

خلفاے اربعہ

انکا اجمالاً معرض گزارش مین لایا جاتا ہے اما خلفاء اربعہ پس
ذکر انکا محض تبرکاً سیوطی سے ہوا ہے والا خود سیوطی اسکے مقر ہین
کہ خلفاے ثلاثہ سے بہت کم احادیث منقول ہین جیساکہ اتقان مین
ہے بعد عبارت مذکورہ فاما الخلفاء فاکثر من روی عنہ منہم
علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ والروایۃ عن الثلثۃ نزرۃ
بعد اسکے کہا ہے ولا احفظ عن ابی بکر فے التفسیر الا اثارا قلیلۃ
جدا لا تکاد تجاوز العشرۃ یعنے لیکن خلفا مین سب سے زیادہ
روایت دربارہ تفسیر جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے اور بقیہ
ثلثہ سے بہت ہی کم ہے اور ابوبکر سے ہم خیال نہین کرتے مگر بہت ہی
کم کہ شاید دس حدیث سے نہ بڑھیگی اور وجہ اس قلت روایت کی
ابوہریرہ نے خوب بیان کی ہے جیساکہ صحیح بخاری مین ہے عن
ابی ہریرۃ ان اخواننا من المھاجرین یشغلہم
الصفق بالاسواق وان اخواننا من الانصار کان یشغلہم
العمل فی اموالہم وان اباھریرۃ کان یلزم رسول اللہ لیشبع
بطنہ ویحضر ما لا یحضرون ویحفظ ما لا یحفظون انتہیٰ یعنے
ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ہمارے برادران مہاجران کاروبار
بازار کے شغل مین رہا کرتے تھے اور انصار اپنے مال مین پھنسے رہتے
تھے اور ابوہریرہ اپنے پیٹ کو بھرتا تھا اور صحبت رسول کو ایک دم
نچھوڑتا تھا جو چیزین مہاجر و انصار کو نمعلوم ہوتی تھین وہ سب
ابوہریرہ کے پاس حاضر و محفوظ رہتی تھی پس مخاطب کے اصحابہ کرام
کا یہ حال تھا اور خود خلیفہ ثانی جو مشہور بہمہ دانی تھے انکے حال کو

کنز العمال مین خوب لکھا ہے عن ابی جریج عن عمرو بن دینار
قال سمعت بجالۃ التمیمی قال وجد عمر بن الخطاب مصحفا
فی حجر غلام فیہ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وھو ابوھم
فقال احککھا یا غلام فقال واللہ لا احکھا وھی فی مصحف
ابی بن کعب فانطلقوا الی ابی فقال ابی شغلنی القرآن و
شغلک الصفق بالاسواق اذ تعرض رداءک علی عنقک
بباب ابن العجماء انتہیٰ یعنے ایک لڑکے کو دیکھا عمر بن خطاب نے کہ اُسکی
گود مین قرآن ہے اور اُسمین یہ آیہ ہے النبی اولی بالمومنین من
انفسھم وھو ابوھم یعنے لفظ وھو ابوھم قرآن متداول سے زیادہ
ہے عمر نے کہا اس لفظ کو حک کردے یعنے چھیل ڈال لڑکے نے جواب
دیا واللہ ہم نہ چھیلینگے کہ یہ آیہ تو یونہین ابی بن کعب کے مصحف مین ہی
پس عمر ابی کے پاس آئے ابی نے جواب دیا کہ ہمکو شغل قرات قرآن
تھا اور تجھکو سیر بازار نے تعلم قرآن سے باز رکھا کہ چادر کاندھے
پر رکھکر دروازہ ابن عجما جایا کرتا تھا انتہی اور فاضل رشید نے
شوکت عمریہ مین لکھا ہے ازانجملہ است مخالفت و تشدد ابی بن کعب
برحضرت عمر وقتیکہ ایشان انکار بر قرات او کہ بشخصے تعلیم آن کردہ
بود نمودہ بودند در حدیث طویلے کہ خاتمہ اش انیست یقول ای
الی فی الثالثۃ وھو غضبان لغم واللہ لقد انزلھا اللہ علی
جبرئیل وانزلھا جبرئیل علی محمد فلم یستامر فیھا الخطاب و
لا ابنہ فخرج عمر وھو رافع یدیہ وھو یقول اللہ اکبر اخرجہ
الحاکم ازانجملہ است مخالفت و تشدد ابی مذکور با ایشان در قرات

صـ ۲۶ ورق شوکت عمریہ قلمی

کریمہ والذین اتبعوھم باحسان کہ قرات حضرت عمر بدون
واو بود و قرات ابی و دیگران بواو بود چنانچہ در منہاج الکرامۃ
در تفسیر کریمہ والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار
الخ میفرماید وروی ان عمر سمع رجلا یقرءھا فقال من
اقرأک ھذا فقال اقرءنیہ ابی بن کعب فدعاہ فسالہ
فقال اقرانیہ رسول اللہ وانک تبیع القرظ بالبقیع الخ
واللہ ایسا ہی نازل کیا خدانے جبرئیل پر اور جبرئیل نے محمدؐ پر
اسمین نہ حکومت خطاب چلتی ہے نہ اُسکے بیٹے عمر کی انتہی باپ
تک اُکھاڑ لایا کہ قرآن مین نہ تمہارے باپ کی دال گلتی ہے نہ
تمہاری بہرکیف جب معلوم ہوا کہ خلفا سے بہت کم احادیث
دربارہ تفسیر منقول ہے اور جو کچھ ہے وہ جناب امیر سے منقول
ہے پس اب جناب امیر کی روایات کو اہلسنت کے یہان دیکھنا
چاہیئے کہ وہ کسقدر منقول ہین اور اُنکا وزن انکے یہان کتنا
ہے جس سے اور خلفا کی روایات کا حال بھی معلوم ہوگا کہ جب
اکثر کا یہ حال ہے تو اقل جنکو خود سیوطی نے نزر جدا کہا ہے اُنکا حال
کیا ہوگا پس ابن تیمیہ اپنے منہاج السنۃ مین جسکو جواب منہاج
الکرامۃ جناب علامہ حلی اعلی اللہ فی الخلد مقامہ تصور کرتا ہی کہتا ہے
دربارہ انتساب تفسیر بجناب امیر ھذا ابن عباس نقل عنہ
من التفسیر ماشاء اللہ بالاسانید الثابتۃ لیس فی
شی منہا ذکر علی وابن عباس یروی عن غیر واحد من
الصحابۃ پھر کہا ہے درروایتہ ای روایۃ ابن عباس عن

روایت جناب امیر دربارہ تفسیر اہلسنت

عن علی قلیلۃ جدا ولم یخرجہ اصحاب الصحیح شیئا من حدیثہ عن علی پھر کہا ہے وما یعرف بایدی المسلمین تفسیر ثابت عن علی انتہی یعنے یہ ابن عباس ہین کہ کسقدر احادیث دربارہ تفسیر انسے باحادیث صحیحہ ثابتہ منقول ہوئی ہین جسمین کوئی ذکر علی نہین ہے اور ابن عباس بہت سے صحابہ سے روایت کرتے ہین اور روایت ابن عباس کی جناب امیر سے بہت ہی کم ہے کہ مصنفان صحیح نے کوئی حدیث ابن عباس کی جناب امیر سے نقل نہ کیا بلکہ کوئی حدیث دربارہ تفسیر حضرت امیر سے مسلمانونکے نزدیک صحیح ہی نہین الخ بلکہ یہ حضرات مدعی ہین کہ جو کچھ جناب امیر سے منقول ہے وہ موضوع و باطل ہی جیساکہ میزان الاعتدال مین ہے حتی عن الشعبی ماکذب علی احد من هذہ الامۃ ماکذب علی علی رض وقال ابن ایوب کان ابن سیرین یری ان عامۃ مایروی عن علی باطل انتہی یعنے شعبی نے کہا اس امت مین جسقدر دروغ جناب امیر پر ہوا کسی کیطرف نہوا اور ابن ایوب کہتا ہے کہ ابن سیرین کے نزدیک جو حدیث جناب امیر سے روایت ہوئی وہ باطل ہے اور خود صحیح بخاری مین ہے وکان ابن سیرین یری ان عامۃ مایروی عن علی الکذب انتہی یعنے ابن سیرین کے نزدیک عام روایت جناب امیر سے جھوٹھ و کذب ہے اور خود شاہ ولی اللہ رسالہ قرۃ مین فرماتے ہین در ہیچ فنے از فنون شرعی اعتماد کلی بر آثار مرتضی بظہور نیامدہ انتہی پس بقول شاعر ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا ہ جب جناب امیر کی روایات کو جو بہ نسبت مرویات

ف جسقدر جناب امیر پر دروغ باندھا گیا

خلفاے ثلثہ کے بتصریح سیوطی اکثر تہی قلیل کہا بلکہ عام حدیث کو
آنحضرت علیہ السلام کے کذب و باطل قرار دیا تو اور خلفا کا کیا
ذکر کہ خود بتصریح سیوطی قلیل و اقل ہے پس بعد تحقیق بحکم مخاطب
یہ ثابت ہوا کہ خلفاے اربعہ سے کوئی حدیث دربارہ تفسیر منقول
نہین ہے اور اگر ہے تو موضوع و باطل ہے انکے نزدیک اور قلیل
و شاذ و نادر ہے والنادر کالمعدوم اور بعد تحقیق روایات
خلفاے اربعہ معلوم ہوا کہ تفسیر اہلسنت جسپر مخاطب نے اتباع
قرآن کا مدار رکھا ہے اور عبور دریاے شریعت کو اُسی تفسیر پر
محول کیا ہے منحصر ہے چھ شخصوں صحابہ سے بقول سیوطی اب
تحقیقات ثانی انکے احوال کی کیجاتی ہے کہ وہ کیسے ہین آیا بذریعہ
اُنکے مخاطب کا بیڑا پار لگیگا یا منجھدار مین ڈوبیگا **ابن مسعود**
جنکو سیوطی نے بعد خلفا درجۂ اول قرار دیا ہے پس اُنکا حال یہ تھا
کہ بتصریح حضرات سینہ آیات منسوخہ و تفاسیر و ادعیہ قنوت کو
شامل قرآن کئے ہوے تھے اسی سبب سے جو حالت انکی بنائی گئی
وہ معلوم ہے کہ اسقدر غلامان حضرت عثمان نے مارا کہ انکو مرض
فتق ہوگیا حالانکہ یہ حضرات اُنکو بھی الصحابۃ کلھم عدول سے
شمار کرتے ہین اور بعد مار پیٹ کے شہر بدر بھی اُنکو عثمانؓ نے کردیا
تفصیل اس قصہ پرغصہ کی نجاۃ المومنین ملا محسن کشمیری مین مذکور
ہے کہ جنکو فاضل رشید عظماے علماے اہلسنت سے بیان کرتے
ہین اور شاہ صاحب بھی اُسکو کچھ گھما پھرا کے لکھتے ہین جیسا کہ تحفہ
مسروقہ مین ہے عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب کہ بعض قرات شاذہ

ابن مسعود صحابی مفسر اہلسنت

صہ ۶۳۲ تحفہ اثناعشریہ

در مصحفہائے خود نوشتہ بودند حالانکہ بعضی عبارات ادعیہ و قنوت
بودند و بعضی عبارات تفسیر کہ جناب پیغمبر در وقت تلاوت قرآن بیان
معنی آن میفرمودند و از موقوف کردن مصاحف خود اباورزیدند
و در بقاء مصاحف ایشان فتنہ عظیم در دین پیدا میشد کہ در نفس قرآن
اختلاف واقع بود و رفتہ رفتہ منجر بقبائح بسیار میشد در گرفتن مصاحف
غلامان عثمان البتہ با ابن مسعود خشونت نمودند و ضرب و صدمہ ہم
باو رسید انتہی اسی سے حضرت ابن مسعود کی تفسیر دانی کا حال ان
امتیان عثمانی کے نزدیک معلوم ہوا کہ نفس قرآن مین اور تفسیر و ادعیہ
قنوت و قراءات شاذہ وغیرہ تک مین فرق ان صحابی جلیل القدر کو
معلوم نتھا پھر انسے تفسیر جو منقول ہو گی اُسکا کیا حال ہوگا انکی نزدیک
اور اسیطرح یہ ہے کہ یہ فرقہ جاہلہ ابن مسعود کیطرف ایسے امور کی نسبت
دیتے ہین کہ نفس ایمان انکا انکے نزدیک متزلزل ہوتا ہے چنانچہ اتقان
علامہ سیوطی مین ہے ومن المشکل علی ھذا الاصل الخ بوجہ غایت
اشتہار اس مشکل کے ترجمہ پر اختصار کیا جاتا ہی کہ اصل تواتر قرآن
پر ایک مسئلہ سخت مشکل یہ ہی جسکو وارد کیا ہے امام فخر الدین رازی نے
کہ کہا اُسنے نقل کیا گیا ہی کہ ابن مسعود سورہ فاتحہ و معوذتین کے قرآن
ہونیکے منکر تھے اور یہ امر بہت مشکل ہی اسلیئے کہ اگر ہم کہین کہ قرآن کو
زمانہ صحابہ مین تواتر حاصل تھا یعنے اُسی زمانہ مین قرآن متواتر تھا تو
پھر ابن مسعود نے جو اس نقل متواتر کا انکار کیا پس کفر انکا لازم آتا ہے
اور اگر کہین کہ اُس زمانہ مین تواتر نہین ہوا تھا تو لازم آتا ہے کہ قرآن
متواتر الاصل نہ ہے اور گمان غالب یہ ہے کہ یہ مذہب جو ابن مسعود سے

طرہ دربارہ کفر و ایمان ابن مسعود بوجہ اشکال در تواتر قرآن

نقل کیا گیا نقل باطل ہے تب البتہ اس عقدۂ لا حل سے نجات ممکن ہی
والا فلا انتہی اور مین کہتا ہون کہ خود امام رازی اس انکار سے کافر
ہو گئے اسلئے کہ منکر خبر واحد کافر ہے جیسا کہ ملک العلما دولت آبادی
نے ہدایۃ السعدا مین لکھا ہے ومن انکر الخبر الواحد والقیاس
وقال انہ لیس بحجۃ فانہ یصیر کافرا ولو قال ھذا الخبر غیر
صحیح وھذ القیاس غیر ثابت لا یصیر کافرا ولکن یصیر فاسقا
انتہی یعنی جو انکار کرے خبر واحد کا اور قیاس کا اور کہے کہ یہ حجت نہین ہے
وہ کافر ہوتا ہے اور اگر کہے کہ یہ خبر غیر صحیح ہے یا یہ قیاس غیر ثابت ہے
تو وہ کافر نہین ہوتا لیکن فاسق ہوتا ہے پس فخر الدین رازی خود
یا کافر ہوے یا فاسق یا یہ عقدہ لا ینحل انکی گردن مین رہ گیا بہر کیف
حضرت ابن مسعود انکے نزدیک ایسے تھے کہ انکو درمیان تفسیر وادعیہ
قنوت وآیت قرآن مجید مین فرق نہ معلوم تھا بلکہ اصل ایمان ہی انکا
انکے نزدیک غیر ثابت وغیر مسلم ہے الا یہ کہ خود اپنے کفر وفسق کو تسلیم
کرین اور اس سے زیادہ لطف یہ ہے کہ یہی ابن مسعود منکر وبد اعتقاد
خلافت عثمان سے بہی تھے جیسا کہ انسان العیون علی بن برہان حلبی
مین ہے وکان الولید شاعرا ظریفا حلیما شجاعا کریما یشرب
الخمر کل لیلۃ من اول اللیل الی الفجر فلما اذن المؤذن بصلوۃ
الفجر خرج الی المسجد وصلی باھل الکوفۃ الصبح اربع رکعات
وصار یقول فی الرکوع والسجود اشرب واسقنی ثم قاء فی المحراب
ثم سلم وقال ھل ازیدکم فقال لہ ابن مسعود لا زادک اللہ
خیرا ولا من بعثک الینا یعنی ولید شاعر ظریف حلیم وشجاع و

[Margin notes: ۱۶۲ / ۳۶۸ — الجلد والرابعہ من الہدایۃ السابعہ — انکار ابن مسعود از حقیت خلافت عثمان]

کریم تھا جو جانب عثمان سے عامل کوفہ ہوا شراب پیتا تھا اول شب سے
فجر تک جب اذان دیا موذن نے صبح کی تو ولید مسجد گیا اور اہل کوفہ
کو نماز پڑھایا چار رکعت اور رکوع و سجود مین کہتا تھا شراب پیوٗ
اور پلاؤ مجھکو بعد اسکے محراب مسجد مین قے کردیا شراب کی اور بعد
تمامی نماز کے کہا اگر کہو تو اور زیادہ کرین نماز کو ابن مسعود نے کہا نہ
خدا تجھ مین خیر و برکت زیادہ کرے نہ اُس شخص مین کہ جسنے تجھے ہملوگ پر
حاکم کر کے بھیجا ہے پس نہین معلوم ایسے شخص سے جو تفسیر وادعیہ قنوت
و آیات قرآن مین تفرقہ نکر سکے اور ایمان اُسکا متزلزل اور بوجہ
انکار خلافت عثمانی بلکہ بددعا کرنیکی مذبذب الاسلام ہوا انکے نزدیک
اُسکی روایات دربارہ تفسیر کیونکر مقبول ہونگی اور بذریعہ اُسکے انکا
بیڑا کیونکر پار لگے گا اما **ابن عباس** کہ جو اعاظم مفسرین و اکابر محدثین
سے اہلسنت کے نزدیک ہین اور بلقب ترجمان القران ملقب ہین اُنکا
یہ حال ہے کہ بخطاب فاجر مخاطب ہوے اور خود خلیفہ بحق خلیفہ اول
کے نواسے حواری رسول کے فرزند عشرہ مبشرہ کے ایک فرد کے دلبند
نے یہ خلعت فاخرہ عطا کیا جیسا کہ شرح مشکوۃ ملا علی قاری مین ہے

ابن عباس ترجمان القرآن

عن عروۃ بن الزبیر ان عبد اللہ بن زبیر قام بمکۃ فقال
ان اناسا اعمی اللہ قلوبھم کما اعمی ابصارھم یفتون بالمتعۃ
یعرض برجل فناداہ فقال انک لجلف جاف فلعمری لقد کانت
المتعۃ تفعل فی عھد امام المتقین یرید رسول اللہ فقال
لہ ابن الزبیر فجرب بنفسک واللہ لئن فعلتھا لارجمنک
باحجارک الحدیث ورواہ النسائی ایضاً ولا تردد فی ان

ابن عباس ھو الرجل المعرض بہ وکان قد کف بصرہ فلذا قال
ابن الزبیر کما اعمی ابصارھم وھذا انما کان فی خلافۃ ابن
الزبیر وذلک بعد وفات علی فقد ثبت انہ مستمر القول
علی جوازھا انتہی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جس زمانہ مین عبد اللہ بن
زبیر مقیم مکہ تھے اپنے ایام خلافت مین ایک روز کہا کہ بعض آدمی ایسی
ہین کہ جنکے دل کو خدا نے انکے آنکھ کیطرح اندھا کیا ہی وہ لوگ فتوی
دیتے ہین متعہ کرنیکا اور اس قول مین اپنے وہ کسیکی طرف تعریض و
چشمک کر رہا تھا پس اس شخص نے جواب دیا تو خلف جافی ہے قسم
اپنے عمر کی کہ متعہ جاری تھا اور ہملوگ کرتے تھے زمانہ امام المتقین مین
یعنے عہد کرامت مہد جناب رسالتمآب مین متعہ جاری تھا تب زبیر نے
کہا کہ تو نے فجور کیا اپنے نفس کے ساتھ واللہ اگر اب تو نے کیا تو ہم تجھکو
سنگسار کرینگے اور نسائی نے بھی یہی روایت کیا ہی اور کوئی شبہہ
نہین ہے کہ ابن زبیر نے جسکی طرف تعریض کیا تھا وہ ابن عباس تھے کہ
جنکی آنکھین ضائع ہو گئی تھین اسی سے ابن زبیر نے کہا جیسا آنکھین
اندھی ہوئین اور یہ واقعہ اس زمانہ کا ہی جسمین ابن زبیر خلیفہ تھے یعنے
بعد وفات جناب امیر علیہ السلام کے تو اس سے معلوم ہوا کہ ابن عباس
جواز متعہ پر مستمر القول تھے اور اس راے سے وہ نہ پھرے انتہی پس
بقول ابن زبیر ابن عباس فاجر ہوے اور کتاب شفاے قاضی عیاض
مین ہے وفی تفسیر النقاش عن احمد بن حنبل انا اقول
بحدیث ابن عباس بعینہ راہ حتی انقطع نفسہ یعنے احمد بن
حنبل سے ہی کہ کہتا ہون مین بحدیث ابن عباس کہ پیغمبر خدا نے اپنے

ف
جواز متعہ بقول ابن عباس

صہ ۶۱
شفاے قاضی عیاض مطبوعہ مطبع نولکشور

رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا یہانتک کہ آواز آنکی منقطع ہوئی
اور خود مجتہدۃ الزمان علامۃ الدوران مادر مہربان بی بی عایشہؓ
اس روایت کی تکذیب کرتی ہین اور مفتری قرار دیتی ہین جیسا کہ
ترمذی نے اپنے صحیح مین روایت کیا ہے عن الشعبی قال لقی ابن
عباس کعبا بعرفۃ فکبر حتی جاوبتہ الجبال فقال ابن عباس
انا بنو ہاشم فقال کعب ان اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین
محمد وموسی مرتین ورواہ محمد مرتین فقال مسروق
فدخلت علی عایشۃؓ فقلت ھل رای محمد ربہ فقالت لقد
تکلمت بشئ قف لہ شعری قلت رویدا ثم قراءت لقد
رای من آیات ربہ الکبری فقالت این یذھب بک انما ھو
جبرئیل من اخبرک ان محمدا رای ربہ او کتم شیئا مما امر بہ
او یعلم الخمس التی قال اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث
فقد اعظم الفریۃ ولکن رای جبرئیل ولم یرہ فی صورتہ
الا مرتین عند سدرۃ المنتہی ومرۃ فی جھاد لہ ستمائۃ
جناح قد سد الافق انتہی خلاصہ اُسکا یہ ہے کہ ابن عباس نے ملاقات
کی کعب سے مقام عرفہ مین کعب نے کہا کہ خدا نے اپنے دیدار اور کلام
کو درمیان حضرت محمدؐ و موسےؑ کے تقسیم کیا دو مرتبہ موسے سے کلام
کیا اور دو مرتبہ رسول خداؐ نے خدا کو دیکھا مسروق کہتا ہے کہ مین
عایشہؓ کی خدمت مین گیا اور پوچھا کہ کیا رسول خداؐ نے پروردگار
کو دیکھا تھا عایشہؓ نے کہا تو نے وہ بات پوچھی کہ جس سے میرے رونگٹے
کھڑے ہو گئے راوی نے بعد اُسکے اس آیت کی تلاوت کی لقد رای

من ایات ربه الکبری پس کہا عائشہؓ نے کہ کہان تیرا خیال ہے
وہ جبریل ہین جنکو رسول خداؐ نے دیکھا جسنے تجھے خبر دی کہ پیغمبر خداؐ
نے خدا کو دیکھا اُسنے افتراے عظیم کیا ہی رسول خداؐ نے دو مرتبہ
جبرئیل کو بصورت اصلی دیکھا تھا ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ پر دوسری
مرتبہ جہاد مین کہ اُنکے چھ سو باز و تھے اور صحیح مسلم و صحیح بخاری مین
بھی اسی مضمون کی حدیثین موجود ہین اور شفای قاضی عیاض
مین بھی کچھ تفاوت و تغیر کے ساتھ یہ روایت موجود ہے پس بتصریح
ام المومنین حمیرا ابن عباس اور کعب مرتکب افتراے عظیم ہوے پس
جب ایک روایت مین انکا یہ حال ہوا تو اور روایات اُنکی کب معتمد ہو سکتی
ہین جیسا کہ بغوی نے تقریب مین کہا ہے قال السمعانی من کذب
فی خبر واحد وجب اسقاط ما تقدم حدیثه یعنے کہا سمعانی
نے جو جھوٹھ کہے ایک حدیث مین واجب ہے اسقاط کرنا کل احادیث
کا اُسکے اور سیوطی نے تدریب مین کہا ہے کہ جو جھوٹھ کہے ایک حدیث
مین رد کیجائینگی پہلی کی حدیثین اُسکی اور تاریخ خمیس و مواہب ابن حجر
عسقلانی مین بھی روایت رویت پروردگار جو ابن عباس سے
منقول ہوئی موجود ہے اور اُسکے ساتھ تکذیب ام المومنین بھی
موجود ہے پس روایات و احادیث و تفاسیر جو ابن عباس سے کتب
مخالفین مین منقول ہین بتصریح اُنکے کسی طور سے قابل اعتماد و لائق
استشہاد نہین رہین اور جب ابن عباس کا کہ جو ترجمان قرآن
و اعاظم مفسران صحابہ سے ہین سنیون کے نزدیک یہ حال ہوا تو اور
کون پوچھتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ دو صحابی جو مشاہیر اہل تفسیر سے

شفا صفحہ ۱۲

ف
ابی بن کعب

ہین بعد خلفا کے کسیطرح لائق اعتماد نہین ہین بلکہ ایک کو کافر دوسرے کو فاجر کا خطاب دیا گیا وکفی ذلک لمن القی السمع وھو شھید

اما ابی بن کعب

پس اگرچہ حضرات سنی انکے فضائل ومناقب کا زبانی اقرار کرتے ہین اور الصحابۃ کلھم عدول مین شمار کرتے ہین لیکن خود ہی اُن فضائح و قبائح کی انکی طرف نسبت کرتے ہین کہ جو مشعر انکے جہل وکذب وافترا پر ہے چنانچہ عبارت تحفہ شاہ صاحب سابقا حال ابن مسعودؓ مین گذری کہ عبد اللہ بن مسعود وابی بن کعب بعضی قرات شاذہ در مصحفہای خود نوشتہ بودند حالانکہ بعضی عبارات ادعیہ وقنوت بودند وبعضے عبارات تفسیر الخ اور حال ابن عباس مین بقول ام المومنین افترای عظیم کرنا ابی بن کعب کا رسول خدا پر مذکور ہوا فتذکر اور فصول الاحکام مین ہے روی عن ابن مسعود وابی بن کعب انھما لیستا من القرآن یعنے ابن مسعود وابی بن کعب سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ معوذتین قرآن سے نہین ہے اور منکر ایات قرآن کا حکم سابقا مذکور ہوا اور اُس سے واضح تر یہ ہے کہ جو شفا قاضی عیاض مین ہے قال ابوعثمان بن الحداد جمیع من ینتحل التوحید متفقون علی ان الجحد بحرف من التنزیل کفر اور نیز اُسی شفا مین ہے وقال محمد بن سحنون فیمن قال المعوذتان لیستا من کتاب اللہ یضرب عنقہ الا ان یتوب اور نسیم الریاض شرح شفا عیاض مین ہے وقال ابن مسعود فیما رواہ عبد الرزاق عنہ من کفر بایۃ من القرآن فقد کفر بہ کلہ لانہ تکذیب لقایلھا عزوجل وقال اصبغ بن الفرج

بالجحیم المصری من کذب بالتشدید ببعض القرآن فقد کذب
کلہ ومن کذب کلہ فقد کفر بہ ومن کفر بہ فقد کفر باللہ
سبحانہ یعنے کہا ابو عثمان بن حداد نے کہ کل مسلمان کہ قایل بتوحید
ہین وہ سب متفق ہین کہ انکار ایک حرف کا بھی قرآن سے کفر ہے اور
کہا محمد بن سحون نے کہ جو شخص کہے کہ معوذتین قرآن کا جزء نہین ہے
اُسکا قتل واجب ہے مگر یہ کہ توبہ کرے اور کہا ابن مسعود نے جیساکہ
عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ جو انکار کرے ایک آیہ کا بھی قرآن سے
اُسنے کفر کیا تمام قرآن کے ساتھ کیونکہ یہ تکذیب کرنا ہے قایل عزوجل
کی اور کہا اصبغ بن فریح مصری نے کہ جو تکذیب کرے بعض قرآن کی
اُسنے تکذیب کیا کل قرآن کی اور جسنے تکذیب تمام قرآن کیا اُسنے کفر کیا
ساتھ قرآن کے اور وہ کافر ہوا پس اس سے بھی بخوبی کفر ابی بن کعب کا
اُنکے نزدیک ثابت و ظاہر ہوا اور راد نے فضائل ابی بن کعب سے یہ بھی
کہ معلم خلیفہ ثانی تھے اور ثانی اُنکے روبرو زانوے ادب تہ کیے رہتے
تھے اور بجز آمنا و صدقنا کے کچھ کہہ نہ سکتے تھے اور ذرا مخالفت کیا کہ
ابی نے خلیفہ کے ساتھ پشت کی خبر لی جیساکہ شوکت عمریہ سے سابقاً
مذکور ہوا ۱ مازید بن ثابت پس اگرچہ یہ حضرات سنیہ اقرار
اُنکے فضائل کا زبانی کرتے ہین لیکن اُنکو بھی مضلین و مغوین و
جابرین سے جانتے ہین چنانچہ ابوالحسن مازنی کہ الصحابۃ کلھم
عدول اور بایھم اقتدیتم اھتدیتم سے تھے اور حاضرین عقبہ
وبدر رہے جیساکہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ مین لکھا ہے وہ زید بن ثابت
کاتب قرآن بحکم عثمانؓ کو مضلین و مغوین سے جانتے تھے جیساکہ

ف ۹ زید بن ثابت

استیعاب ابن عبد البر مکی مین ہے ترجمہ ابو الحسن مازنی مین لہ صحبۃ
یقال انہ ممن شہد العقبۃ و بدرا و ابو الحسن المازنی ہو
القایل لزید بن ثابت حسین قال یوم الدار یا معشر الانصار
کونوا انصار اللہ مرتین فقال ابو الحسن واللہ لا نطیعک فنکون
کما قال اللہ تعالی اطعنا سادتنا و کبرائنا فاضلونا سبیلا
انتہی یعنی ابو الحسن مازنی جو حاضرین عقبہ و بدر سے تھے انھون نے
کہا تھا زید بن ثابت کو بروز دار جس روز خلیفہ ثالث قتل ہوے
جب زید نے کہا کہ اے معاشر انصار انصار خدا ہو تو مازنی نے کہا
واللہ ہم کبھی تیری اطاعت نکرینگے کہ ہم بھی ہو جاوین مثل اُنکے جنکے
بارہ مین کہا خدا نے کہ ہمنے اطاعت کیا اپنے سادات و بزرگان کی
پس اُنھون نے ہمکو گمراہ کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ زید بن ثابت
ابو الحسن مازنی کے نزدیک مضلین و مغوین سے تھے اور کفار مین
داخل تھے کہ اُس آیہ کو جو شان مین کفار کے ہے زید کے حق مین تلاوت
کیا اور اس سے لطیف تر یہ ہے کہ بزبانی خلیفہ ثانی جو سینو نکے نزدیک
معصوم ہین جیسا کہ عبد العلی بحر العلوم نے شرح مثنوی مولوی روم
مین نص کیا ہے وہ بھی جور و ظلم زید بن ثابت کے قایل تھے جیسا کہ
محاضرات امام راغب اصفہانی اور کنز العمال ملا علی متقی مین ہے وکان
زید بن ثابت یقضی لعمر بالمدینۃ و تقادم الیہ عمر و ابی فی جد
تنازعاہ فخرج الیہما فقال السلام علیک یا امیر المومنین
ههنا انت توجہت الیمین علی عمر فقال زید لا بی اعف امیر المومنین عن
الیمین فقال لہ عمر ما زلت جائرا منذ الیوم السلام علیک یا امیر المومنین

زید بن ثابت کا مضل و مغوی ہونا

وھھناھھنا داعف امیرالمومنین انتھی یعنی زید بن ثابت از جانب عمر
قضایا فیصل کرتے تھے مدینہ مین ایک روز اُسکے پاس عمر و ابی آے واسطے
رفع ایک نزاع کے کور میان دونون کے تھا پس زید باہر آے اور کہا
السلام علیک یا امیرالمومنین یہان آئی یہان آئی اور صدر
فراش خالی کر دیا بعد اُسکے بقاعدہ قضا قسم و حلف متوجہ ہوئی
عمر کیطرف پس زید نے ابی سے کہا کہ امیرالمومنین کو قسم سے معاف
کردو عمر نے اُسپر کہا کہ تو ہمیشہ جور کرتا رہا آجتک اور بروایت
کنزالعمال کہا عمر نے کہ آج سے اب کبھی زید کیطرف قضایا نہ لیجانا
چاہیئے پس اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مطابق ارشاد خلیفہ ثانی
لاثانی زید بن ثابت حاکم و قاضی جائر تھے اور قاضی جائز کے لیئے
خود ہی روایت کرتے ہین جیسا کہ حافظ عبدالنعیم منذری نے اپنی
کتاب ترغیب و ترہیب مین لکھا ہے عن ابی ھریرۃ قال قال
رسول اللہ اربعۃ یبغضھم اللہ البیاع الحلاف والفقیر
المختال والشیخ الزانی والامام الجائر یعنے کہا ابوہریرہ نے کہ
فرمایا رسولخدا نے خدا چار شخص کو دشمن رکھتا ہے ایک وہ جو کوئی
بیچی تو اُسپر قسم کہاے دوسرے فقیر حیلہ ور تیسرے شیخ زانی چوتھے
امام جائر جو حکم مین جور و ستم کرے اور اس سے زیادہ اعجب و اغرب
یہ ہے کہ کنزالعمال ملا علی متقی مین ہے عن زید بن ثابت عمر بن
الخطاب استاذن علیہ یوما فاذن لہ و راسہ فی ید جاریۃ
ترجلہ فنزع راسہ فقال عمر دعھا ترجلک قال یا امیرالمومنین
لو ارسلت الی جئتک فقال عمر لیس ھو لوحی حتی تزید فیہ

[illegible handwritten marginal note]

او تنقص انما هو شئ نتراءه رايتي ووافقتني تبعته والا لم
يكن عليك شئ فابى زيد فخرج مغضبا انتهى یعنے ایک روز عمر
مکان پر زید کے آے اور بعد اذن کے داخل مکان ہوے اُسوقت
زید کا سر ایک لونڈی کے ہاتھ مین تھا کہ شانہ کر رہی تھی زید نے اپنا سر
اُسکے ہاتھ سے بغرض تعظیم کھینچ لیا عمر نے کہا چھوڑ دو کہ وہ شانہ کرے
زید نے کہا اے امیر المومنین آپنے کیون زحمت فرمائی مجھکو طلب کیا
ہوتا مین خود حاضر ہوتا عمر نے کہا کہ یہ کچھ وحی نہین ہے کہ جسمین اپنے
دل سے کچھ گھٹاؤ بڑھا و کرو ہم ایک مشورہ چاہتے ہین اگر اُس راے
مین شریک ہو تو بہتر والا کچھ حرج نہین ہے زید نے اُس راے سے
انکار کیا عمر وہان سے غضبناک اُٹھ کھڑے ہوے انتہی پس اس سے
بخوبی معلوم ہوا کہ زید بن ثابت کا زیادہ کرنا اور کم کرنا وحی آسمانی
و ایات فرقانی مین خلیفہ ثانی پر ثابت تھا کہ مقام مشورہ مین اُسپر
تعریض کیا اور خلیفہ ثانی یہ وہی ہین جنکو معصوم اور اعدل الاصحاب
عمر بن الخطاب کا یہ حضرات خطاب دیتے ہین پس کافی ہے شہادت
اُنکی فضایل زید بن ثابت کے لیئے اور وثاقت روایت کے لیئے اما
ابو موسیٰ اشعری پس اگرچہ حضرات اہلسنت انکو عالم اصحاب و
اکابر مفسرین سے قرار دیتے ہین حتیٰ کہ انھین کے پوتے پر وتے ابوالحسن
اشعری کے مذہب کو انحضرات نے اختیار کیا اور اُسیکو سنت سنیہ
قرار دیا اور بوجہ کمال اُنس والفت خطاب محمدی یا عمری کو ترک کرکے
فرقہ اشعریہ اپنے کو کہتے ہین جس سے بہت سی بدعتین برپا ہوئین
یہانتک کہ اسیکی بدولت خلافت معاویہ و یزید قائم ہوئی پس گویا کہ

ابو موسیٰ اشعری

وہ حضرت اس فرقہ کے بابا آدم اور ماما حوا قرار پائے لیکن باوجود
ان حقوق کے اُنکے بارہ مین بہی حضرات اہلسنت جو اُنکے سنت پر
قائم ہین کیا کیا معائب وفضایح و قبائح تحریر کرتے بلکہ نفاق وکفر
اُنکا ثابت کرتے ہین چنانچہ ابن عبد البر ملکی اپنی کتاب استیعاب مین
لکھتے ہین فلما دفع اهل الكوفة سعيد بن العاص ولوا اباموسی
وكتبوا الى عثمان يسالونه يوليه فاقربه عثمان على اهل الكوفة
الى ان مات وعزله على عنها فلم يزل واجدا على علی حتی جاء
منه ما قال حذيفة فقد روی فيه لحذيفة كلام كرهت
ذكره والله يغفر له ثم كان من امره يوم الحكمين ما كان
انتہی یعنے بعد سعید بن عاص حسب استدعاے اہل کوفہ عثمان نے
ابو موسیٰ کو حاکم کوفہ مقرر کیا اور حضرت علی نے اُسکو معزول کیا پہر
وہ ہمیشہ حضرت علی پر غضبناک رہا یہانتک کہ ظاہر ہوا اُس سے وہ
امر جسکو روایت کیا تہا حذیفہ صاحب سر رسولخدا واقف اسماء
منافقین نے اور ہم مکروہ جانتے ہین اُس کلام کے نقل کو یہان خدا
مغفرت کرے بعد اُسکے بروز حکمین جو اُس سے سرزد ہوا مشہور
عالم ہے انتہی مخفی نرہے کہ یہ حذیفہ وہ ہین جنکو مخصوص کیا تہا
رسول خدا نے بہ تعلیم اسماء منافقین حتیٰ کہ عمر بھی انسے اپنی منافق
ہونیکو دریافت کیا کرتے تہے کما سیجئی لیکن وہ کلام کہ جسکو عبد البر ملکی
نے بغرض پردہ پوشی مخفی رکہا اور اظہار سے اُسکے کراہت کیا کہ وجہ
اُسکی بجز مشارکت ناصبیت امر دیگر نہین ہے کیونکہ جو قبائح کہ پوشیدہ
رکہی گئے اُسکو اعظم سمجہا اور منحرف ہونا حضرت امیر سے اور غضبناک

ہونا آنحضرت پر جو بتصریح لا یبغضہ الا کافر کے موجب کفر اُسکا
تھا اُسکو بکشادہ پیشانی بقولہ لم یزل واجدا علی علیؑ ذکر کیا اور
اسکو اُس جرم مخفی کے مقابل مین کم سمجھا دلیل ناصبیت مادح وممدوح
ہے بہرکیف گو ابن عبد البر مذکور اور صحابہ کے حالات مین بلا کرابت
راز سربستہ کو فاش کر دیتا ہے مگر یہان بوجہ حق و قرابت خاص اُسکا
اخفا کیا پس وہ راز مخفی یہ ہے کہ جب لوگون نے حذیفہ سے اوصاف
حمیدہ ابوموسیٰ بیان کیا تو حذیفہ نے بجواب اُسکے یہ کہا اما انتم
فتقولون ذلک واما انا فاشہد انہ عدو اللہ ولرسولہ
وحرب لہما فی الحیوۃ الدنیا ویوم الاشہاد یوم لا ینفع
الظالمین معذرتہم ولہم اللعنۃ ولہم سوء الدار کما
نقلہ العلامۃ فی الاستقصاء یعنے تملوگ یہ کہتے ہو اور ہم گواہی
دیتے ہین کہ وہ دشمن خدا و دشمن رسول ہے دنیا و آخرت مین
جسدن نفع نہ دیگی ظالمونکو معذرت اُنکی اور اُنکے واسطے لعنت
خدا ہے اور بد ترین مقام دوزخ مین لیکن مکمل تعداد عشرۂ
مبشرہ مفسرہ عبد اللہ بن زبیر پس حضرات اہلسنت
کو اُنکے فضائل و مناقب مین نہایت غلو ہے چنانچہ خود مخاطب صفحہ
۲۸ مین اسی ضرب منکر کے فرقہ حقہ شیعہ کو بوجہ عداوت زبیر و
اولاد اُسکے ناصبی کہتے ہین اور اُنکو خلفاے راشدین مین شمار کرتے
ہین کہ بعد از پیغمبری اس سے کوئی مرتبہ بالا نہین ہے مگر کچھ فضائل
اُنکے سے بقدر نمونہ از خروارے دیکھے از ہزار یہ ہے کہ بمصداق سے
سالیکہ نکوست از بہارش پیداست ؎ ایام طفلی مین بلقب شیطانی

عبد اللہ بن زبیر عشرۂ مبشرہ

بارشاد خلیفہ ثانی سرفراز ہوے جیسا کہ محاضرات امام راغب اصفہانی
مین ہے مر عمر بصبیان وفیهم عبد الله بن الزبیر فعد الصبیان
ووقف عبد الله بن الزبیر فقال له عمر ولم لم تذهب مع
الصبیان فقال یا امیر المومنین لم اجن علیک فاخافک
ولم یکن بالطریق ضیق فاوسع علیک فقال ای شیطان
یکون ھذا انتہی یعنے عمرؓ کا ایک روز گزر ہوا ایک راہ سے کہ
وہان لڑکے کھیل رہے تھے خلیفہ دوم کی صورت دیکھکر سب لڑکے
بھاگ گئے مگر عبد اللہ بن زبیرؓ جو اُنھین لڑکون مین کھیل رہے
تھے وہین کھڑے رہے عمرؓ نے پوچھا کہ تم کیون نہ بھاگے لڑکون کے
ساتھ تب عبد اللہ بن زبیر نے جواب دیا کہ نہ مینے تمھارا کوئی قصور
کیا تھا جو ڈرتا اور بھاگتا اور نہ راہ آپکی تنگ تھی کہ مین اُسکو
کشادہ و فراخ کر دیتا انتہی سچ کہا سب شیطان تو حضرت خلیفہ ثانی
کے سایہ سے بھاگتے تھے مگر یہ ایسے نڈر جو عمرؓ کو دیکھکے بھی
نہ بھاگے اور جواب و سوال کرنیکو آمادہ و مستعد ہو گئے یہ اول
واقعہ روبروی خلیفہ ثانی ہے دوسرا واقعہ روضۃ الاحباب
مین ہے عائشہؓ در ہودجی کہ بر شتر عسکر نام کہ یعلی بن امیہ بپیشکش
کردہ بود بستہ بودند پیش پیش لشکر میرفت تا رسیدند قریب بطلوع
صبح بر سر چشمہ ای کہ آنرا حواب میگفتند چون شتر عائشہؓ در گزار
آمد سگان آنموضع جمع گشتہ مانند حباب بر سر آن آب بجوش و
خروش آمدند و نباح آغاز کردند عائشہؓ شنید کہ شخصے از دیگرے می پرسید
نام آنکہ خود پرسید کہ چہ آبیست مسئول گفت این آب حواب ست عائشہؓ

گفت باز گردانید مرا پرسیدند این بر گشتن را سبب چیست و مانع او
از راه رفتن کیست جواب سائل چنین گفت من شنیدم از رسول پیغمبر
گویا می بینم زنی از زنان خود را که سگان حواب برو بانگ کنند اے
حمیرا بترسان باش از خدا از انکه آن زن تو باشی مانع من از رفتن
این حدیث مسموع و تهدید و وعید یکه از مضمون آن معلوم میشود
باعث بر داعیه رجوع است پس دران منزل فرود آمدند و چون
آفتاب برآمد عبد اللہ بن زبیر پنجاه مرد از سگان آن موضع نزد عائشہ
آورده تا گواهی دادند که این آب حواب نیست و لشکر از آب حواب
در اول شب گزشت و گویند که این گواهی اول شهادت دروغی بود
که در اسلام بوقوع پیوست و آتش اضطراب عائشه در مراجعت
از ان طریق بگواهی آن فریق فرو نشست و همچنان در صدد رجوع بود
و اضطراب می نمود تا عبد اللہ بن زبیر از آخریات لشکر آواز انداخت
که علی بن ابیطالب با لشکر کثیر از عقب رسید خوف بر عائشہ استیلا یافت
و از طریق برتافته دلیلے را طلبید تا ازو استفساری نماید علی گفت
دلیل از شرمندگی خطاے و غلطی که در تسمیه این آب کرده بود فرار نمود
انتهی اور روضة المناظر و مفتاح النجا مرزا محمد بدخشانی وغیره کتب
معتبره احادیث و سیر و تواریخ مین یه قصه بعینه موجود ہے پس جو
شخص ام المومنین کے سامنے جھوٹی گواہی دے اور مخترع اول اس
سنت سیئہ کا اہلسنت مین ہو وہ کب قابل اسکے ہے کہ اُس سے روایت
حدیث یا تفسیر کیجاوے اور جو شخص بہ شہادت خلیفہ ثانی بے ایمان ہو
اُس سے کب ہدایت ہوسکیگی بجز ضلالت و گمراہی کے مقام انصاف ہے

این اول شهادت دروغ
بود در اسلام

کہ ایسے شخص کی روایت کب صحیح ہو سکتی ہے جو شیطان اور موجد سنت گواہی دروغ ہو اور محرک قوی ام المنین کا واسطہ جنگ کرنیکے نفس رسول سے ہو جو مصداق لحمک لحمی و دمک دمی و حربک حربی ہے اور خلیفہ رسول پہ باغی و خارجی ہو اور ناکث بیعت و ناقض عہد ہو اور یہ حالات جو یہان مذکور ہوے ایک شمہ بلکہ ایک قطرہ ہے اُنکے بحر ذخار فضایح و آثار سے مثل اسکے کہ ایذا دینا ابن عباس کو اور اُنکو شہر بدر کرنا طرف طائف کے اور اشعار کہنا ابن عباس کا اسکے بارے مین اور اسیطرح جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو ایذا دینا ابن زبیر کا اور آگ سلگانا واسطے جلانے اُس برگزیدہ باریکے اور جناب امام حسینؑ کی شہادت پر خوش ہونا اور مکہ معظمہ سے کربلا کو طرف جانے پر مسرور ہونا اور ترک سلام و کلام کرنا ام المومنین عائشہ کا جو خالہ اور مربیہ بلکہ مادر حقیقی تھین جو کتب سیر و تواریخ و احادیث مین بتصریح مذکور ہے اگر کسی شخص کو کمال محبت و خیال عظمت محرک ہو تو تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن جوزی اور اسد الغابۃ اور اتحاف الوری و تاریخ الخلفا و مفتاح النجا و استیعاب و تمہید وغیرہ کو ملاحظہ کرے تاکہ تسکین خاطر علیل ہو پس یہ حالات تھے مفسرین مذہب اہلسنت کے جو اعاظم اصحاب رسالتماب اور کلہم عدول سے ہین اور تفسیر قرآنی جسپر مدار شریعت و عبور دریاے نجاۃ محول ہے اور بتصریح سیوطی اکثر احکام و تفاسیر انہیں سے منقول و ماخوذ ہین باقی جو النادر کالمعدوم ہین اور انکو سیوطی نے اتقان مین ناقلان اخبار فتن و نار وغیرہ سے شمار کیا ہے نہ حاملان آثار احکام و اعمال سے

قرار دیا ہے وھذہ عبارتہ وقد ورد عن جماعۃ من الصحابۃ غیر ھولاء الیسیر من التفسیر کانس وابی ھریرۃ وابن عمر وجابر وابی موسی الاشعری وورد عن عبداللہ بن عمرو والعاص اشیاء تتعلق بالقصص واخبار الفتن والاخرۃ وما اشبھھا بانیکون مما یحملہ عن اھل الکتاب الخ یعنے بتحقیق وارد ہوئی ہے تھوڑی تفسیر بعض صحابہ سے سوائے اُنلوگونکے جو مذکور ہوئے مثل انسؓ بن مالک وابوھریرہ وابن عمر وجابر وابی موسیٰ اشعری کے اور عبداللہ بن عمرو عاص سے کچھ خبرین جو متعلق لقصص واخبار فتن وآخرت وامثال اسکے ہین جو اہل کتاب سے ماخوذ ہین پس اب مخفی نرہے کہ یہ اشخاص مفسرین مذکورین آخرین مفسرین سابقین سے بمدارج رتبہ عالیہ مین کم اور فضائل وقبایح مین بڑھے ہوئے ہین جیساکہ کتب معتبرہ اہلسنت سے بخوبی ظاہر ہے کہ بخوف طول بیان تفصیل انکا فضول سمجھا گیا اما بالاجمال پس انس وہ بزرگ ہین کہ جو بسبب عداوت وکتمان شہادت کے جناب امیر نے اُسکے واسطے بد دعا کیا تھا کہ وہ مبروص ہو گیا اور تارک صلوٰۃ وصوم تھا اور یہ وہی بزرگ ہین کہ جنکے بارہ مین سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ کیا حقوق رسول خدا کے انس پر ایسے نہ تھے کہ ابن زیاد کو منع کرتا چوب لگانے سے دندان مبارک پر جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کی جیساکہ زید بن ارقم نے منع کیا اور اس فعل قبیح پر انکار کیا کما ہو مذکور فے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری اور کافی ہی انکے اور ابوہریرہ کے تقیصا[illegible] کے لیے قول امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کا جیساکہ ابن تیمیہ ثانی

و بہ صحابی بنص [illegible] اخبار فتن وغیرہ [illegible]

و بر انس بن مالک

صفحہ ۱۸ — ۱۹ منتہی الکلام مسلک اول

امام اعظم سنی امام المتکلمین مخاطب حیدر علی کفش دوز فیض آبادی
منتہی الکلام مین لکھتے ہین منجملہ اقوال ابوحنیفہ کے وکذلک کنت
ادع رائی لرای عثمان وعلی وسایر الصحابۃ ماعدا ابوھریرۃ
و انس بن مالک وسمرۃ بن جندب یعنے کہا ابوحنیفہ نے کہ ہم
کل صحابہ کی راے پر عمل کرینگے اور تقلید کرینگے مگر تین آدمی انس
بن مالک اور ابوہریرۃ اور سمرۃ بن جندب کی تقلید نکرینگے اور
اسیطرح اسکا عمامہ حریر پہننا طبقات ابن سعد وغیرہ مین موجود

ابو ہریرہ

ہے لیکن ابوہریرہ پس علت ترک امام اعظم مین وہ بھی مثل انس
کے مبتلا ہین کہا امرا ور کذب وافترا پردازی اسکی ایسی تہی کہ چارسو
درہم لیکر چارسو حدیث وضعی بنایا اور خلیفہ ثانی نے آخر اسکو
رسول خدا سے روایت کرنیکو منع کیا اور کہا کہ اگر باز نہ آئیگا تو
کوہ دوس کیطرف شہر بدر کرینگے اور عدو اللہ وعدو رسول اسکو
کہتے ہین اور خود ام المومنین اسکو جہوٹھا وکاذب کہتی تہین جیسا
کہ تاریخ خمیس ومجمع البحار وفایق زمخشری وکنز العمال وغیرہ مین

صفحہ ۱۹۷ ازالۃ الخفا

موجود ہے اور ازالۃ الخفا مین بہی کچھ اشارۃً وکنایۃً مذکور ہے
اور اسیطرح شطرنج بازی ابوہریرہ کی حیوۃ الحیوان اور نہایہ
ابن اثیر جزری مین مسطور ہے من شاء الاطلاع فلیرجع الیھا
لیکن خلیفہ زادہ خلاصہ خلافت مآب عبداللہ بن عمر بن خطاب
پس گو علامہ سیوطی نے انکو باوصف قلت روایت ساقط الاعتبار
راوی قصص واخبار کہا ہے مگر تمامی اوصاف کا انکے ایک شمہ یہی
کہ جناب امیر کی بیعت نہ کیا باوصف بیعت تمامی مہاجر وانصار کے

اور نہ کبھی آنحضرت کو خلفاے راشد یا غیر راشد مین شمار کیا بلکہ بحیلہ
پدری فکر قتل حضرت کیا اور باوصف اجماع و اتفاق مہاجر و انصار
حضرت سے مستدعی خلع خلافت ہوسے کہ جناب امیر نے بجواب اسکے
قم عینی یا احمق کہا بخلاف اُسکے معاویہ کی بیعت بکشادہ پیشانی اختیار
کیا باوصفیکہ شاہ صاحب بھی اُسکو باغی مکار شمار کرتے ہین اور بیعت
یزید بکمال مسرت و شادمانی کیا اور لکھ بھیجا بلکہ لوگونکو بھی اُسکی بیعت
پر ورغلانا اور جن لوگون نے مدینہ مین خلع یزید چاہا اُنپر تلوار
نکالنے کا ارادہ کیا جیساکہ صحیح بخاری و صحاح ستہ مین موجود ہے
اور فاضل رشید و کفش دوز لبصارۃ و ازالۃ مین مصرح ہے اور
کیونکر ایسا نہوتا کہ الولد سر لابیہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند امتثال
وصیت پدری کیونکر نہ کرتے کہ موسس اساس اس خلافت باطل
کے وہی حضرت تھے کما لا یخفی لیکن عبداللہ بن عمرو عاص پس نطفہ
کسکا تھا ۵ اصل بد از خطا خطا نکند عمرو عاص کے حالات اظہر من
الشمس ہین از اینجا ست کہ سیوطی نے اُنکو ناقل از اہل کتاب کہا
کما مر اور جنگ صفین مین حسب فرمان پدر والا شان اپنی جناب امیر
سے آمادہ جنگ و پیکار تھے جیساکہ مستدرک حاکم وغیرہ مین مسطور اور
کتب سیر مین مشہور ہے بہرحال جب جملہ اصحاب کرام مفسرین حضرات اہلسنۃ
کی خواہ مرویات اُنکے قلیل ہون یا کثیر یہ حالت بیان ہوئی کہ کوئی کافر
تھا کوئی فاجر کوئی جاہل کوئی ناصبی کوئی خارجی کوئی فاسق کوئی لابس
حریر کوئی قمار باز کوئی شطرنج باز کوئی تارک صلوۃ کوئی مفطر صوم
کوئی مقصر نماز پس اُنکی روایات و تفسیرات پر کیونکر مدار ہوسکتا ہے

عبداللہ بن عمرو عاص

پس یہ کہنا مخاطب کا کہ شریعت دریاے بے پایان ہے عبور اسکا بغیر
اتباع قرآن بہ تفاسیر محققہ اصحاب عظام خارج از امکان ہی سراسر
تحقیق حمایہ ہے اما اولا اصل تفسیری انکے یہان ثابت نہین ہے اور
سراپا روایات مکذوبہ و اخبار اہل کتاب سے مملو ہے کما مرثانیا
ایسے صحابہ عدول کی تحقیقات کیوجہ سے اور بھی ساقط الاعتبار
و بیکار ہوگئے پس پل اتباع قرآن کا جو مبنی بر تفسیر محقق اصحاب
تھا بالکلیہ منہدم الآثار ہوگیا اور عبور بحر ذخار بغیر پل لامحالہ محال
و دشوار ہوگیا کہ شکل اول بدیہی الانتاج اسطرح اسکا نتیجہ حاصل
ہوا کہ عبور بحر شریعت مذہب اہلسنت موقوف ہے اتباع قرآن علی
تفاسیر صحابہ پر اور کل اتباع قرآن بتفاسیر صحابہ مذکورہ انکے یہان غیر
ثابت و باطل ہے پس عبور دریاے شریعت مذہب اہلسنت مین
غیر ثابت و باطل و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ
وھو فی الاخرۃ من الخاسرین تاسعا قولہ اہلبیتہ الکرام
پس باوصف تقدم واقعی و حقیقی و تقدم ذکر بحدیث سفینۂ نوح
ذیل ذکر دریاے بے پایان مین کشتی و کشتیبان کو موخر کرنا ان
جانوران دریائی سے خلاف عقل اور نقل بلکہ بے تمیزی کا طوفان ہے
عاشرا گویہ قول مخاطب کا استطرادا صرف بغرض رعایت زبانی
حدیث تمسک کیواسطے خلاف حکم خلیفہ ثانی لایا گیا ہے والا انکو
اہلبیت کرام سے کیا واسطہ کیونکہ افضل اہلبیت طاہرین جناب
امیر المومنین علیہ السلام جو جامع شرف صحابیت و عترت ہلین
بقول ابن تیمیہ و بخاری و ذہبی و شاہ ولی اللہ وغیرہم آنحضرت

علیہ السلام سے کوئی قول در بارۂ تفسیر صحیح نہیں ہے بلکہ جس قول
کی نسبت آنحضرت کیطرف اس بارہ مین ہے وہ سب کذب موضوع
و باطل غیر مسموع ہے کما مرّ پس جب انا مدینۃ العلم و علی بابھا
جسکی شان مین ہو اور اقضاکم علی جسکے بیان مین اُسکی یہ نسبت
اہلسنت کا یہ خیال ہے تو دیگر حضرات اہلبیت طاہرین علیہم السلام
کے بہ نسبت کیا حال ہوگا ازانیجا است کہ حضرات اہلبیت طاہرین
متروک الروایتہ بلکہ مجاہیل و ضعفا مین بقول ذہبی و عقیلی و
حمیدی وغیرہ شمار کیئے جاتے ہین جیسا کہ سابقا مذکور ہوا اور بقول ابن
تیمیہ جناب امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام
کو واجب تھا کہ بخاری و طبری وغیرہ سے استفادہ کرتے اور مسائل
حلال و حرام اخذ کرتے جیسا کہ مابعد اسکے انشاء اللہ مذکور ہوگا پس جب
تفسیر آنحضرات اہلبیت سے بھی نزد حضرات اہلسنت صحیح نہوئی کہ یہہ
دوسرا مدار اتباع قرآن تھا بقول مخاطب تو اصل اتباع قرآن سے
النسے بالکلیہ مفقود ہوا اور بغیر اتباع قرآن کے عبور شریعت کو خود
مخاطب نے غیر ممکن کہا ہے فصدق فیھم قول ربی و رب العالمین
انہ لمن المغرقین لیکن ہملوگ الحق کے عبور کے لیئے اس دریاے
ناپیدا کنار شریعت سے خود رسول مقبول نے مماثل سفینہ نوح
اہلبیت اطہار کو کشتی نجات قرار دیا ہے کہ من رکبھا نجی و من
تخلف عنھا غرق و ھوی فنحن راکبی ھذہ السفینۃ لھدا ہم
نھتدی و بھم نتولا و من اعدائھم نتبرء فی الدنیا و الاخرۃ
قولہ فتبین بھذا قول نفس الامر افضل المرسلین کے رؤف

در رحیم ہو تمہین کسی کو عذر ہے نہ گفتگو اور نہ نزول مین اس آیہ
کے شان آنحضرت مین کلام ہے گو آپکے اصول موضوعہ کے مطابق
خدا پر یہ کوئی امر لازم نہین ہے لیکن مخاطب نے تحفہ مین رسول اللہ
سے جیسا وہان رسول خدا پر افترا و اتہام کیا تھا ویسا ہی قولہ فتبیرؔ
سے یہان خداوند علام پر اتہام کیا فللہ در من قال ؎ ما نجی
اللہ والرسول معا ؛ من لسان الوری فکیف انا ؛ نہین
معلوم یہان کونسا ایسا بیان رسول منان کے بارہین مخاطب نے
ذکر کیا ہے جو سبب نزول آیہ بالمومنین رؤف رحیم کا قرار پائے
جس سے وجہ رافت ورحمت آنحضرتؐ کا ہونا یہان متبین ہوجائے
اور یون آیات واحادیث کے نقل کا آپکو اختیار ہے کہ بلا ربط وبمحل
نقل کیئے جاؤ اور حافظ ونقال کہلائیے قولہ وجعلہ اللہ سراجا منیرا
الخ اقول اولا آنحضرت کے سراج منیر ونور مبین ہونے مین فے
نفس الامر کسی کو کلام نہین ہے اور یہ عین عقیدۂ حقہ فرقہ شیعہ اثنا
عشریہ ہے لیکن مخاطب نے یہان سے ناصبیت کی پھر ابتدا اور
قول خدا ورسول مین جعل بنانیکی بنا شروع کی تا مقداران امامت کی
اہلبیت رسالت سے حق تلفی کرے اور حرمان حق سے انحضرات کی
اپنے مرض خارجیت کی تسلی وتشفی کرے ثانیا نزد ارباب بصیرت و
عرفان کالشمس فے اللمعان واضح وعیان ہی کہ اگر حضرت نبوی
امام کافی ہر زمانہ کے لیئے ہوتے تو ہرگز اپنے قرب وفات مین یون
نہ فرماتے کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین
احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ وعترتی فنظروا کیف تخلفونی

فیہما فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض الخ یعنے گویا مجھکو دعوت الٰہی پونہچی اور مینے اجابت کیا مین تم مین دو ثقل چھوڑتا ہون کتاب خدا و عترت اپنی الخ کہ جس سے معلوم ہوا حضرت نے اپنے قرب وفات مین یہ وصیت فرمائی اور حکم بہ تمسک ثقلین فرمایا کہ بعد میرے اب یہی تم لوگونکے ہادی و راہ نما ہین اور اگر بعد حضرت کے کیسکی ضرورت امت کو نہ ہوتی تو ہرگز من مات ولم یعرف امام زمانہ ارشاد نکرتے اسیطرح اگر قرآن صامت امام و ہادی بالاستقلال ہوتا تو کیون اہلبیت کو قرآن کے ساتھ منضم فرماتے یہ باتین تو ادنےٰ اہل فہم بھی سمجھ سکتا ہے کہ قرآن اپنے معنے آپ نہین بتلا سکتا اختلافات امت کو دفع نہین کرسکتا ہے گو ہر زمانہ مین موجود ہے پس لامحالہ اہلبیت کا بھی ہر زمانہ مین ساتھ قرآن کے موجود رہنا ضرور ہے از ینجا است کہ تمامی اہلحق و بعض مخالفین بھی اسکے قائل ہین کہ ہر زمانہ مین اہلبیت سے کسیکا جو قابل تمسک و ہدایت ہو موجود رہنا ضرور ہے ورنہ موجب ضلالت ہوگا تاآنکہ حضرات اہلسنت عموماً اور مخاطب خصوصاً بالکلیہ امام سے جاہل و غافل ہین صرف وقت دار و گیر اہلحق اپنی طبیعت سے کسی نہ کیسکو بلاتحقیق و تدبر بتا دیتے ہین کہ یا رسول ہی یا خلفا یا قرآن چنانچہ یہان سے مخاطب کو وہی مرض دوری شروع ہوا کہ کہا فصار لنا امامین کہ مین ہوگئے ہمارے واسطے دو امام یعنے کتاب خدا و منابعہ رسالتمآب حالانکہ مخاطب نے یہان اپنے پس و پیش کا کچھ خیال نہ کیا کہ یہ تفریع پر تفریع ہے متفرع علیہ کی نہ کہین تشریح ہے نہ تصریح بہرکیف یہانتک

انکو دوسرا دورہ یہ شروع ہوا کہ پہلے دو امام بتائے بعد اُسکے دو ہی سطر بعد مسئلہ وحدت وجود دونون امام کو ایک امام بتایا اور پھر صفحہ ۹۶ مین بتقریب یہ تجویز کی کہ اس زمانہ مین کتاب خدا و سنت رسول سے زیادہ کسیکو استحقاق امامت نہین ہے اور صفحہ ۹۱ مین یہ حذاقت ظاہر کی کہ جاننا چاہیئے مذہب اہل سنت والجماعتہ مین ایک مسلمان عاقل بالغ آزاد قرشی صاحب شوکت کو جو حوزہ اسلام کو دست تعدی کفار سے نگاہ رکھ سکے و حدود احکام جاری کر سکے و حق مظلوم کا ظالم سے دلانے پر قادر ہو وسبکے نزدیک ظاہر ہو امام بنام مسلمانون پر واجب ہے انتہیٰ یہان پر دونون کو چھوڑ تیسرے پر ہاتھ ڈالا کہ عاقل منصف بعد ملاحظہ جمیع اقوال مذکورہ کے بے تامل یہ حکم لگا دیگا کہ یہ فرقہ سنیہ ابھی تک امام بحق کو نہین پہچانتا اور کوئی حکم رسول کو نہین مانتا اور اما مین یعنے قرآن و رسول مین شروط مجموعی امام مصنوعی مطابق انھین کے بیان کے مفقود ہین رابعًا بقول شخصے ایک نشد دو شد بلکہ سہ شد امر اعتقادی مین ایسا بھول بھولیان اور گورکھ دھندا ریکی کھیل کبھی ایک کبھی دو بتانا برگشت معرفت نہین ہوسکتا فتامل و لا تکن من الجاہلین خامسًا کمال حیرت ہی کہ یہان مخاطب نے اپنے اور اماموں کو ہوا یا خلفاے دوازدہ گانہ آیمہ اربعہ ابوحنیفہ و شافعی و حنبل و مالک کا مطلقًا ذکر نہ کیا شاید اُنکو امامت سے معزول کیا حالانکہ فسق و فجور سے بھی انکے یہان امام معزول نہین ہوسکتا سادسًا یہ امر استفسار طلب ہے کہ یہ دونون امام جو یہان مذکور ہوسے

صہ ۹۶ ضرب منکر
صہ ۹۱ ضرب منکر

آنکی امامت از خود بودگی جیسا سیاق فصارا سے ظاہر ہے اور ومذہب کے موافق ہی یا کوئی انکا امام بنانیوالا بھی ہے اگر ہے تو وہ خدا ہی یا آدمی اگر خدا ہے تو خلاف مذہب سنیہ ہوتا ہے اور اگر آدمی ہے تو اسکا بیان لازم تھا فتامل و تعقل قولہ فی کل حین اھ ان اقول اولاً امامت بالمعنے اللغوی ومرادف نبوت ورسالت آنحضرت کی ابتدائے خلقت نور سے تا قیام قیامت مسلم ہے اور قبل از بعثت بلکہ قبل از ولادت حتی کہ زمانہ انبیاء سابقین مین متیقن ومتحتم ہے اسمین کسیکو کلام نہین اور نہ بحث اس سے فیما نحن فیہ مین متعلق ہے لیکن امامت اصطلاحی متکلمین جسمین بحث ہے من الابد الی الازل کبھی نہین حاصل تھی نہ ہے بالخصوص بنا بر اصول موضوعہ سنیہ کے والا تناقض صریح وتہافت قبیح لازم آتا ہی درمیان امامت آنحضرت وحدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ الحدیث کے کیونکہ جب حضرت ہی امام ہر زمانہ کے ہین تو مقید کرنا بزمانہ لغو محض ہوتا ہے واللغو فی کلام الحکیم محال اور اسیطرح یہ حث وترغیب بمتابعت اہلبیت و حکم بتمسک ثقلین ونصب جناب امیر بروز خم غدیر بلا و امامت بالکلیہ عبث وبیکار ہوجاتا ہے اور اسیطرح ثلثہ کی بیعت وجانکاہی نصب خلیفہ مین لقش برآب وفعل عبث ہوا جاتا ہے جن امور سے حاجت امام کے باقی رہنے کی کالشمس فی رابعۃ النہار واضح وآشکار ہے ولہ کی مزید التحقیق فیہ فیما بعد فانتظرہ ثانیاً بعینہ یہی کلام اور یہی بحث امامت قرآن مین بھی جاری ہے کہ مابعد باصرح عنوان مذکور ہوا فتامل ثالثاً اس سے بطلان آپکے

نہ منۂ ثلثہ وغیرہم کی مخالفت کا لازم آتا ہے رابعاً مشمولین لنا کافے
کل مین د آوان باقی رہنا خارج از امکان ہے پس یہ قول قابل
کی خباوت کا نشان ہے فتعقل ولا تغفل قولہ نبی آخر الزمان
اقول یہ بھی خلاف معتقد عموم حضرات سنیہ ہے کیونکہ وہ کسی نہ کسی
نوع سے نبوت عمرؓ کے قائل ہین گو بجملہ شرطیہ ہی سہی قولہ موقوفة
ومقید تا بزمان دون زمان اقول اولاً یہ قول آپکے اُس قول
سے منتقض ہے جو مابعد کہا کہ اس زمانہ مین کتاب خدا وسنت
رسول سے زیادہ کیسیکو استحقاق امامت نہین ہے کیونکہ سنت
رسول عین رسول نہین ہے ثانیاً قول مابعد سے آپنے ہدایت کو مقید
کردیا اور کہا بل ہے الآن کما کانت من وقت البعث یعنے وہ
ہدایت اسوقت ویسی ہے جیسی وقت بعثت سے تھی پس اس سے
معلوم ہوا کہ آپنے ہدایت کو مقید ساتھ زمان بعثت کے ابتدا سے
کیا پس اس سے تقیید زمانہ معلوم ہوا اور مقید مطلق کا نقیض
صریح ہے اور ایسا تناقض بیشک قبیح ہے قولہ دکتابہ آخرہ
انزلت اقول انزلت کی ضمیر راجع طرف کتاب کے ہے جو زبان
عرب مین بتذکیر مستعمل ہے جیسا کہ قولہ تعالےٰ ذلك الكتاب لا ريب
فيه الآية شاہد عدل موجود ہے وجہ تانیث بجزام المومنین کی
محبت کے و مدخولیت تحت ویسمون الملائکة تسمية الانثى کے معلوم
نہین ہوتی قولہ من وقت البعث اقول بھی اس قید من وقت
البعث نے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک قبل بعثت سے نہ حضرؐ
کی نبوت ثابت ہے نہ ہدایت حالانکہ یہ ادعا آپکا محض کفر ہے

صـــ ۹۶
ضرب منکر

جیسا کہ آپکے علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ مین لکھا ہے فتکون
نبوته ورسالته عامة لجمیع الخلق من زمن آدم الی
یوم القیامة وتکون الانبیاء وامعهم کلهم من امته الخ
یعنے پس نبوت ورسالت آنحضرت کی عام ہے جمیع خلق کے لیئے
زمانۂ آدمؑ سے روز قیامت تک اور تمامی انبیا وامتین اُنکی امت
سے آنحضرت علیہ السلام کے ہونگے اور اگر یہ خیال ہو کہ حقیقۃ
آنحضرت ابتداسے نبی نہ تھے بلکہ مقصود حضرت حدیث کنت نبیا الخ
سے علم باری ہے ساتھ نبوت آنحضرت کے تو خود سیوطی نے اسکو
باطل کیا ہے جیسا کہ کہا وان من فسرہ بعلم اللہ بانه سیصیر
نبیا لم یصل الی هذا المعنی الخ یعنے جسنے یہ معنے سمجھا ہے وہ اصل
مطلب حدیث کو نہ پہونچا ہے پس اب اپنے مقید کرنیکو بعد اطلاق
غور فرمائی اور علت تناقص وجہالت کو دفع کیجئے قوله ولما کانت
الهدایة اقول یہ قول بھی محض غلط وتہمت بحت ہے ورنہ ارتکاب
فعل عبث رب الارباب پر لازم آتا ہے اور فرمان رسول منان
دربارۂ تمسک ثقلین ومتابعت اہلبیت طاہرین لغو ہوتا ہے فتامل
قوله فهما الامام لا الامامان اقول اولاً اگر مخاطب متمسک بثقلین
ہوتا اور امامت اہلبیت طاہرین کا معتقد ہوتا تو ہرگز مبتلا سے
عذاب تاویلات رکیکہ فضیحہ جو موجب ضلالت ہی نہوتا ثانیاً یہ صریح
مخالفت رسول ثقلین ہے کہ آنحضرتؐ ثقلین کو دو قرار دین
اور آپ برخلاف اُس حکم محکم کے امامت اہلبیت طاہرین کی جو
احد الثقلین ہین منکر ہو کر بغرض غریب دہی رسول مقبول کے

خصائص کبریٰ صـ ۳

خصائص صـ ۳

امامت کے قایل ہون ثالثاً یہ بہی مخالفت صریح ہی کہ جناب مسالتماب وکتاب رب الارباب کو بمسئلۂ وحدت وجود ایک کیئے دیتے ہین راکیما اگر آپ اس مخالفت رسول کو ترک کرکے راہ حق اختیار کیجیئے اور مثل اہلحق فرقۂ شیعہ قایل ہوجائیے کہ امام ہر زمانہ کے دو ہین ایک ناطق دوسرا صامت جیساکہ رسولخدا نے انہین دونون کے تمسک کا حکم فرمایا ہے پس چونکہ دونون ایک دوسرے سے قیامت تک جدا نہونگے تو کہہ سکتے کہ وہ دونون ایک ہین جو منشاء اتحاد ہے خامساً جہالت مخاطب قابل تماشا ہے کہ ہنوز ان حضرت کو عبارت لکھنے اور سمجھنے کا بہی وقوت نہین ہوا خود ہی تو تحقیق امام مین امام کے لفظ کو جمع بہی لکہا اور پہر یہان فہما الامام بہی کہا نہین معلوم یہان اس لفظ امام کو جمع قرار دیا یا واحد اگر اول ہے تو معنے یہ ہوئے کہ وہ دونون امام بہت سے امام ہوگئے وھو اولا خلاف السیاق والسیاق کما یدل علیہ قولہ ولما کانت الھدایۃ واحدۃ الخ وثانیاً معدلک جمع کا تثنیہ بنانا کب جائز ہے ومن ادعی فعلیہ البیان اور اگر واحد قرار دیا ہی تو باوصف تناقض وتہافت کوئی علامت وحدت بہی موجود نہین ہی جو تعین ارادہ پر دال ہو خامل قولہ امام الانبیاء والمرسلین اقول امام انبیاء ومرسلین ہونے مین انحضرت کے بمعنے لغوی جیساکہ قرآن مجید مین آیا ہے کسیکو عذر نہین ہے بلکہ عین عقیدۂ فرقۂ اہلحق ہے کما مر اور بمعنے اصطلاحی متکلمین حسب تصریح مخاطب جو مبحوث عنہ ہے کلام سابق موجود والا مطابقت اسکی جو آپنے صفحہ ۹۲ مین کہا

صـ ۹۱
ضرب منکر

صـ ۹۲
ضرب منکر

ہے ضرور ہے کہ آخر اسکا یہ ہے امام بنانا مسلمانون پر واجب ہی
واذ لا خلا اور غرض آپکی اس تمہید سے یہی ہے ولا نجیق المکر السیئ
الا باھلہ قولہ فقال کنت نبیا اقول اولاً گو معنے اس حدیث
کے صحیح ہین اور دوسرے الفاظ سے وارد ہے مثل وآدم بین الروح
والجسد یا وان آدم لمنجدل فی طینتہ وغیر ذلک مگر جن الفاظ سے
مخاطب نے یہان ذکر کیا ہے اور حتماً وجزماً نسبت اسکی طرف جناب
رسالتمآب کی کیا ہے اسکا وجود اہل وقوف کے نزدیک نہین ہے
اور حفاظ ومنقدین اخبار اسکے عدم وجود کے قائل ہین جیسا کہ
مواہب لدنیہ قسطلانی مین ہے واما ما اشتہر علی الالسنۃ
بلفظ کنت نبیا وادم بین الماء والطین فقال شیخنا الحافظ
ابوالخیر السخاوی فی کتابہ المقاصد الحسنۃ لم نقف علیہ
بھذا اللفظ انتہی اور تاریخ خمیس مین ہے واما ما اشتہر
علی الالسنۃ بلفظ کنت نبیا وادم بین الماء والطین فقال
الشیخ الحافظ ابوالخیر السخاوی لم نقف علیہ بھذا اللفظ
اور نور مسافر شیخ عبد القادر مین ہے وخبر کنت نبیا وآدم
بین الماء والطین قال بعض الحفاظ لم نقف علیہ بھذا اللفظ
پس ہرگاہ ایسے ایسے حفاظ اور ناقدین اخبار کو وقوف اس
حدیث پر باین الفاظ نہو تو مخاطب کو جو بیوقوفی وجہالت مجسم
ہین کیونکر وقوف ہوا جو حتماً وجزماً اس حدیث کی نسبت آنحضرت
کیطرف کیا اور متعمد کذب مین داخل ہوئے ثانیاً یہ دوسری
بیوقوفی ہے جو اس حدیث سے مخاطب امامت آنحضرتؐ بالمعنے

الاصطلاحی ثابت کرتے ہین والکلام فیہ ثالثاً سفاہت وجہالت
کا مخاطب کے یہ بھی ایک نمونہ ظاہر ہے کہ پہلے تو مدعی نبوت آنحضرتؐ
وقت بعثت سے ہوے اور یہان مخالف اپنے دعوی کے یہ دلیل
پیش کیا جو عین دلیل خیط الحواسی ہے من چہ می سرایم طنبورہ من
چہ می سراید ر اگیا اُس حدیث شریف نبوی مشہور کو جس سے امامت
جناب امیر علیہ السلام کی مثل نبوت جناب رسالتمآب کے قبل خلقت
حضرت آدم سے ثابت وواضح ہے مثل اسی حدیث کے ترک کرنا
دلیل ناصبیت وخارجیت منکر ہے کہ امامت جناب امیر کا منکر ہے
چنانچہ کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی مین ہے جو مشائخ اجازہ
شاہ صاحب سے ہین اور فاضل رشید اسی مودۃ القربے پر فخر و
مباہات کرتے ہین اور کتاب فردوس شیرویہ اور روضتہ
الفردوس ہمدانی اور تفسیر حاجی عبدالوہاب مین ہے واللفظ
للاول عن حذیفۃ رض قال قال رسول اللہ لو علم الناس
متی سمی علی امیر المومنین ما انکروا فضلہ سمی امیر المومنین
وآدم بین الروح والجسد اور نیز اُسی کتاب مودۃ القربے
مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قیل یا رسول اللہ متی وجبت
لک النبوۃ قال قبل ان یخلق اللہ آدم وینفخ الروح فیہ
وقال اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم
واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالت الملائکۃ بلی
فقال انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم انتہی یعنے فرمایا
رسول خدا نے کہ اگر لوگ جانین کب سے علی کا نام امیر المومنین ہوا

تو کوئی اُنکے فضل کا انکار نکریگا علے اُسوقت سے امیرالمومنین ہین
کہ آدم درمیان روح و جسد کے تھے اور پیدا انہوے تھے اور
ابوہریرہ سے منقول ہے کسی نے رسول خدا سے پوچھا کب سے
آپکی نبوت واجب ہوئی آنحضرت نے فرمایا آدم کی خلقت سے قبل
روز الست سے کہ پروردگار عالم نے فرشتون سے فرمایا مین تم
سبھونکا رب ہون اور محمدؐ نبی اور علی امیر تملوگونکے انتہی پس جسطرح
منکر نے جناب رسالتمآبؐ کے امام انبیا و مرسلین ہونیکو حدیث کنت سے
بیان کیا اُسیطرح اس حدیث شریف سے جناب امیرالمومنین کا
امام الانبیا والمرسلین ہونا ثابت ہی والحمد للہ علی ذالک حمدا
کثیرا والشکر له شکرا جزیلا فتامل ولا تکن من الغافلین
قوله و علی اله اقول اولاً یہان بہی ناصبیت مخاطب کی ظاہر ہی
اسلیے کہ کتب اہلسنت مین بہی یہ حدیث مذکور ہی کما فی التعلیق العجیب
للفاضل المعاصر عبد الحیٔ قال رسول اللهؐ من فصل بینی
وبین الی العلی لم ینل شفاعتی یعنے جو فصل کرے درمیان میرے
آل کے بحرف علی وہ میری شفاعت سے محروم ہے فصدق
قول القایل ؎ اترجو امة قتلت حسینا شفاعة جده یوم الحساب
ثانیا بوجہ انکار اس حدیث شریف کے یا غیر صحیح جاننے اُسکے
کفر یا فسق بہی ظاہر ہے جیسا کہ ملک العلما دولت آبادی نے کہا
کہ جو انکار کرے خبر واحد کا اور کہے کہ حجة نہین ہے وہ کافر ہوگا
اور اگر کہے کہ یہ حدیث غیر صحیح ہے تو فاسق ہوگا کما مر ثالثا تقدیم
آلہ کی صحابہ پر خلاف عقائد سنیہ ہے کما مر رابعا جب علماے

تعلیق العجیب صفحہ ۱۵

اہلسنت صلوۃ وسلام کو سوائے حضرت رسول خدا کے دوسرے پر
جائز نہین جانتے جیسا کہ قاضی عیاض نے کہا ہے اور فخر الدین
رازی نے کہا ہے ان اصحابنا یمنعون من صلوۃ اللہ وعلیہ
السلام الا فی حق الرسول انتہی یعنے اصحاب ہمارے منع کرتے
ہین صلوۃ اللہ وعلیہ السلام کہنے سے مگر حق رسول خدا مین پس
ارتکاب امر غیر جائز سے کیا توقع ثواب ہے قولہ واصحابہ اقول
اولاً اصحاب کو عاری کرنا لفظ علی سے بلا وجہ اگر جہالت مخاطب
پر محمول نہو تو البتہ یہ مطلب ثابت ہو جاتا ہے کہ جو اصحاب مقصودین
مخاطب ہین یعنی خلفاے راشدین وغیرہ کو قادر مطلق ذی لاعن
قصد مخاطب اُس صلوۃ وسلام سے بدست خود مخاطب محروم
کرا دیا جو رسول وآل رسول پر جاری ہوا کیونکہ اعادہ مجرور
بغیر اعادۂ جار جائز نہین سوائے منصوص فیہ کے ثانیاً بنا بر
اعتقاد علماے اہلسنت جب صلوۃ وسلام غیر رسول پر جائز
نہین ہے تو اصحاب کب لائق اُسکے ہونگے ثالثاً بعد فرض جواز
صلوۃ وسلام بھی غیر رسول پر جب لفظ اصحاب عموماً شامل ہی
منافقین ومرتدین وغیرہ کو بھی مثل عبد اللہ ابی سرح واشعث
بن قیس وولید بن عقبہ ومحلم بن جسامہ وکرکرہ بن مدعم وابی
بن ابی سلول ومعاویہ وغیرہم کے جو بتصریح اہلسنت مرتد وفاسق
وکافر تھے تو عموماً صلوۃ وسلام مین منافقین ومرتدین کو شریک
کرنا کب جائز ہوگا اور اس سے کیا امید ثواب ہے بلکہ موجب
صد عذاب وعتاب وہزاران عقاب ہے کیونکہ جو اصحاب مستحق

سحقا سحقا بزبان رسول یا مستحق لعنت کے ہون بفرمان خدا و
رسول و اصحاب وام المومنین عائشہ جیسا کہ بعض صحابہ کے لیئے
عموماً اور ثلثہ کے لئے خصوصاً مکرر وقوع مین آیا کما سیظہر
من بعد پس اُنپر صلوۃ وسلام حرام ہے مگر مخاطب نے بخلاف
اُن افادات کے بغیر تقیید واستثنا کے بتعمیم واستغراق کل صحابہ
وازواج وذریات وتابعین وتبع تابعین کے لیئے صلوۃ
سلام ایسی چیز کو جو رسول خدا کے سوا اور کسیکے لیئے جائز
نہ جانتے تھے یہان نرخ عام خوان یغما وقف دوام کردیا گیا
الی یوم الدین کہ سبب اس جود عام کا یا حماقت وسفاہت و
اسراف مخاطب ہے واللہ لایحب المسرفین یا بغض عداوت
اہلبیت طاہرین وشیعیان امیرالمومنین وھو من علامات
النفاق قولہ ھداۃ الاسلام اقول کل صحابہ کا ہداۃ الاسلام
ودعاۃ الانام ہونا ممنوع ہے کما مر نقلا من قول ابی حنیفۃ
خاصکر خلفا ثلثہ کا اور بفرض تسلیم حدیث نبوی ان اللہ لیوید
ھذا الدین بالرجل الفاجر کما فی البخاری اُنکے بارہ مین مسوغ
ہے قولہ لاسیما الخلفاء الراشدین اقول یہ تخصیص مخاطب
کی تو بیشک جناب رسالتمآب کو بھی ناگوار ہوگی بلکہ موجب ایذاے
رسول مختار ہوگی افسوس جو مستحق تکفیر ولعن ہو بوجہ ایذا دینے
جناب سیدہ کے جسکے بارے مین رسول خدا نے فرمایا فاطمۃ بضعۃ
منی من اذاہا فقد اذانی ومن اذانی فقد کفر یعنے فاطمہ پارہ جگر
میرے ہے جسنے اسکو اذیت دیا اسنے مجھکو اذیت دیا اور جسنے مجھے

صہ۴۲۱ صحیح بخاری

اذیت دیا کا فر ہوا اُسپر آپ صلوۃ بھیجتے ہین اور حسبِ ام المومنین
آپکی لعنت کرتی تھین کیون آپ اُنکی مخالفت کرتے ہین اقتلوا
نعثلا قتله الله ولعنه الله تو مشہور ہے قصور معات شیعہ
بھی اگر بمتابعت ام المومنین کچھ کہتے ہین تو کیون سزاوار ملامت
کیئے جاتے ہین فتامل تولہ وتابعیہم اقول جو حال آپکے خلفاے
راشدین کا ہوگا تابعین اُنکے بھی بیشک ویسے ہی سمجھے جائینگے مگر پہلے
مخاطب کو لازم ہے کہ دلیل جواز صلوۃ وسلام بر غیر نبی علیہ السلام
دکھاے تب اس صلوۃ کو ایسا ارزان کرے کہ ہر بازاری عطار
وبزاز وغیرہ پر جاری کرے قاضی عیاض شفا بتعریف
حقوق المصطفی مین فرماتے ہین وکذلک یجب تخصیص
النبی وسائر الانبیاء بالصلوۃ والتسلیم ولا یشارک فیه سواہم
کما امر الله به بقوله تعا صلوا وسلموا تسلیما ویذکر من
سواهم من الایمة وغیرهم بالغفران والرضی کما قال الله
تعا یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالا
یمان وقال الذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم و
ایضا فهو امر لم یکن معروفا فی الصدر الاول کما قال
ابو عمران وانما احدثته الرافضة والمتشیعة فی بعض الایمة
فشارکوهم عند الذکر لهم بالصلوۃ وساووهم بالنبی فی ذلک
وایضا فان التشبیه باهل البدع منهی عنه فیجب مخالفتهم
فیما التزموہ من ذلک انتہی یعنے اور اسیطرح واجب ہے
تخصیص کرنا نبی کا اور سائر انبیا کا ساتھ صلوۃ وسلام کے اور

ص ۱۹۹
شفا قسم ثانی
نولکشور

ہمین سوا اُنکے دوسرا کوئی شریک نہین ہوسکتا جیساکہ حکم دیا
خدا نے صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے ساتھ اور رسوا انکے جو آئمہ
وغیرہ ہین وہ مخصوص ہین ساتھ مغفرت و رضوان کے جیساکہ
پروردگار عالم نے آیہ ربنا اغفر لنا الخ وقال الذین الخ مین فرمایا
ہے اور نیز یہ امر صدر اول مین جاری نہ تھا جیساکہ کہا ابو عمران نے
اور اس کو بدعت کو جاری کیا رافضہ اور متشیعہ نے بعض ائمہ مین
کہ جب ان آئمہ کا ذکر کرتے ہین تو اُنپر صلوۃ وسلام بھیجتے ہین اور
برابر کیا اُنکو نبی کے ساتھ اس بارہ مین اور نیز مشابہت کرنا اہل
بدعت کے ساتھ منہی عنہ ہے پس واجب ہے مخالفت کرنا اُنکی
ملتزم ہانہ سے انتہی اور یہ مضمون خرافت مشحون مفتاح کنز الدرایۃ
وتیسیر الملک الجلیل فی شرح مختصر الخلیل و مدارج النبوۃ شاہ
عبد الحق دہلوی مین بھی موجود ہے پس اوّلاً حقیر بخدمت ان
حضرات کے عرض کرتا ہے کہ روافض و متشیعہ نے تو فقط بعض
ائمہ ہدیٰ علیہم السلام پر جو ابنائنا وانفسنا مین داخل ولحمک
لحمی و دمک دمی مین شامل ہین اس صلوۃ وسلام کو جاری
کیا تھا مگر آپ لوگون کے تابعین ناخلف و تبع تابعین و مقلدین نے
تو اس منع کو ایسا بھلا کر ایسا ارزان و خوان یغما کر دیا کہ ملعونین
وکفار قریش و منافقین و فاسقین پر بھی بدل کر دیا اگر انکی گوشمالی و
چشم نمائی نہو گی تو قیامت ڈھائینگے ع آج فتنہ ہین یہ کچھ دن
مین قیامت ہونگے اسی منکر کے خطبہ منکرہ کو دیکھیے کہ کل صحابہ
وتابعین و تبع تابعین و مجتہدین و ازواج و اولیا مین کسیکو

بے صلوات سنائے نہ چھوڑا بلکہ قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام
پر مکرر سہ کرر صلوۃ و سلام بھیجا یزید کو تو لیشرف خلافت مشرف
جانکر بتکرار بیکار مورد سلام و صلوۃ کیا اور عمرو بن سعد و
شمر بن ذی الجوشن کو ذیل تابعین مین جانکر صلوۃ و سلام کہا
جیساکہ ذہبی نے میزان مین کہا ہے عمرو بن سعد ھو الذی
قتل الحسین وھو تابعی ثقہ یعنے عمرو بن سعد قاتل امام
حسین تابعی ثقہ ہے اور کتاب استیعاب مین بہ ذیل ذکر ذی
الجوشن صحابی پدر شمر لعون لکھا ہے وقیل ان ابا اسحق لم یسمع
منہ وانما سمع حدیثہ من ابنہ شمر بن ذی الجوشن
عن ابیہ الخ یعنے ابو اسحق نے ذوالجوشن سے حدیث نہ سنا بلکہ
جو کچھ احادیث کی روایت کیا ہے وہ شمر بن ذی الجوشن سے اور
اُسنے اپنے باپ سے انتہی پس جب کل تابعین کو یہ انعام ملا تو
تابعی موثق کیونکر محروم ہوگا اور شمر سا تابعی جس سے ابو اسحق
سے محدث نے روایت کیا ہے وہ اس انعام صلوۃ و سلام عام
سے کیونکر محروم رہیگا ثانیا بخدمت منکر التماس ہے کہ آپ کیون
اپنے بزرگان دین و ائمہ متقنین کی تاسی ترک کر کے طریقہ روافض
و متشیعہ کو جو اہل بدع سے آپلوگ کے نزدیک ہین اختیار کیا کچھ
ادب و لحاظ و خوف و پاس ناموس اپنے علما کا نہین کرتے
اور کیون ایسی ترقی کیا کہ جو صحابہ بدست خلفا مردود و مطرود
بلکہ مقتول و ملعون و مضروب و مشدود ہوئے اور جو خود خلفا
کے لاعنین و قاتلین سے ہوئے کقتلہ عثمان وغیرہ اُن سب پر

بہی آپنے صلوۃ وسلام کو نرخ عام کردیا قاتلان عثمانؓ کو تو بچا
لیتے بیشک قاضی عیاض کے نزدیک آپ کل اہل بدعت سے
سابق الاقدام نکلے پس اگر قاضی صاحب آپکو حکم یوخذ بالنواصی
والاقدام دین تو جاے شکایت نہین قولہ خصوصا منہم
الاربعۃ المجتہدین اقول بقول شخصے حلوائی کی دوکان
داداجی کا فاتحہ مخاطب نے تو یہان سب حقدار امیدوار
بہولے چوکے نام لڈو پیڑے دئیے پھر کا ہیکو ایسا موقع ہاتھ
آئیگا گہر تو دمڑی کی ریوڑی پر بہی فاتحہ ندیتے ہونگے سچ تو یہ ہے
مرگئیے مردود جنکا فاتحہ نہ درود یہان کیا ایسا جوش آگیا شیعونکے
ائمہ طاہرین اولاد خیر المرسلین پر صلوات بہیجنے سے ایسا ناخوش
ہوے کہ جاؤ ہم سبکو لٹا دینگے نہ بچیگا نہ پھر کسیکو ملیگا اسکو بہی
آپنے خلافت وسلطنت سمجہا ہے یا باغ فدک جانا ہے یہ خدا
کا عطیہ ہے اسکو آپ نہین لے سکتے ہین نہ چہین سکتے ہین تعجب
تو یہ ہے کہ آن شوراشوری یہ بے نمکی کہان بجز رسول کے دوسرے
کو جائز نہ تہا اور شیعے جو ائمہ طاہرین پر صلوۃ وسلام بہیجتے تہے
وہ اسیوجہ سے اہل بدعت مین شمار کئیے گئیے اور اپنے ہم طریقونکو
مشابہت اہل بدعت سے ممانعت کی گئی آپ یون خوان یغما کیا گیا
کہ اصحاب وازواج وتابعین سے بڑہکر ہر حسین وملیح کے لئیے
نذر کیا گیا مفلسی کے عالم مین بہی داد ودہش مین صرف ہوا
جیساکہ تلبیس ابلیس ابن جوزی مین ہے کان شیخنا ابو الفضل
ابن ناصر الحافظ یقول کان ابن طاہر یذہب مذہب

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۴۶ تا صفحہ ۱۵۴ برعبارت ضرب منکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وفقنی لارغام اللئیم وسددنی لالجام المعاند
المحرف الغنیم والصلوۃ علی نبیہ الکریم واھلبیتہ سیما وصیہ
وخلیفتہ بلا فصل من شیعتہ الکوثر والتسنیم اما بعد فیقول اضعف
عباد اللہ القوی السید محمد عسکری بن السید قادر حسین
المرحوم النقوی حشرہ اللہ مع النبی واھلبیتہ علیہم الصلوۃ
والسلام من العلی الاعلی کہ چونکہ صاحب ضرب منکر نے بتاسی خلیفہ ثالثہ
اکثر عبارات رسالہ عجالہ مسمی بہ فاروق اکبر اور تقریظ میں تحریف وتصحیف
کیا اور انھیں اغلاط مصنوعی کے اعتراض میں داد تمسخر دیا اور بایں
خود مصنف علام دام ظلہ پر اونکا اتہام لگایا لہذا فقیر نے چاہا کہ بقاعدہ
علاج بالمثل بعض اغلاط لفظیہ صرفیہ ونحویہ وترکیبیہ رسالہ ضرب منکر
کیطرف اجمالا اشعار کردن اور آن خرافات پر مولف خفتہ بخت کو بیدار
کردن ہر چند احصا ان اغلاط کا بہت مشکل و دشوار ہے مگر بطور مشتی
از خروارہ ونمونہ از بسیار دیکے از ہزار یہاں مذکور ہوتے ہیں واللہ بالغ امرہ
بیدہ الغلبۃ والنصرۃ واضح رائے ارباب خرد ہو کہ کچھ اغلاط لفظیہ ضرب منکر
بذیل نقل عبارت خطبہ حاشیہ پر اس کتاب کے از صفحہ ۷ تا ۹ مذکور ہو چکے اب
یہاں سے مخاطب کی مادری زبان اردو کی حالات واغلاط قابل ملاحظہ ہیں برحاشیہ
عا العدم اما بعد کا مخفف ہے یا حقیقۃ مخاطب اپنے کو ایسا ہی جانتا ہے اگر چہ
شیطان ہی رحمت الہی سے مایوس نہیں ہے قولہ فاروق اکبر غلط ہے بنا علیہ
خود مخاطب نے اس پر اعتراض کیا ہے یہ معلوم یہاں کیونکر صحیح ہو گیا (صاحب

فاروق اکبر صحیح ہی ۳ قولہ ابن الحاج البار مشہور کو جو صفت الباری ہی معرے عن الالف واللام کیا بقول مخاطب یہ نادانی کا کام کیا ۴ قولہ ذنوبہ الخفی) ذنوب لفظ جمع حکم تانیث مین ہی صفت اُسکی خفی وجلی لانا غلط ہی) ذنوبہ الخفیتہ والجلیہ صحیح ہے ۵ قولہ ساکن جسکو ینبوع جود وسخا سرچشمہ کرم عطا کہتے مین آسکو ساکن یا متوطن نہین لکھتے بلکہ رئیس موضع فلانی لکھتے ہین شاید بوجہ اذلت ذاتی قابل لفظ ریاست نہ جانا ۶ قولہ مسمی بہ فاروق الاکبر داد فاروقی لفظ فاروق سے بلا وجہ حذف کرکے بلفظ فارق لکھا تحریف عثمانی نام ہے اور حذف الف ولام نادانی کا کام ہے ۷ اسیکا ۸ قولہ دو خطاسے تو یہ نمعلوم کہ تو کالا کس غرض سے سرزد ہوا جو محض غلط ہی ۹ قولہ اسم فاعل) اسی فاعل کے فعل قوی کو دیکھکر آپ مفعول بن گیے کہ فاعل کے مقابل مین آپنے اپنے مفعول کو پیش کیا اور منکر بفتح کاف کو صفت منکر بالکسر کا قرار دیا ۱۰ قولہ زیر ہی کو اختیار کریا) فاعل کا یہی کام ہی صبر کیجیے آیندہ کو بچایئے کہ اب زیر وزبر کا مضمون ٹھیک ہوا ۱۱ قولہ اور النسے صادر ہوے) یہ جملہ بالکلیہ بیکار ہی کوئی حاجت اسکی نہین ہی ۱۲ قولہ اکبر معرف باللام کیا) اکبر کے بعد کو بولنا چاہیئے یعنے لفظ اکبر کو معرف باللام کیا ۱۳ قولہ مین سے غلط ہی اسکے (موصوف سے) صحیح ہی ۱۴ قول دس گیارہ) بقول مخاطب صد ۶۷ مین کیون نہین سب کو دیکھکر گن لیا اس شک کے بارے مین بھی یہی کہا ہی یہ بکا ۱۵ قولہ ثالث ثلاثہ) ضلع جگت جو گت مین یہ جو کنا نہ چاہیئے خطاے ثالث ثلاثہ بھی عجیب جملہ ہی ۱۶ قولہ دشمن لعد میرے) نہین معلوم یہ عبارت کس جملہ کا ترجمہ ہی اے حضرت منکر یہ رسالہ فاروق نہین ہی جواب تحریف کے ہے مین اسکو حدیث نبوی آپ بیان کرتے ہین پھر بھی تحریف سے نہین باز آ ے عرض کے معنی قاموس مین ملاحظہ کیجیے ۱۷ میرے بغض کے ساتھ یہ غلط

حرف کے مشتبہ

فاروق لکھنا چاہیے

فہمی آپکی ہی کیونکہ فبیغضی مین باے سببیہ ہی یعنے جو دوست رکھے پس بسبب
میری محبت کے دوست رکھے اور جو دشمن جانے پس بسبب میرے دشمن جانے
کے انکو دشمن جانے نہ یہ کہ دساتھ میرے ۱۷ قولہ غیر مہذبانہ یہان کتنا صحیح
نہین ہی (تکلم بکلمات غیر مہذبہ درست ہی ۱۸ قولہ سباب) صیغۂ مبالغہ ہی
معنے اسکے بڑی سب کرنیوالے مومن کے مخاطب نے اُسکو مصدر جانا یہ غلط
فہمی ہی ۱۸ فسوق) کا ترجمہ (فسق ہی) غلط ہی یہ بہی صیغہ مبالغہ ہی بمعنے جمع
یعنے بڑے فاسق ہین انحضرت مخاطب حدیث رسول مین تحریف کرنیکی کیا
ضرورت ہی کیا قرآن مجید سے ابہی سیری نہین ہوئی ہے ۱۹ قولہ نام فسق)
یہ ترجمہ بہی محض غلط ہی معہذلک فرع ثبوت ایمان شیخین ہی وہو غیر ثابت
اقول مخاطب نے بغرض اظہار لیاقت علمی کچھ مضامین دعائیہ کو عبارت
عربیہ مین گانٹھا ہے وہ بہی قابل ملاحظہ ہی کہ اسمین کسقدر اغلاط ہین جنکا
احصا گویا ناممکن ہی بطور نمونہ کچھ اشعار کیا جاتا ہی صفحہ سطر ۹ ہمہ ۱ (۱)
قولہ واجعل) جعل کا تعدیہ بالی غیر جائز ہی قاموس ملاحظہ ہو سطر ۱۰ ہمہ ۲
قولہ الصراط) استعمال صراط لفظ ہدایت ومشتقاتہا کے ساتھ قرآن کلام
عرب مین آیا ہی نہ جعل کے ساتھ پس بقول منکر صـ۲۲ مین لفظ ہدایت کو
ترک کرکے جو انسب وصحیح ومنطوق کلام علام کا ہی کہ آمر بہ تکلم بمشتقات
ہدایت ہی دلیل جہالت وعدم متابعت اُسکے قول احکم الحاکمین کو سے
الجواب الجواب (۳) قولہ واجعلنا کا مفعول ثانی فاعل ثانی کیطرح مجہول
ہی فاین الفلاح سطر ۱۱ (۴) قولہ وان رده) کی ضمیر اگر رسالہ کیطرف راجع
ہی تو محض غلط ہی اور دوسرا کوئی مرجع معلوم نہین ہوتا مگر نہ معلوم یہان
مذکر سے منکر کو کیونکر انس ہوا کہ کتاب کو مونث قائم کرکے ضمیر مونث پہیری

کما مراور رسالہ جو مونث ہی اُسکو مذکر بنایا (وان ردنا) ہونا چاہئیے (۵) قولہ
فانت احکم الحاکمین یہان بے محل ہی (۶) قولہ واجعل کا مفعول اول غائب
ہی مخاطب نے دو جعل بنائے مفعول ثانی اول و اول ثانی دونو اڑاے نیا
جعل ہی (واجعلها) صحیح ہی سطر ۱۳ (۷) وفقنی) جب خدا کو فاعل خیر وشر
دونو جانتے ہین تو طلب توفیق کیسی ۱۴ (۸) اعنی) محض بیجا اور فصاحت
مین مخل ہی ۹ سلام علی المرسلین) افضل المرسلین کو ترک کرکے جنپر
صلوۃ وسلام بھیجنا واجب ہے بقیہ مرسلین پر سلام بھیجنا دلیل میلان
طبیعی مخاطب ہے طرف مذاہب منسوخہ دیگر انبیا ومرسلین کے جیسا
خلیفہ ثانی روبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بکمال رغبت توریت
کو پڑھتے تہے جسپر آنحضرت نہایت غضبناک ہوے اور خلیفۂ اول نے
ثکلتک امک یا عمر فرمایا شاید مخاطب نے بکمال ناصبیت افضل
المرسلین پر صلوۃ بھیجنا بالخصوص اسوجہ سے ترک کیا کہ حضرت
کے ساتھ اہلبیت پر بہی صلوۃ وسلام بھیجنا ہوگا جیسا کہ اسیوجہ
سے عبد اللہ بن زبیر نے نماز مین اللھم صل علی محمد وال
محمد کہنا چھوڑ دیا تہا (۱۰) علی عبادہ الصالحین) بعلل سابقہ
ولاحقہ مخاطب نے یہان اجمال کیا یا خلفاے ثلثہ کے اخراج کے
لیئے اجمال کیا بالجملہ کہانتک اغلاط مخاطب کا بیان کیا جاے
کہ خود حیا آتی ہے پانچ سات سطر عربی کی جو لکھے اُسکا یہ حال
ہے باقی باقی ۱۲ اد غماهم اللہم والہام القسیم-

الا باحیۃ قال وقد صنف کتابا فی جواز النظر الی المرد واورد
فیہ حکایۃ عن یحیی بن معین رایت جاریۃ بمصر ملیحۃ
صلی اللہ علیہا فقیل لہ تصلی علیہا فقال صلی اللہ علیہا و
علی کل ملیح انتہی یعنے شیخ ہمارے ابو الفضل بن ناصر حافظ کہتے ہین کہ
ابن طاہر کا مذہب اباحیہ تھا اور ایک کتاب درباره جواز نظر طرف
امردون کے تصنیف کیا تھا اُسمین یہ حکایت تھی کہ کہا یحیی بن معین نے
ایک کمسن لڑکی شوخ و شنگ پر نمک خوش رنگ کو جسکا برس پندره
یا کہ سولہ کا سن ہو جوانی کی راتین مراد و نکے دن ہون مصر مین ہمنے
دیکھا اور کہا صلے اللہ علیہا یعنے خدا اُسپر اپنی رحمت کاملہ نازل کرے
تب لوگون نے اعتراض کیا کہ تم اُس لڑکی پر صلوۃ بھیجتے ہو یحیی بن
معین نے کہا اُسپر صلوۃ اور ہر ملیح خوبصورتون پر صلوۃ خدا نے
بھیجا ہے بعد اللتی واللتیا واضح ہو کہ یہ مجتہدین اربعہ جنپر مخاطب
نے صلوۃ بھیجے ہین وہ بھی کچھ شوخی و شنگی و دلبری و دل آرائی
مین اُس ملیحہ مصریہ سے کم نتھے اور نہ عشق مزاجی و لونڈی مین
یحیی بن معین سے پست ہمت چنانچہ بعض شعراے کملانی اُنکے بعض
مسائل لطف آمیز و مسرت خیز کو نظم کیا ہے براے نشاط خاطر
مقلدین لطافت آگین و تفریح قلوب مریدین عقیدت آئین ذکر
کیا جاتا ہے نظم شافعی گفت کہ شطرنج مباح است مدام ہو راست
گفت است چنین است کہ فرمود امام ہو خواجہ مالک سنئے گفت
ازین نازک تر ہو کہ بہ نزدیک خردمند مباح است غلام ہو بو حنیفہ بہ
ازین گوید در باب شراب ہو کہ ز جوشیدہ بجوز کان نبود ہیچ حرام

صلوۃ بر خوبصورتان
پہ چہ

حنبلی گفت کہ گر زانکہ بنعم میدانی	بستہ بنگ تناول کن و خوش باش مدام
بنگ و می میخورو برکون تو میبازقمار	کہ مسلمانی برین چار امام ہست تمام

شیخ فرید الدین عطار کہ بقول شاہ عبد العزیز صاحب اولیاء کبار
وعرفاے نامدار سے ہین فرماتے ہین سہ آبروسے غلام خویش میبرد
دختر بدنام خویش میبرد ناتوان زد بگفتۂ مالک غوطہ در ورطہ
چنین ہالک ہ تنبیہ واضح ہو کہ ابن جوزی وہ شخص نقاد اور
باصلاح وسداد ہے کہ شناخت موضوعیت روایات اہلسنت
اُسکے تحقیق وتنقید پر موقوت اور اس فن مین بکمال کمال و مہارت
تمام معروف ہی اور یحیی بن معین کے حقوق واحسانات عامہ
متسنین پر بخاری ومسلم سے زیادہ ثابت و تحقق ہو واضح و مستبین
ہے اور مسائل بجوائمہ اربعہ کے مذکور ہوے وہ مثل آفتاب
نیمروز کے مشہور اور اہلسنہ جماعت وجمہور پر جاری وساری ہی
اور خواجہ عطار کی تعریف سے زبان آنکے مریدین کی عاری ہے
اور اکثر امور انکے طی کتاب مین مابعد انشاء اللہ مذکور و بکمال
وضاحت مسطور ہونگے فانتظرا نک من المنتظرین قولہ د
ازواجہ اقول اولاً نہین معلوم کہ مخاطب نے صلوۃ وسلام
کو دوسری کمیپ مین ازواج کو کیون تقسیم کیا اور مادرمہربان
کو تقسیم اولے مین محروم کیا اس ناخلفی کا کیا جواب اور اس جتون کا
کیا علاج سبحان اللہ کیا طرز تحریر ہے اگر لیاقت عبارت لکھنے کی نہ
تھی تو کیون اپنی جہالت وحماقت وسفاہت کو ظاہر کیا بقول
سعدی ہر کہ در پیش سخن دیگران افتد تا مایہ فضلش بدانند

پایہ جہلش شناسند ثانیا صلوات وسلام ازواج سرور انام پر بھیجنا
سہل کام ہی مگر مشکل یہ ہے کہ ایک ام المومنین آپکی دوسری ام
المومنین کو لعنت کرتی تھین اور گالی دیتی تھین توکیا دونون
اس صلوۃ وسلام مین داخل ہونگی یا احدیہما جیساکہ تذکرہ خواص
الامۃ سبط ابن جوزی مین ہے وذکر الواقدی ان علیا انما
ولی الاشتر بعد قتل محمد لما التقوا ترجل محمد قاتل فتفرق
عنہ اصحابہ فاوی الی خربۃ فاخذ وجیٔ بہ الی معویۃ
بن جدیج وہو صایم عطشان فمنعہ الماء فقال ابن الیہودیہ
النساجۃ فضحک اللہ فقتلہ والقاہ فی جوف جیفۃ حمار ثم
حرقہ فلما بلغ ذلک عایشۃ بکت بکاء اشدیدا وکانت
تدعوا فی صلاتہا علی معویۃ وعمرو ولما بلغ ام حبیبۃ
اخت معویۃ بن ابی سفیان قتل محمد وتحریقہ شوت
کبشا وبعثت بہ الی عایشہ تشفیا بقتل محمد بطلب دم عثمان
فقالت عایشہ قاتل اللہ ابنۃ العاہرۃ واللہ لا اکلت شواءً
ابدًا وبلغ علیا قتل محمد فبکی بکاءً اشدیدًا وتاسف علیہ
ولعن قاتلہ انتہی یعنے جب محمد بن ابی بکر کو قتل کیا معاویہ بن
حدیج نے اور اُنکے جثہ کو گدھے کی کھال مین رکھکر جلا دیا تو یہ خبر
حضرت عایشہ کو پہونچی بہت روئین اور ہمیشہ نماز مین معاویہ
وعمرو عاص پر بد دعا کرتی تھین اور جب ام المومنین سنیان ام
حبیبہ خواہر معاویہ نے سنا تو اُسنے ایک گوسفند ذبح کیا اور
برشتہ مسلم اُسکا عایشہ کے جلانیکو بھیجا تو عایشہ نے کہا خدا لعنت

کرے دختر زن زناکار پر واللہ اب کبھی بر یانی نکھائینگے اور جب
جناب امیر نے خبر شہادت محمد سنی تو بہت روئے اور تاسف کیا اور
قاتل محمد پر لعنت کیا انتہی فائدہ اس روایت سے کئی امر ثابت
ہوئے اول یہ کہ محمد بن ابی بکر بڑے صاحب کے صاحبزادہ کو معاویہ
حدیج نے جو صحابی رسول اہلسنت کے نزدیک کلہم عدول سے
تھے قتل کیا نمک حرامی ان سنیوں کی دیکھنا چاہیئے کہ اپنے محسن کی
کیا قدر دانی کیا اور مخاطب نے انپر بھی صلوۃ بھیجا دوسرے یہ کہ صحابی
مرتکب اس بدعت کے ہوئے کہ باوصف ممانعت احراق جثہ محمد کو
گدھے کی کھال مین رکھکر جلوایا تیسرے عایشہ کا معاویہ وعمرو
عاص پر بددعا کرنا مقابلہ اُسکے خلاف حکم مادرمہربان مخاطب نے
ان دونوں پر بھی صلوۃ بھیجا بُری ناخلفی کی چوتھے عداوت
ام حبیبہ کی عایشہ کے ساتھ جسپر اہلسنت مدعی ہین کہ انکو کوئین
کسی قسم کی رنجش وکدورت نہ تھی پانچوین جلانا ام حبیبہ کا عایشہ
کو اور اُسپر گالی ولعنت سننا عایشہ سے دلیل جواز لعن ودشنام
ہے اور برخلاف اُنکے حکم کے ام حبیبہ پر صلوۃ وسلام بھیجنا مخاطب
ناکام کا کام ہے اسکے بعد بھی دعوی فرزندی ام الصبیان بانگ
بے ہنگام ہے چھٹے جناب امیر کا لعنت کرنا قاتل محمد پر جو صحابی
تھا دلیل جواز لعن ہے اور خلاف اس حکم محکم کے مخاطب کا
صلوۃ وسلام بھیجنا اُس صحابی پر دلیل کفر وعلامت ارتداد ہی
والسلام علی من اتبع الہدی قال المنکر لامام المسلمین قسیم
الدین العبد امیدوار رحمت غفار صمد سید قسیم الدین احمد رضوی

نمک حرامی اہل سنت

[illegible]

حنفی قادری منعمی مغفرت کرے اللہ تعالے اسکی اور اسکے اسلاف
کی خدمت مین منصفین حق پسند کے التماس کرتا ہی کہ حضرات علماے
شیعہ ہداہم اللہ زمان کثیر سے علماء اہل سنت و جماعت کثرہم اللہ سے
دست و گریبان ہین و بمصداق آیہ کریمہ ان الذین فرقوا دینہم و
کانوا شیعا تفریق جماعت مین انکے چاہتے ہین لیکن بقول مخبر
صادق ید اللہ علی الجماعۃ یعنے ہاتھ خدا کا جماعت پر ہے لیکن
محافظ خداے پاک ہوا اسکو مقابلہ سے اہل بطالات کے کیا باک
ہو بر ابر اہل حق یعنے علماے اہلسنت و جماعت کے زیر ہی کار ہے
ہین چنانچہ شاہد عدل اس قول کا رسالہ نصیحۃ المومنین و فضیحۃ
الشیاطین الملقب بہ تحفہ اثنا عشریہ ہے کہ تصنیف لطیف خاتم
المحدثین و المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
اللہ القوی کی ہے اگرچہ مقابل مین اسکے مومن جالسی و
نقال کشمیری صوارم و نزھہ اثنا عشریہ مین ہرزہ درائی
کر گئے ہین مگر خاک آفتاب پر ڈالنے سے کیا روشنی اسکی چھپتی
ہے خود منھہ کی کھا گئے اور فاضل ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ السفیہ
و مولانا رشید المتکلمین انار اللہ برہانہ نے رجوم الشیاطین مین خوب
ہی انکی تنبیہ و تادیب کی اور انکو ذلت فاش دی اسپر بھی سر
بگریبان نہوے و فرزند مومن جالسی نے بحکم ؎ اگر پدر نتواند
پسر تمام کند ہ تشئید المبانی و طعن الرماح وغیرہا سے بناے
عناد اسلام کی قائم کی امام المتکلمین مولانا حیدر علی حاجی حرمین الشریفین مصنف طی
الکلام و ازالۃ الغین فی غیرہا و مولانا لطف اللہ مصنف تفسیر مظہر العجائب و سیقا پ جبار ہما

رب المشرقین و المغربین نے نقض الرماح فی کبد النباح وطعن اللسان وغیرہما سے بیخ و بنیاد اسکی کھود ڈالی لیکن بناے مذکورہ سے ایک خشت شکستہ خشتگر استقصاء الافحام کے ذریعہ سے صاحب فاروق الاکبر علی اظہر کے ہاتھ لگی کہ اسی مادہ سے اُسنے بنای فاسد علی الفاسد قایم کرکے اہلحق کو دھوکا دینے کی فکر کی للا بحکم محکم ان الباطل کان زھوقا یعنے باطل بتحقیق گم ہونیوالا ہی بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ ؎ کس نیاید بزیر سایہ بوم ٭ ورہما از جہان شود معدوم ٭ کوئی دام مین اسکے نہ آیا اور قادر قوی نے استیصال کا اسکے سامان کردیا اور ایک بندہ ضعیف کو قوت دیکر مستعد کیا اُس بناے اوہن البنوت کبیت العنکبوت کو منقلب علی ادبار ہا و دیار ہا کرے اور ربانی کو اُسکے ہدایت طریق حق کی کرے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ برادر بجان برابر مجمع الطاف منبع اوصاف معدن اخلاق پسندیدہ مخزن خصایل برگزیدہ ینبوع جود وسخا سرچشمہ کرم وعطا جیحون علم سیحون علم مقبول حضرت حق برادرم مولوی شیخ محمد عبد الحق سلمہ رب الفلق ابن الامیر الکبیر مولوی محمد عبد الحی ادام اللہ مجدہ وحفظہ من آفات الغی ابن الحاج البار مشہور فی الآفاق صاحب الجود والاخلاق مولوی قاضی رمضان علی غفر ذنوبہ الخفی والجلی ساکن موضع سلطان پور پرگنہ اندر ضلع بنارس عرصہ ہوا کہ ایک رسالہ ابتر مسمی بہ فاروق الاکبر مین عارف الاعلام وا لمنکر بالسراس اضعف عباد بالک یوم التناد کے لاے اور خواستگار ہوے کہ للہ فی

مولف نا بلد از راہ تالیف اس رسالہ ابتر کی تمام تر ظاہر کیجاوے
کہ کوئی اہل حق اسکے دام مکر مین نہ آجاوے اور جوابات کلہ شکن
ایسے دیئے جاوین کہ بار دیگر ان مولیان ادبار سے کوئی شپر چشم
مقابل تاب آفتاب کے نہ آجاوے بلکہ وہ اپنے غار تاریک ہی مین
بعافیت بسر کرین اور اہل حق کو ایذا ندین چونکہ اس فقیر کو مکابرہ
و مجادلہ سے بس احتراز ہے کیونکہ مناظرہ بالفعل عنقا صفت مفقود
و در فتنہ باز ہے اول انکار کیا مگر ہرگاہ خاطر داری برادر موصوف
کی عزیز تھی خصوصاً جب انھون نے مذہب حق کی پاسداری پر
کمر ہمت کی باندھی ہے خدا اے کریم انکو اجر عظیم عطا کرے اور
توفیق خیر کی علے الدوام مرحمت فرماوے واسطے انجاح مرام انکے
بدل مستعد ہوا اور رسالہ مسطور کو بنظر غور دیکھا ظاہر مین
رسالہ مختصر ابتر نظر آیا ولیکن باطن مین تحریفات ولغویات و
افترات و بہتانات وکذبات و بطالات کا دفتر سراسر پیش نظر
ہوا فی الواقع مولف متعسف نے کذب و تحریف وافترا مین مسلیمہ
کذاب و ابن سبا مرتابہ کی بھی ناک کاٹی اور یہ رسالہ ابتر لکھکر جہالت کو
اپنی مشتہر و طشت از بام کیا اگرچہ نابلدان مذہب مین اپنا نام کیا الا اعلی ذی
استعداد اس مذہب کے بھی کبھی اس رسالہ ابتر کو پسند نکرینگے و
بجا آفرین کی نفرین کل ہوشمند کرینگے ہر عاقل اسکو راے سلیم سے
اپنے بشرط دیکھنے رسالہ مزبورہ کے تسلیم کریگا کہ مولف متعسف
کو نحو و صرف کی بھی استعداد نہین ہے شاہد اس قول کا تسمیہ
رسالہ ابتر بفاروق الاکبر مین عارف الامام والمنکر ہے کہ اسمین

بقول کسی نحو و غلط انشا غلط املا غلط حضرت مولف متعسف ایک
دو خطاسے تو تجاوز ہو گئی ہین اُنسے دریافت کرنا چاہیے کہ آپکو
قافیہ کا بھی لحاظ ہے یا انکا قافیہ تنگ ہو گیا منکر بکسر کاف
صیغۂ اسم فاعل معطوف عارف الامام ساتھ اکبر بفتح البا صیغۂ
اسم تفضیل کے کیونکر ہم قافیہ ہو سکتا ہے شاید مولف متعسف
انی شتم کے غموم مین اگر واسطے قافیہ بندی منکر بکسر کاف کے
زیر و زبر اکبر مقولہ اپنے مین تمیز نہ کرسکا اور بے بصری مین زیر ہی
کو اختیار کیا اگرچہ خلاف قواعد صرفیہ ہوا حتی کہ جاے خندہ ہر ابجد
خوان علوم عربیہ ہوا مگر مولف متعسف عامل مثل مشہور ہوا کہ
گندھک باخشکہ اگرچہ گندہ است ایجاد بندہ است لاحول ولا
قوۃ الا باللہ اسی علم پر حضرت کو تصنیف و تالیف کا بھی شوق ہے
سچ ہے ؎ گر ہمین مکتب است و این مُلّا ٭ کار طفلان خراب خواہد
شد ٭ یہ تو انکی پہلی خطا ہے علم صرف مین اور دوسری خطا کہ نحوی ہے
اور اُنسے صادر ہوئی یہ ہے کہ موصوف و صفت مین خیال تعریف
و تنکیر کا نہ کیا لفظ اکبر معروف باللام کیا اور اُسکے موصوف مین سے
حرف تعریف کو چٹ کر گئے یہ نادانی کا کام کیا اگرچہ عم بزرگوار انکے
اپنی تقریظ مین کہ اسی رسالہ ابتر پر دس گیارہ سطر بطور تبرک
دست مبارک سے اپنے لکھ گئے ہین خواہ بیداری یا غفلت مین ہو
اصلاح خطاے ثانی کی کر گئے ہین مگر علت اولے مین وہ بھی گرفتار
ہین اور الزام اول کے زیر بار ہین اور وقت تفصیل خطا کے مجمل
اُنکے ظاہر ہوگا کہ وے بھی اپنے برادرزادہ کے ہم قطار ہین اور

کسقدر متحمل اور زیربار ہین کہ ناصح برادر زادہ نافہم از انجام کار
ہین اور تیسری خطا کہ خطاے منکر اور حابط اعمال حسنہ مولف
متعسف رسالہ ابترہی محصل تسمیہ رسالہ علے اظہر اعنی فاروق لاکہ
بین عارف الامام والمنکر ہے صاحبان عقل وافی وفہم کافی خوب
واقف ہین کہ اس خطاے ثالث ثالثہ مین صرف مولف متعسف
ہی خطاوار نہین بلکہ اسلاف معدن اختلاف اسکے بہی طعن و
لعن کے سزاوار ہین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علیکم وعلے
شرکم واذاکم انتہی یعنے جب دیکھو تم ان لوگونکو کہ برا کہتے ہون
اصحاب کو میرے پس کہو تم لعنت خدا کی تمپر اور شرارت و ایذا پر
تمہارے انتہی سچ کہا ہے کسی نے ؎ دشنام بمذہبیکہ طاعت باشد۔
مذہب معلوم واہل مذہب معلوم ہو اس فرقہ سابہ رافضہ کو خدا
کا کچھ خوف و دہشت نہین رسول کی ذرہ برابر محبت نہین جن
لوگون کی زور تلوار نے اسلام کا نام بلند کیا اور کوشش بلیغ
نے انکے ارکان دین کو ارجمند کیا چار دیواری ایمان کی جنکی
قوت سے قائم ہوئی بناے ذکر کلمہ طیبہ کی جنکی ذات سے دائم ہوئی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنکی محبت کو اپنی محبت فرماتے
ہین اور انکی عداوت کو اپنی عداوت قرار دیتے ہین چنانچہ
فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوہم غرضا
من بعدی من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم انتہی
یعنے ڈرو اللہ سے شان اصحاب مین میرے نہ بناؤ انکو دشمن لعل

میرے جو دوست رکھے انکو پس میری محبت سے دوست رکھتا ہے
انکو اور جو بغض رکھے انسے پس میرے بغض کے ساتھ دشمن رکھتا
ہے انکو انتہی انکو یہ مقلدین ابن سبا برا کہتے ہین و کلمات لایعنی
شان مین انکے استعمال کرتے ہین قولہ تعالے کبرت کلمۃ تخرج
من افواھھم ان یقولون الا کذبا انتہی یعنے فرمایا خداے
تعالے نے بڑا ہی کلمہ کہ نکلتا ہے منہ سے انکے نہین بولتے وے مگر
دروغ انتہی افترا پردازی کو اس فرقہ شیعہ خصوصًا مولف
متعسف رسالہ ابتر کے خیال کرنا چاہیئے کہ دو اعتراض مخدوش ایک
اہل علم پر فرقہ حق اہل سنت وجماعت سے وارد کیا جب جواب
باصواب پا گیا جواب اعتراض دوم کی بارے سر نہ اٹھا سکا و
بقول محقق دروغ گورا حافظہ نباشد جواب مذکور کو نسیًا
منسیًا کر گیا و جواب اعتراض اول کے ابطال مین عادت جبلی و
شرارت ذاتی کو اپنے دخل دیا یعنے طعن و تشنیع اور زبان درازی
حضرت مین اجل اصحاب نبی امین و سلف صالحین کے شیوہ اپنا
اور تحریف کلام مجید و اقوال متقدمین کو پیشہ اپنا کیا اور کیون نہو
اس رئیس اس فرقہ شیعہ کا عبد اللہ ابن سبا ضالے انہین
محرفین سے تھا کہ جنکی شان مین خداے عز وجل اپنے کلام پاک
مین فرماتا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنے یہودیان تحریف
کرتے ہین کلمون کی جگہون سے انکی خیر دے تو یہود وجود تھے
بعد آنکے باعث تقلید ابن سبا نا مسعود کے یہ فرقہ شیعہ بھی محرف
غنود ہوا چنانچہ انشاء اللہ تعالے عند التفصیل حال اضلال

وتضلیل ظاہر ہوگا آمدم بر سر مطلب اینکہ جب مولف متعسف تسمیہ رسالہ ابترین اپنے حد سے متجاوز ہو گیا اور وہ نام اختراع کیا کہ شیطان الطاق وزرارہ کے (وہو اشر من الیہود والنصاریٰ بقول حضرات ائمہ معصومین رضی اللہ عنہم کے وہم وگمان مین بھی نہ آیا ہوگا اور شیخ صدوق وشیخ حلے کے کان نے بھی وہ نام نہ سنا ہوگا پس بمصداق آیہ کریمہ جزا سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنے بدلا بدی کا مثل بدی اسکے ہی بفحواے مصرع بدی را بدی شرط باشد جزا ⁂ اور بفرمودہ شیخ سعدی سہ نکوئی با بدان کردن چنان است ⁂ کہ بد کردن بجاے نیکمردان ⁂ نام اس رسالہ وافیہ کاملہ شافیہ کا کہ مودب مولف متعسف رسالۂ ابتر ہے الضرب المنکر علی فرق الاظہر رکھا گیا اگرچہ تکلم بہ کلمات غیر مہذبانہ طریقہ اپنا نہین لیکن الضرورات تبیح المحظورات ع کلوخ انداز را پاداش سنگ است ⁂ اصل مطلب تحریر رسالہ ہذا سے یہ ہے کہ مولف متعسف بعد مطالعہ اسکے طریق حق کو اختیار کرے اور ایذا دہی سے اہل حق کے احتراز کرے اور سب وشتم سے مومنین صالحین کے زبان اپنے روکی فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سباب المومن فسوق یعنے برا کہنا مومن کو فسق ہے اور فرمایا خداے علیم نے کتاب کریم مین بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون یعنے بُرا ہے نام فسق بعد ایمان کے اور جو نہ توبہ کرے پس وہی لوگ ظالمین ہین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت

بلا کسی لقب تعظیمی لکھا تھا من لا ادب لہ لا دین لہ لکھا ہی وہ
جملہ یہان بطریق اولے چسپان ہوگا جس سے بقول خود منکر
کا بے دین محض ہونا ثابت ہوا لیس فقیر بھی انشاء اللہ یہان
فہما امکن لحاظ ان امور کا کریگا مگر کسیطرح اگر جولانی کمیت
قلم مین کوئی امر خلاف داب تحریر ہو تو جواب درشت کلامی
مخاطب سمجھکر اس فقیر کو معذور جانئین ع والعذر عند کرام
الناس مقبول اور اُس ظرافت کو محض مخاطب ہی پر محمول
گردانئین اور از انجا کہ تعرض اغلاط لفظی و معنوی و ترکیبی خلاف داب
محصلین ہے اور احصا انکا کلام مخاطب مین خارج از امکان بھی ہی
لہذا الغرض تنبیہ امور ضروری نقض تفصیلی کلام مخاطب کیطرف
متوجہ ہوتا ہون ولا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **قولہ**
العبد امید وار رحمت الخ **اقول** کلمۂ حق بر زبان جاری العبد
یعنے دور تر رحمت غفار صمد سے ہونیکا اقرار کیا یہ دلیل اسکی
ہے کہ مخاطب خود ہی اپنے کو شیطان سے بڑھکر سمجھتا ہے والا
رحمت حق سے شیطان بھی مایوس نہوگا اور خود کلام ایزدی مین
نہی صریح وارد ہی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یعنے نا امید نہو رحمت
خدا سے اور سبب ہے کہ دشمنی جناب امیر علیہ السلام اور اُنکی اولاد
طاہرین و ائمہ معصومین کی اسی درجہ کو پہونچا دیتی ہی اور اسیوجہ
سے غلطی ناسخ و سہو کاتب پر محمول نکیا گیا گو وہ حمل نا ممکن بھی
تھا بوجہ انحصار اغلاط کتابت کے غلطنامہ مین جو شروع کتاب
مین منضم ہے علاوہ بران مخاطب کے نزدیک غلطی کاتب کا وجود

بھی نہین ہے نہ اُسکو کبھی تسلیم کرتے ہین اگرچہ مین معاوضہ اُسکا
نہین کرتا لیکن بوجہ وضوح تمام یہان اشعار کیا گیا وکفی
اللہ المومنین القتال **قولہ** سید **اقول** اولا بنا بر قول مشہور
بر السنہ جمہور مذکور سید سنی بنا شد دیگ چوبی بنا شد سیادت
مخاطب غیر مسلم ہے ولا اقل انہ لیس من اہلک ومن تبعنی فانہ
منی تو بہرگونہ مسلم ہے ثانیا بنا بر سہ بغض اولی علامۃ
معروفۃ ؎ کینت علے جبہات اولاد الزناء و بفحواے سہ
محبت شہ مردان مجوز بے پدرے ؎ کہ دست غیر گرفت است
پاے مادر او ؎ ثبوت نسب نصاب منظور فیہ است ثالثا جب
مخاطب نے اخوی شیخ محمد زکی سلمہ اللہ العلی سے اپنا اولاد
جناب امام حسن عسکری سے ہونے کا اقرار کیا والعہدۃ علے
الراوی اور بعد تحقیق واستماع عبارت صواعق محرقہ وغیرہ
کے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے کوئی اولاد بجز
حضرت حجۃ اللہ فی ارضہ القایم بامرہ علیہ وعلے ابائہ الف صلوۃ
وسلام نہ چھوڑا تو پھر آپ کا رضوی لکھنا غیر مرضی ہے مجہول
النسب ہونا بھی متحتم ہوا اور طوق لعنۃ اللہ علے داخل النسب و
خارج النسب کا بھی گلے کا ہار رہوا اور اپنے باپ کا نام ونشان
نہ لکھنا اور بھی موجب ننگ وعار ہوا رابعا ازانجا کہ مخاطب
از روے دعوی سیادت وظہور مشرب و قومیت وپیشہ وحرفت
کے اصلا ونسلا طرفہ معجون ومجموعہ اقسام جنون بنی لہذا بمناسبت
مقام ایک حکایت لطیف عرض کیجاتی ہے شاید ناگوار طبع شریف

نہو کہ ایک عالم فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشریہ سے اور بعض فضلہ اہلسنت سے کہ مدعی سیادت تہا مباحثہ ہوا عالم شیعہ نے اثنا سے کلام مین صلوۃ وسلام اوپر محمد وآل محمد علیہم السلام کے بہیجا اُس فضلہ سینہ نے جو مثل آپکے مدعی سیادت تہا کہا کہ کیا دلیل ہے واسطے جواز صلوۃ کے غیر انبیا پر عالم شیعی نے اور ادلہ کو ترک کرکے آیہ کریمہ اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوۃ من ربھم کی تلاوت فرمائی تب اُس فضلہ سنی نے بکمال عناد بلالحاظ عقوق ابا واجداد کہا کہ علی ابن ابیطالب اور انکے اولاد کو کیا ایسی مصیبت پہونچی جو مصداق اُس آیہ کریمہ کے ہوے عالم شیعی نے ذکر مصائب اہلبیت کو بنظر شہرت ترک کرکے بغرض مزید خجالت مناظر کے فرمایا کہ اس سے زیادہ کیا مصیبت ہوگی کہ تم ایسا فرزند آنکی اولاد مین پیدا ہوا کہ بعض منافقین کو اُنپر ترجیح وتفضیل دیتا ہے اور اپنے ابا واجداد پر صلوۃ بہیجنے کا بہی روادار نہین ہوتا تمامی اہل مجلس اس لطیفہ پر ہنس پڑے اور وہ فضلہ سنی خجل ومنفعل وخفیف ومضمحل ہوا بعض شعرانے حاضرین مجلس سے یہ اشعار تصنیف کیئے ؎ اذا العلوی تابع ناصبیا ✤ بمذھبہ فماھو من ابیہ ✤ وان الکلب خیر منہ طبعا ✤ فان الکلب طبع ابیہ فیہ ✤ ترجمہ یعنے جب کوئی سید علوی سنی ناصبی کے مذہب کی متابعت کرے تو جاننا چاہیئے کہ وہ اپنے باپ کا پیدا نہین ہی کتا اُس سے بہتر ہے کہ اسمین اپنے باپ کی طبیعت موجود ہے

والعاقل تکفیہ الاشارۃ قولہ قسیم الدین احمد اقول اولا یہ
کس قسم کا نام ہے جس سے سراسر کفر مسمیٰ کا ظہور تام ہے ایسلئے کہ
منطقین وغیرہ کا قول مشہور ہے قسیم الشئ یبا ئنہ یعنے جب ایک
مقسم کی دو قسمین نکلینگے تو ان دونون کو باہم قسیم کہتے ہین اور وہ
دونون قسیم باہم متبائن ہوتے ہین ایک دوسرے کی ضد و نقیض
ہوتے ہین پس جب آپ قسیم دین ہوئے تو بنا بر اس قاعدہ اہل
میزان کے آپ مبائن دین کے ہوے اور مبائن دین نہین ہے
مگر کفر فطابق الاسم بالمسمے کالنعل بالنعل وذلک ظاہر
لیس بالمعمی اور اگر قسیم بمعنی قاسم ہے فلم یکن لہ من الدین
قسمۃ لما اشتہر ان القاسم محروم اور ظاہر تقسیم دین تقسیم اسلے
الحق والباطل ہی فماذا بعد الحق الا الضلال ثانیاً درصورت
بدنامی احمد کا قسیم الدین سے بدل ہونا بھی بے ادبی ہے اسم
مبارک جناب رسالتمآبؐ کے ساتھ کہ یہ دوسری علامت کفر ہے
ہان ممکن ہی کہ خود کو بے قصور کیئے اور والدین کو مبتلاے بیلاے
بدنامی کیجئے ثالثاً جو خطاے ثالث انکی تصور کیا سکتی ہے یہہ ہی
کہ مخاطب نے سب نسبتین اپنے مثل حنفی قادری منعمی ہونے کی
ظاہر کین مگر نہین کہ کس سانحہ سے نسبت اول اپنی یعنی ابنیت
وولدیت اپنی ظاہر نہ کی کہ بہت ضروری تھی اور فن النساب کا مدار
اسی پر ہے اور داب مصنفین سے بھی ہے کہ اپنی ابنیت کو ظاہر
کرتے ہین شاید انکو مصرع مشہور خیال آیا ع من بیچارہ ناخلف
پدرم ہا بہرکیف اس اخفا سے کچھ شک تو ہوتا ہے اور احتمالات

مظنونہ و مسموعہ کی تصدیق ہوا چاہتی ہے اگر اسم والد ماجد بوجہ
من الوجوہ المخفیہ لا معلوم تھا تو کاش کسی کا نام فرضی طور پر بھی
مثل غلام مرتضی و عابد حسین رضوی فرضی کے لکھدیتے کہ یہ راز
مخفی پوشیدہ رہجاتا اور آپکو لوگ مجہول الاب نہ کہتے آپ ہی غور
کرین کہ یہ ایسا امر ضروری تھا کہ ہر چند بہ نسبت خلیفہ ثانی کے
بھی لوگ مختلف طور سے روایت کرتے تھے اور تعدد قرابت ثابت
تھا جیسا کہ مثالب کلبی سے لوگ نقل کرتے ہین مگر بنا بر اغلبیت
ابن الخطاب کہلاتے تھے اور اگر کوئی امر دیگر مانع اظہار اسم
مبارک ہو تو آپ جانیئے ما علینا الا البلاغ قولہ حنفی اقول
یہ نسبت آپکی طرف آپکے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کے ہے جس سے
معلوم ہوا کہ آپ انکے ملت و شریعت پر ہین جناب رسالتمآب یا
اہلبیت طاہرین سے آپکو کوئی واسطہ نہین ہی اور اسی نسبت کو
دوسری نسبتو نپر مثل محمدی یا ابابکری یا عمری وغیرہ کے ترجیح دیتے
ہین چنانچہ آپ خود بحث امامت مین لکھتے ہین پس اسی معنے کر
ہملوگ ایمہ مجتہدین کو امام کہتے ہین چنانچہ تفسیر بیضاوی و مدارک
وغیرہا مین تحت تفسیر آیہ کریمہ یوم ندعو کل اناس بامامہم
کے یعنے جس روز پکارینگے ہم ہر آدمیونکو ساتھ امامون انکے
کے مکتوب ہے کہ مراد امام سے یا نبی یا کتاب یا مقدم فی الدین
ہی جسکا مطلب صاحب تفسیر حسینی نے یہ لکھا ہے کہ پکارا جاویگا مثلاً
یا محمدی یا اہل القرآن یا حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی وغیرہم انتہے
پس معلوم ہوا کہ جسطرح آپ یہان اس نام سے امام کے مشہور ہین

صہ ۱۹ ضرب منکر

قیامت کے روز بھی اسی نام سے پکارے جائینگے اور ہملوگ یا محمدی
یا علوی یا جعفری یا اثنا عشری کے خطاب سے ہونگے سو اے
مہوس اپنی اپنی قسمت اسکا رشک کیا؟ کیمیا تیرے لیئے خاک شفا
میرے لیئے ہ. بہرکیف باقتضاے مقام ضروری ہوا کہ کچھ مختصر
حال آپکے امام اعظم کا جنکے دین و شریعت و طریق و ملت و سنت
پر آپ ہین اور قیامت کے روز انھین کے نام سے پکارے
جائینگے اہلسنت کے ایمہ ثقات و مجتہدین عالی درجات کی زبان سے
مذکور ہو اگرچہ تفصیل اسکی بھی انشاء اللہ بعد اسکے مذکور ہوگی
لیکن یہان دو چار قول پر اختصار کیا جاتا ہے اولاً آپکی منسوب
الیہ ثانی عارف ربانی قطب صمدانی غوث اعظم پیر دستگیر
محبوب سبحانی ما اعظم ثانی شیخ عبدالقادر جیلانی نے منسوب الیہ
اول ابو حنیفہ نعمانی کو جنکے طرف نسبت کرنا مخاطب نے اپنا فخر
دو جہانی و شرف جاو دانی جانا ہے فرقہ ہالکہ مرجیہ سے شمار
کیا ہے چنانچہ غنیۃ الطالبین مین بعد تذکرہ فرقہ ناجیہ و فرقہ
ہالکہ کے کہا ہے فاصل ثلث وسبعین فرقۃ عشرۃ اہل السنۃ و
الخوارج والشیعہ والمعتزلۃ والمرجیۃ والمشبہۃ والجہمیۃ
والضراریۃ والنجاریۃ والکلابیۃ بعد اسکے کہا ہے اما المرجیۃ
ففرقہا اثنا عشر فرقۃ الجہمیۃ والصالحیہ والشمریۃ
والیونسیہ والیونانیہ والنجاریۃ والغیلانیۃ والثبیۃ
والحنفیۃ والمرسیۃ والمعاذیۃ والکرامیۃ بعد اسکے کہا
اما الحنفیۃ فہم اصحاب ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت

ص ۲۲۷ غنیۃ الطالبین

زعم ان الایمان هو المعرفة والاقرار بالله ورسوله وبما جاء به من عنده جملة علی ما ذکره البرهوقی فی کتاب الشجرة بعد اسکے کہا اتباع الحنیفة کلهم فی النار انتهی یعنے اصل تهتر فرقہ کے دس ہے سنی خوارج شیعہ معتزلہ مرجیہ جہمیہ مشبہیہ ضراریہ بخاریہ کلابیہ لیکن مرجیہ پس فرقے اسکے بارہ فرقہ ہین جہمیہ صالحیہ شمریہ یونسیہ یونانیہ بخاریہ غیلانیہ شبیبیہ حنفیہ مریسیہ معاذیہ کرامیہ لیکن حنفیہ پس وہ مریدان و تابعان ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ہین کہ گمان کیا کہ ایمان کہتے ہین معرفۃ واقرار بخدا اور رسول اور ماجاء به الرسول کو جیسا کہ برہوقی نے کتاب شجرہ مین ذکر کیا اور تابعان ابو حنیفہ سب فی النار ہونگے اور اگر شاید کسی متعصب معاند کو اس قول سے غوث اعظم کی انکار ہو یا نسبت غنیۃ الطالبین مین طرف غوث اعظم مذکور کی شک ہو تو مین بحولہ و قوتہ تعالے ان دونون امرونکو ثابت کرتا ہون کہ پھر کسی جاہل کو کوئی عذر نہو اما صحت نسبت غنیۃ الطالبین طرف غوث اعظم مذکور کے پس شاہ ولی اللہ پدر شاہ عبد العزیز نے قرۃ العینین نے تفضیل الشیخین مین لکھا ہی قال سیدی عبد القادر رضی اللہ عنہ فی الغنیۃ اور ترجمہ مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی سے جو نیچے عبارت غنیہ کے مرقوم ہی ظاہر ہے اور اس عبارت اما الحنیفہ الخ پر بھی کچھ حاشیہ بادعاے باطل الحاق چڑھایا ہے لیکن صحت قول مذکور پس ملا علی قاری نے منہج ازہر شرح فقہ اکبر مین لکھا ہی واما ما وقع فی الغنیۃ للشیخ عبد القادر الجیلانی

حاشیہ: زعم ابوحنیفہ الخ

صفحہ ۲ کمانی صیانۃ الایمان المعنی بہ ذیل احمد

عند ذکر الفرق الغیر الناجیۃ حیث قال ومنھم القدریۃ
وذکر اصنافا منہم ثم قال ومنھم الحنفیۃ وھم اصحاب
ابی حنیفہ نعمان ثابت الخ یعنے جو غینہ مین شیخ عبد القادر
جیلانے ذکر فرقہ غیر ناجیہ مین کہا ہے کہ بعض اُنسے قدریہ ہین اور
اُنھین قدریہ سے حنفیہ اصحاب ابی حنیفہ نعمان بن ثابت الخ پس
اس قول سے دونون امر واضح و آشکار ہوے ثانیا کیونکہ یہ ارشاد
صداقت نبیاد غوث الاعظم نہ فرمائین اِن حضرت ابوحنیفہ کوفی نے
بہی تو تمامی سینونپر قیامت عظمیٰ قائم کی ہے کہ کہا ایمان ابو بکر و
ابلیس واحد ہے چنانچہ قاضی ابوالیمن نے تردید قول خطیب
مین دربارۂ نقل تجویز عبادت نعال امام اعظم سے باین عبارت
لکہا ہے کما قال ابن جزلۃ فی مختار مختصر تاریخ خطیب ان
ابا حنیفۃ سئل عن رجل قال اشھد ان الکعبۃ حق ولکن
لا ادری ھذہ ھی التی بمکۃ ام لا فقال مومن حقا و
سئل عن رجل قال اشھد ان محمد بن عبد اللہ نبی ولکن
لا ادری ھو الذی قبرہ بمدینۃ ام لا فقال مومن حقا و
قال الحمیدی من قال ھذا فقد کفر پہر کہا ثم اتبع الخطیب
ذلک بالطامۃ الکبری یروی باسناد ان ابا حنیفۃ
قال لو ان رجلا عبد ھذہ النعل یتقرب بہ الی اللہ تعالیٰ
لم ار بذلک باسا وحکی عن سعید انہ قال ھذا ھو الکفر
ولعمر واللہ ان الاضراب عن ذکر ما قالہ الخطیب وصنفہ
فی ھذا الباب اولی واجمل واحق فان الزھریۃ قد انتقلت

ایمان ابلیس و ایمان ابوبکر و عمر یکساں ہے قول ابوحنیفہ

طعن الامام ابو حنیفہ کوفی

من رمی ابی حنیفه بالارجاء وقوله فی الایمان قول بلا عمل الی عبادة الاصنام فانه لا فرق بین عبادة النعل وعبادة الحجر والخشب وهل جاهد النبی قریشا وقتلهم ودعاهم الا الی ترک عبادة الاصنام وان یعبد الله فاذا قال قائل اننی اعبد النعل اتقرب به الی الله فهل هو الا نفس قول المشرکین ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی وجمیع ما اتی به بعد ذلک حقیر یسیر عند هذه الحکایة فانه ذکر عنه ان الایمان قول بلا عمل وشنع فی حکایات اوردها عنه ترتفع قدره عن مثلها وعن التفوه بها منها ان ایمان ابی بکر الصدیق رضی الله عنه وایمان ابلیس واحد نعوذ بالله انتہی یعنے کہا ابن جوزی نے مختار مختصر تاریخ خطیب مین کہ ابو حنیفہ سے کسی نے سوال کیا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ کعبہ حق ہے مگر نہین جانتے کہ یہ وہی کعبہ ہے جو مکہ مین ہے تو ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ شخص مومن حق ہے اسیطرح جو کوئی کہے کہ محمد بن عبداللہ نبی برحق ہین مگر نہین جانتے کہ یہ وہی محمدؐ ہین جو مدینہ مین مدفون ہین تو وہ بھی مومن حق ہے کہا حمیدی نے کہ کہنے والا اسکا کافر ہے اور بعد اسکے خطیب نے قیامت کبریٰ یہ قائم کی کہ باسناد ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ کہا ابو حنیفہ نے اگر کوئی شخص بغرض تقرب الی اللہ عبادت کفش دپاپوش کرے تو کچھ ہرج نہین ہے کہا سعید نے کہ یہ کلمہ عین کفر ہے واللہ اگر خطیب ایسے اقوال کو نقل نہ کرتا تو بہتر تھا کیونکہ اب مصیبت نے ترقی کی ابو حنیفہ

جواز عبادت کفش و پاپوش نزد ابو حنیفہ

کے مرجئہ ہونے سے اور ایمان کو قول بلا عمل کہنے سے طرف اسکے
کہ ابو حنیفہ قایل عبادت اصنام تھے یعنے بت پرست تھے کیونکہ
درمیان عبادت نعل و عبادۃ سنگ و چوب کوئی فرق نہین ہی اور
نہ جہاد کیا پیغمبر خدا نے قریش سے مگر اسی لیئے کہ اُنسے بت پرستی
ترک کرائین اور عبادت خدا کرائین جب قایل نے یہ کہا کہ ہم عبادت
کفش کرتے ہین بغرض تقرب الے اللہ تو یہی بعینہ قول مشرکین
ہے کہ ہم عبادت بتونکی نہین کرتے مگر اسی غرض سے کہ تقرب خدا
حاصل ہوا اور بعد اسکے جو کچھ خطیب نے ذکر کیا ہے وہ ان امور
کے بہ نسبت حقیر و یسیر ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے ایمان ابو بکر و ایمان
ابلیس ایک ہے انتہی مختصرا اور یہ مضامین حیرت انگین کتاب
المنتظم ابن جوزی مین بھی بشرح و بسط تمام مذکور ہین من شاء
الاطلاع فلیرجع الیہ اور واضح ہو کہ یہ قول مخصوص بہ ابو حنیفہ
ہی نہین ہی اسیلئے کہ عام اہلسنت یعنے اشاعرہ کا یہی عقیدہ ہی
گو بصراحۃ اسکے قائل نہون چنانچہ مولوی عبد العلی بحر العلوم
سنیّہ کے کلام سے شرح مسلم الثبوت مین ظاہر ہے دیجوز نسخ
وجوب الایمان و حرمۃ الکفر عند الاشاعرۃ فالایمان و الکفر
سئیان عندہم و ما اوجب الشرع فہو حسن و ما حرم فہو حرام الخ
یعنے منسوخ ہونا وجوب ایمان کا اور حرمت کفر کا نزدیک اشاعرہ
کے جائز ہے پس کفر و ایمان انکے نزدیک مساوی ہی جسکو شریعت
نے واجب کیا حسن ہی اور جسے حرام کیا وہ حرام ہی الخ پس ہرگاہ کفر و
ایمان انکے نزدیک مساوی ہوا تو یہ کہنا ابو حنیفہ کا کہ ایمان ابو بکر

ذبایح ابو حنیفہ بعوض

قول ابو حنیفہ کہ ایمان ابوبکر و ابلیس یکسان ہے

وابلیس ایک ہی بجا و درست ہوا ثالثا ابن جزلہ نے اپنی مختصر تاریخ
خطیب مین لکھا ہے انہ ای اباحنیفۃ کان ھذ ھبہ مذھب
جھم یعنے ابوحنیفہ کا مذہب جہمی تھا ترابعا ارشد تلامذہ ابوحنیفہ
ابو یوسف بہی قایل تھے کہ ابوحنیفہ مرجی جہمی خارجی تہے چنانچہ
قاضی ابو علی یحیی بن جزلہ نقلا عن القاضی ابوالیمن کہتے ہین و
اعجب ما مر فی ھذ الباب ما ختمہ باسنادہ عن سعید
بن سالم قال قلت لقاضی القضاۃ ابی یوسف سمعت اھل
خراسان یقولون ان اباحنیفۃ جھمی مرجئی فقال لے
صدقوا ویری السیف ایضا قلت لہ فاین انت منہ فقال
انا کنا ناتیہ یدرسنا الفقہ ولم نکن نقلدہ دیننا
یعنے سعید بن سالم سے روایت ہے کہ کہا مینے قاضی القضاۃ ابویوسف
سے کہ اہل خراسان کہتے ہین ابوحنیفہ جہمی مرجئی تھے تو ابو یوسف
نے کہا کہ سچ کہا اُن لوگون نے اور وہ خارجی تھے پس مینے کہا کہ
تمہارا کیا اعتقاد ہے ان امور مین تو کہا کہ ہم لوگ فقط درس فقہ لینے
کو آنکے پاس جاتے تہے امر دین مین ہرگز متابعت نہین کرتے تھے
انتہی پس ہر چند ابو یوسف اپنی مرجی ہونیکے منکر ہین مگر ابن قتیبہ نے
کتاب معارف مین ابوحنیفہ و اُستادلسکے حماد و محمد بن الحسن و ابو یوسف
شاگرد کو سبھونکو مرجئی لکھا ہی چنانچہ یہ عبارت اُسکی ہے اسماء المرجیہ
ابراھیم التیمی عمر بن مرۃ ابوذر الھمدانی طلق بن حبیب حماد
بن ابی سلیمان ابوحنیفہ الفقیہ عبدالعزیز بن رداد ابنہ
عبدالمجید خارجہ بن مصعب عمر بن القیس الماصر

ابومعاویہ الضریر یحیی بن ذکریا ابن ابی زایدہ ۲ ابویوسف صاحب الرای محمد بن الحسن محمد ابن السایب مسعر بن کرام انتہی اور علامہ ذہبی بھی اسکے مقر ہین کہ ابوحنیفہ مرجی تھے بلکہ اس مذہب مین اجلہ اصحاب کو اپنے شامل کیا ہے اور ندمت سے اس مذہب کے دست بردار ہوے ہین جیساکہ کما میزان الاعتدال بین اما مسعر بن کرام فحجۃ امام ولا عبرۃ لقول السلیمان کان من المرجئۃ مسعر وحماد بن ابی سلیمان والنعمان وعمر بن مرۃ وعبد العزیز بن ابی رواد وابومعاویۃ وعمر بن ذر وسر دجماعۃ قلت الارجاء مذہب لعدۃ من جلۃ من العلماء لا ینبغی التحامل علی قائلہ یعنے مسعر بن کرام حجۃ و امام ہے اور سلیمانی نے یہ جو کہا ہے کہ مرجی تھا مسعر وحماد بن ابی سلیمان ونعمان ابوحنیفہ وغیرہ جنکا نام مذکور ہوا اسکا کچھ اعتبار نہین ہے کیونکہ ارجاء بہت سے علمائے جلیل القدر کا مذہب تھا اوسپر اعتراض نکرنا چاہیئے انتہی اور یہ ارجاء وہی ہی جسکو مخاطب نے مرض رجی تجویز کرکے بغرض پیش بندی نجات وبرات اپنی خطبہ مین ظاہر کیا تھا اور بغرض پردہ پوشی یا ایہام وتلمیع سابقین کے بطالات وکفریات مین داخل کیا تھا اب نہین معلوم کہ اپنی اس امام المحدثین کا فرمان سنکر کس بیابان مین جاکر اپنی کو ہلاک اور جامہ زندگی کو چاک کرینگے اگرچہ سابقا حدیث نبوی دربارہ مرجیہ وقدریہ مشکوۃ سے ذکر ہوئی اب یہانپر بعض آیمہ اعلام کا قول دربارۂ مذہب ارجاء نقل کیا جاتا ہی اور بغرض اختصار ترجمہ پر اقتصار ہوتا ہی ابن جوزی

ابویوسف مرجی

مرجی ہونا اکثر اجلہ علمائے اہلسنت کا

تلبیس ابلیس مین کہتے ہین کہ مرجبہ قایل ہین کہ جو اقرار شہادتین کرے
اور تمامی صغایر و کبایر کا مرتکب ہو وہ ہرگز داخل آتش جہنم نہوگا
حالانکہ یہ عقیدہ مخالف ہی حدیث صحیح کے کہا ابن عقیل نے کہ بیشبہ
موجد مذہب ارجا کا زندیق تھا کیونکہ صلاح عالم موقوف ہے
اثبات جزا و سزا و اعتقاد وعد و وعید پر اور مرجبہ کو چونکہ انکار
صانع عالم کرنا دشوار تھا کہ خوف تھا مبادا احکام شرعی جاری ہوون
اور عوام الناس نفرت کرین اور غرض تحصیل دنیا فوت ہو اور رشد ائد
زیادہ ہون اسلیئے اصل جنت و نار کا انکار کیا اور سیاست شرعی کو
باطل و بیکار ٹھہرایا پس یہ فرقہ بدترین فرقہ اسلام ہی انتہی ملخصا
شاید ہمارے مخاطب چونکہ مقلد ابو حنیفہ رہی کے ہین اسیوجہ سے اکثر ہفوات
و کفریات خصوصا نسبت خلاصہ موجودات جناب امیر و امام آخر الزمان
علیہم الصلوۃ و السلام من اللہ المنان استعمال فرماتے ہین کہ جب
روز جزا کی باز پرس کا ایمان ہی نہین ہے تو پھر دل کا حوصلہ کیون
نہ نکالین اور ذریات طیبین خیر المرسلین کے بارہ مین سنت اپنے
خال المومنین امیر المومنین معاویہ کی جس سے بنیاد بے بنیاد سنت
و جماعت قائم و مستحکم ہوئی ہے کیون نہ جاری کرلین غیر مخاطب
کیواسطے قیامت کبری و حادثہ عظمی یہ ہے کہ خطیب بغدادی جسکی
فضائل و مناقب بستان المحدثین شاہ صاحب مین قابل ملاحظہ
ہے وہ دجال موعود انہین امام اعظم سنیان ابو حنیفہ نعمان کو
کہتے ہین جیساکہ مختصر تاریخ خطیب مین ابوعلی یحیی جزلہ فرماتے ہین
وختم ای الخطیب الابواب المختشۃ بان قال ذکر ما قالہ

العلماء فی امر رایہ والتحذیر فیہ الی ما یصل بذلک من ذکر اخبارہ و بدء بالطعن علی من قال بالرای وما ورد من الاخبار فیھم فسلک مذھب النظام ومن تبعہ من نفاۃ القیاس سواء واورد اضعف شبھاتھم واورد السباب وانہ دجّال ھذہ الامۃ وانہ ماولد فی الاسلام مولودا ضرمنہ انتھی یعنی ختم کیا خطیب بغدادی نے اپنے اُس باب کو جسمین اُسنے ذکر ابوحنیفہ کیا تھا اُن اقوال پر جو علمانے دربارہ اُسکے راے وقیاس کے کہا ہے اور رد جو قایل العمل بالراے ہوا اُسپر طعن کیا یہانتک کہ کہا خطیب نے ابوحنیفہ دجال اس امت کے تھے اور کوئی مولود اسلام کو ضرر پہونچانیوالے اُن سے بڑھکر اسلام مین پیدا نہین ہوا انتھی ملخصا اقول سچ کہا کہ حقیقت مین ان ابوحنیفہ سے بڑھکر ضرر پہونچانیوالا اسلام کا کوئی نہ تھا بشرطیکہ ثلاثہ کو اسلام سے بہی خارج کرین جیسا مولود فی الاسلام سے خارج تھے بہرکیف اب یہ عقیدہ حل ہوا کہ جب مخاطب مقلدین دجال سے ہے تو کیونکر وجود ذی جود حضرت صاحب الامر و الزمان علیہ السلام کا انکار نکرے اگر بوجہ غیبت واختفا موقع تلوار وسنان کا نہین ہی تو قلم وزبان ہی سے حمایت اپنے امام دجال کی کیون عمل مین نہ لاوے ہرگاہ فقط محبت عثمان متابعت دجال کو کافی تھی جیسا کہ ذہبی نے میزان مین وہب سے روایت کیا ہے عن حذیفۃ انہ قال رسول اللہ ان خرج الدجال تبعہ من کان یحب عثمان انتہی یعنے کہا حذیفہ نے کہ فرمایا

حل عقدہ

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر خروج کرے دجال تو اسکی متابعت
کرینگے دوستان عثمان انتہی تو مخاطب کہ مقلد دجال ہین ان کے
تابعان دجال ہونے مین کیا عذر ہے بلکہ بمفاد نزاد لغمت علے
الطنبور عداوت انکی بہ نسبت دجال کے زیادہ ہوگی خامساً
امام غزالی اپنی کتاب منخول مین فی کتاب التقوی کہتے ہین کہ محصل
اُسکا یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ مجتہد نہ تھے اسلیئے کہ وہ لغتہ نہین جانتے تھے
اسلیئے لو رماہ بابو قبیس کہا اور معرفتہ حدیث بھی اُنکی خوبی نہ تھی
بلکہ کچھ نتھی اسلیئے احادیث ضعیفہ پر انکا عمل تھا اور احادیث صحیحہ کو رد
کرتے تھے بلکہ وہ فقیہ نفس بھی نہ تھے کہ اپنے کو بتکلف فقیہ بناتا تھا انتہی
اور کتاب الترجیح مین اسی کتاب کے کہا نقلاً عن قاضی ابی بکر کہ نظر غیر
متفاوت دو قسم پر ہے ایک وہ جو بمنزلہ بدیہی ہی مثل اسکے کہ گلا گھونٹ
کر مارنیوالا بھی عمداً قتل کرنے والا ہے اور جو اسکے خلاف گمان کرے
وہ احمق ہی اور اسمین مخالفت ابوحنیفہ کی ہمکو پروا نہین ہی کیونکہ ہمکو
یقین ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی دس حصہ مذہب سے نو حصہ مین بڑی
خطا کیا ہی اور نیز اسی کتاب مین ہی کہا شافعی نے استحسان شرعاً فردر
ہی اور بعض مریدان ابوحنیفہ نے کہا کہ استحسان پر کوئی دلیل نہین
قائم ہی اور یہ کلمہ کلمہ کفر ہی اور پھر اسی کتاب مین ہی اما ابوحنیفة
فقد قلب الشریعة ظهرا لبطن وشوش مسائلها وغیر
نظامها یعنے ابوحنیفہ نے الٹ دیا شریعت کو پشت کیطرف اور مسائل
کو تشویش مین ڈالا اور اسکے نظام کو متغیر کردیا بعد اسکے امام غزالی
فرماتے ہین ولولا شدة الغباوة وقلة الدرایه وتدرب

ابوحنیفہ نے نو حصہ مسائل مین خطا کی ہے

القلوب علی اتباع التقلید والمالوف لما اتبع مثل ھذا المتصرف
فی الشرع من سلم حسہ فضلا عمن لینتند نظرہ ولھذا اشتد
المطعن والملعن من سلف الائمۃ فیہ الی ان الحقموہ
بردمہ حرم الشرع انتہی یعنی اگر شدت غباوۃ وقساوت فہم اور میلان
دلونکا طرف تقلید کے اور مالوف ہونا ساتھ طریقۂ ابائی کے نھوتا تو کبھی
ایسے شخص متصرف فی الاسلام کی متابعت نکرتا وہ شخص جسکا حس و
ادراک صحیح ہوتا چہ جائیکہ صاحبان نظر اسکی متابعت کرین اسیواسطے
آئمہ اسلاف سے لعن وطعن شدید ہوا کیا بہ نسبت اسکے یہانتک کہ
لوگون نے انکو مخربین شرع سے شمار کیا ہی انتہی جاے غور ہی کہ یہ
امام غزالی لعن کو مطلقاً حتی البھایم بلکہ ابلیس لعین سے منع کرتے
ہین اور یزید پلید تک پر لعن کرنیکو منع کرتے ہین بلکہ ترحم وصلوٰۃ
کو جائز رکھتے ہین اور بجز کفار یقینی کے کسی کے لیئے لعن کرنیکو نہین
جائز رکھتے معذلک امام اعظم سفیان ابوحنیفہ کے لیئے لعن وطعن
کو اپنے آئمہ سلف سے نقل کرتے ہین فاعتبروا یا اولی الالباب
ان ھذا الشئی عجب العجاب سادساً صاحب قاموس مجد الدین
فیروزابادی بہی قایل بکفر ابوحنیفہ ہین جیساکہ ابن جوزی نے
کتاب منتظم مین لکھا ہے قد کفر اباحنیفہ مجد الدین الفیروزابادی
سابعاً اعجب امور سے یہ ہی کہ شیخ بخاری جسکے کلام کو یہ حضرات اصح
الکلام بعد کلام الباری جانتے ہین وہ بہی تصریح کرتے ہین کہ ابوحنیفہ
سے بڑھکر کوئی اسلام مین پیدا نہین ہوا چنانچہ تاریخ صغیر بخاری
مین ہے قال حدثنا نعیم بن حماد قال حدثنا الفزاری قال

كنت عند السفيان الثوري فنعي النعمان فقال الحمد لله كان ينقض الاسلام عروة عروة ما ولد في الاسلام اشام عنه انتهى یعنے حدیث کیا مجھسے نعیم بن حماد نے کہ حدیث کیا مجھسے فزاری نے کہ کہا مین بیٹھا تھا سفیان ثوری کے پاس کہ خبر مرگ ابو حنیفہ آئی سفیان نے کہا شکر خدا وہ مرگئے اسلام کو ٹکڑی ٹکڑی کرتے تھے اُنسے بڑھکر کوئی ایسا اسلام مین پیدا نہین ہوا انتہی ومزید توضیح ہذا المقام فی المجلد الاول من استقصاء الافحام وعمارۃ المساجد وظفر المبین وغیرہما من رسائل المتسمین انفسہم بالمحدثین کیون مخاطب صاحب پھر ایسے شخص مرجی جہمی خارجی ناقض الاسلام اشام الناس جاہل مطعون ملعون دجال ہذہ الامہ بقول علمائکم البارعین وائمتکم الکاملین کی طرف آپ اپنی نسبت کرتے ہین اور بفخر ومباہات اپنی کو حنفی کہتے ہین اور محمدی کہتے ہین عار وننگ سمجھتے ہین اگر آنحضرتؐ کیطرف بوجہ کمال بغض وعداوت نسبت نکرتے تو اپنے خلفاے ثلثہ ہی کو جو اجداد سے آپکے ہونگے اپنی نسبت کرکے اپنا دل شاد کرتے اگر انکو دفتر پارینہ سمجھکر ننگ آتا تو ابو الحسن اشعری سے جو اصول مین امام ہین رشتہ لگاتے کیا فروع ہی مین ضرورت تھی اصول مین کچھ حاجت نہین ہے کیا خوب بعض عرفای ظرفا نی کہا کہ مذہب شیطان اصولا موافق ابو حنیفہ کے ہی کہ خلقتني من نار وخلقته من طين کہا جو قیاس ابو حنیفہ سے بمدارج بہتر ہے اور فروع مین موافق اشاعرہ کہ کہا رب فبما اغویتني لاقعدن لهم صراطك المستقيم کہ نسبت اغوا خدا کیطرف کیا جیسے مذہب اشاعرہ ہی کہ جملہ افعال مین بندہ مجبور ہے اور فاعل حقیقی خدا

شیطان اصولاً وفروعاً اہلسنت

ہی کا مرویحیٰ من بعد انشاء اللہ جو آپنے سبھونکو ترک کرکے یعنی رسول خدا کو
اور اپنی خلفاے ثلثہ کو اور اپنے ابوالحسن کو جو صحابی رسول کی اولاد
واحفاد سے تھے چھوڑ چھاڑ کر ابو حنیفہ کے گلے پڑے جو نہ صحابی تھے
نہ خلیفہ زادہ بلکہ غلام زادہ تھے جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے رسالہ
مناقب شافعی مین لکھا ہے لان الناس اتفقوا علی ان ابا حنیفۃ
کان من الموالی الخ یعنے سب کا اتفاق ہی اسپر کہ ابو حنیفہ غلام آزاد
کردہ کی اولاد سے تھے الخ بالجملہ امام غزالی کا قول واقعی بہت صحیح ہی کہ
جس شخص کا حسن ادراک صحیح وسلیم ہوگا وہ کبھی تقلید ابو حنیفہ کی نکریگا
چہ جائیکہ عالم یا صاحب نظر ہو چنانچہ تصدیق اسکی مخاطب کی عبارت
سراسر خسارت پر خرافت سے جو مصداق ان انکر الاصوات
لصوت الحمیر ہے ضرب منکر کی تحریر و تقریر سے ہوگی جو شخص ان ہفوات
ابن حنیفہ کو دیکھیگا بیساختہ ہنسیگا اور کہیگا کہ بیشک یہ خبط الحواس
مقلد اسی اشام الناس کا ہی نعوذ باللہ من شر الوسواس الخناس
الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس

ف ابو حنیفہ غلام زادہ تہا

قولہ قادری منعمی اقول اولا یہ نسبت ثانی تو اول سے بہی کچھ زیادہ
فحش ہی شاید یہ فرقہ رافضیہ کیطرف نسبت کیا ہے جسکی شان مین
لعنۃ اللہ علے داخل النسب وعلی خارج النسب علی رفض النسب مشہور
ہے اور بجز پیر ناخس است واعتقاد ما بس است از روی فن انساب
اسکا پتہ ونشان نہین معلوم ہوتا ہی شاید اسی نسبت کی نحوست سے
مخاطب کو بہی اپنا نسب معلوم نہوا جو اپنے رسالہ منکر مین درج کرتا
مقتضائے عقیدت ونشائے ارادت بہی یہی ہی سو بیشادہ بہی قدم

بقدم ہو جو باپ کے ۞ بالجملہ اس شخص مجہول الحال کے بارہ مین
ایسا دروغ بیفروغ مریدون نے مہیا کیا ہے کہ جسکے دیکھنے سے استکراہ
ہوتا ہی اور اسلام مین اُن مریدون کے اشتباہ فضیلت مبدل بہ
فضیحت و عزت متغیر بذلت ہو جاتی ہی اگر قدر قلیل اُسکا بیان ہو
دفتر ضخیم و طویل مین تجمع اُسکا خارج از امکان ہو اور حضرت امام
ابو حنیفہ سابق الذکر بمقابل اُنکے اولیاے کامل مین شمار کئے جائین
اور رجال انکے ائمہ کرام سے قرار پائین تکلف تو یہ ہی کہ خلفا کیسے
بلکہ جناب رسالتماب پر بھی معاذ اللہ تفضیل و تقدیم دیتے ہین ایک شمہ
اُن خرافات کا یہ ہی کہ کہتے ہین شب معراج یہ حضرت جناب رسالتمابؐ
سے پہلے آسمان پر موجود تھے اور جس امر مین آنحضرتؐ عاجز و ناچار ہوتے
تھے یہ ناصر و مددگار ہوتے تھے یہانتک کہ حضرت کے مرکوب بنے اور
مرکوب اول سے بھی زیادہ مرغوب ہوئے جسکی جلد و کرایہ مین گیارہوین
بارہوین تقسیم ہوئی اور اس انعام کی اُنکے بڑی توقیر و تکریم ہوئی کہ
آج میرا پیر تیرے کاندھے پر اور کلمہ تیرا پیر سب اولیاؤن کی کاندھی
پر معاذ اللہ ع خر از پاے رنجیدہ و پشت ریش ۞ کب لیاقت اسکی
رکھتا ہی کہ براق پر سبقت لیجاے اور نبی کی مدد کر سکے یا انبیا و اولیا
کے دوش مبارک پر قدم دھر سکے سہ خر عیسےٰ اگر بمکہ رود ہباز
آید ہنوز خر باشد ۞ باقی رہی تفضیل مرکب اول کہ وہ خود خر یا
بغل ہی حضرات شیعہ کو اختیار ہی کہ جسطرح چاہین اُنکی تشہیر کرین
ثانیاً اجتماع نسب رضوی و قادری مین جو محالات لازم آتے ہین
وہ معلوم ثالثاً بعد دعوے نجات رفض سی جو اعلی مدارج عرفان سی ہے

بہ تحقیق شیخ رئیس مدعی تصوف ہونا تعسف محض ہی رابعا در بارہ نسبت
ثالثہ یعنی متعمی ان دونوں سے زیادہ کلام ہی جیساکہ ظاہر عند اوسے
الافہام ہی قولہ حضرات شیعہ ہداہم اللہ اقول الحمد للہ کہ اس مقام مین
بفضل باری بمصداق کلمۂ حق بر زبان جاری مخاطب متعسف سی کئی
امر ظاہر ہوے جو دلیل صریح کرامت و حقیت حضرات علماے شیعہ کی بمقابل
علماے اہلسنت والجماعت کی ہے اولاً شرف تقدم بالذکر کما قال اللہ
تعالے السابقون السابقون اولئک المقربون ثانیاً اضافہ لفظ
حضرات جیساکہ شایان بزرگان دین ہی ہر چند کسی مسخرے نی مسخراپن
کیا ہو مگر لاریب کہ کلمہ حق و لواریدبہ الباطل کا مصداق ہی ثالثاً قول ہداہم
اللہ انکے واسطے یا اقرار و اخبار و اظہار آنحضرات کی حصول ہدایت
کا ہی کما ہو اصل صیغہ الماضی یا دعا و تحیت انکے لیئے ہے جیساکہ اہل
ایمان و ہدایت کیواسطے یہ داب اہل ادب خصوصاً اہل عرب ہی
اور خدا نے ہمکو روز و شب کے فرائض و نوافل مین اگادن بلکہ
باون مرتبہ اہدنا الصراط المستقیم کہنے کا حکم دیا ہی پس جس بات کو ہم
خود کہتے ہین اگر کفار و فجار نے بھی ہمکو کہا تو ہم بہت خوش ہین برا
نہین مانتے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء قولہ علمای اہلسنت والجماعت
کثرہم اللہ اقول دشمن دانا بہ از دوست نادان علاوہ تاخیر و تحقیر
علماے اہلسنت کی مخاطب نے کلمۂ دعائیہ مین عجیب ظرافت کیا ہے
جسکا سبب بجز جہالت و حماقت کچھہ معلوم نہین ہوتا اگر یہ لوگ ہدایت کے
لائق نہ تھے تو دوسری کوئی دعا دی ہوتی یہ دعا تو درحقیقت بد دعا معلوم
ہوتی ہی حقتعالی کلام مجید مین فرماتا ہی کہ لایستوی الخبیث والطیب

ولو اعجبک کثرۃ الخبیث یعنے نہین برابر ہوتا خبیث وبدذات وطیب وپاکذات اگرچہ خوش آوے تجھکو کثرت خبیث کی اور پھر فرمایا لاخیر فی کثیر من نجوٰیھم واکثرھم لا یعقلون اور پھر فرمایا وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ یعنے اگر تو اطاعت کریگا اکثر اُن لوگونکی جو اہل زمین سے ہین تو گمراہ کرینگے وہ لوگ تجھکو راہ خدا سے پس اگر علماے اہلسنت کثیر ہون جیسا کہ ہمیشہ سے کثیر ہین تو بیشک حسب فرمان ایزدی جسمین تبدل وتغیر ناممکن ہے وہ لوگ اپنے تابعین ومطیعین کو راہ خدا سے گمراہ کرینگے جیسا کہ گمراہ کرتے ہین اور شیعہ بسبب جور وقتل جائرین ظالمین کے قلیل ماھم وقلیل من عبادی الشکور کے مصداق تھے اور ہین ومعذلک غالب ہین جیسا کہ پروردگار نے خود فرمایا کہ من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلاً قولہ دست وگریبان ہین اقول باعتبار تحریر مہذب رعایت لف ونشر مرتب دست حق پرست حضرات علماے شیعہ وگریبان علماے اہلسنت وجماعت ہے اور یون ہی قیامت مین بھی پیش شفیع روز جزا ہوگا انشاءاللہ جسطرح مظلوم ظالم سے طلب حق کرے یا الحق اہل بطالت ونفاق پر غضب اُسوقت آپ اس آیت کے مطابق پکارینگے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم قولہ مصداق آیہ کریمہ ان الذین اہ اقول اس آیہ کو اس مقام پر پڑھنا اور تعریض مذہب شیعہ پر بلفظ شیعًا کرنا کمال سفاہت وحماقت وجہالت ہے شیعہ وشیع مثل فرقہ وفرق دونون مین فرق وحدت وکثرت ہے

پس شیعہ اثنا عشری کہ فرقہ واحدہ ہی ہرگز مصداق شیعًا بصیغہ جمع نہین ہوسکتا ہی بلکہ اطلاق شیعہ اینر مماثل ہے ان من شیعتہ لابراہیم کے اور فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ کے جو حضرت موسی کے حال مین ہے آرے مصداق الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعًا کے محبان ثلثہ ہین کہ کوئی معتزلی ہے کوئی اشعری کوئی ماتریدی کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی حنبلی کوئی مالکی کہ اصولا وفروعا باہم مختلف ہین اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے فہم مصداق کلہم فی النار واما نحن فرقہ واحدہ ناجیہ کما اخبر بہ النبی المختار بقولہ من تمسک بہما وبقولہ من رکبہا نجی قولہ تفریق انکی جماعت مین چاہتے ہین اقول جسطرح جناب سید الشہداء خامس آل عبا روحی لہ الفداء وعلیہ التحیۃ والثناء نے بروز معرکہ کربلا فرمایا تھا اللہم شتت شملہم بیشک تاسی مصدر الکتایب مظہر العجایب مظہر الغرایب اسد اللہ الغالب علیہ الف صلوۃ من اللہ الملک الواہب فاسطین ومارقین وناکثین ومخالفین ومعاندین ومنافقین ومنحرفین عن طریقہ اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی جماعت مین فرقت وتفریق کرنا اور اہل بطالت کی اجماع کی تخریب کرنا چاہیتے ہین تاہم لوگ مصداق ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے ہون اور معاد وجادلہم بالتی ہی احسن پر عمل کرین واللہ خیر مستعان قولہ ید اللہ علی الجماعۃ اقول یہ جماعت شیعہ مومنین کی ہے جسکو جناب امیر نے وان قلوا فرمایا کہ اہلسنت اس جماعت سے خارج اور اہل فرقت وبدعت مین داخل و والج ہین وان کثروا چنانچہ کنز العمال ملا علی متقی بتبویب جمع الجوامع

یداللہ علی الجماعت

ص ۲۱۰ ۴۵۵ کنز العمال نصف ثانیہ

سیوطی مین ہے جناب امیر المومنین سے فاما اهل الجماعة
فانا ومن اتبعني وان قلوا وذلك عن امر الله ورسوله
فاما اهل الفرقة فالمخالفون لي ولمن اتبعني وان كثروا و
اما اهل السنة فالمتمسكون بما سنه الله لهم ورسوله و
ان قلوا الخ یعنے اہل جماعت ہم ہین اور ہماری تابعین اگرچہ کم ہون اور
اہل فرقت ہماری مخالفین ہین اور جو لوگ ہماری مخالفین کی تابعین سے
ہین اگرچہ وہ لوگ تعداد مین زیادہ ہون اور اہلسنت وہ ہین جو متمسک
بسنتہ خدا وسنتہ رسول ہون اگرچہ وہ لوگ قلیل ہون الخ جسکی تفصیل
بعد اسکے انشاء اللہ مذکور ہوگی اور سنی اہلسنتہ وجماعت ہین الذی احدث
امیہ باغیہ والاخری ہاویہ نہ اہلسنت رسول مقبول اور نہ اہل جماعت
زوج بتول اور اگر ایسا نہ ہوتا تو معاویہؓ کو تبرا کہنے پر عو نکرتے اور
اسی سبب سے جس سال معاویہؓ کی خلافت پر اتفاق کیا ہی اسکا نام
سال جماعت رکھا ہی فاجمعوا کید کم وسیھزم الجمع ویولون الدبر
بہرکیف یہ حضرات مصداق لا یومنون به وقد مضت سنة الاولین
کے ہین قولہ جسکا محافظ خدا ہی اقول خدا فرقہ باطلہ کا محافظ کبھی نہین ہے
بلکہ بطور انک من المنظرین انکو چھوڑ دیا ہی جیسا کہ کفار یہود و نصاری
وشیطان ومجوس کو کذلك نستدرجهم من حيث لا يعلمون
واملي لهم ان كيدي متين کا مصداق بنایا قولہ بر ابر الحق یعنے
علماے اہلسنت وجماعت کے زیر ہی رہے اقول زیر وزبر ہونیکا شاید
ہم پیچھے آپکے پیش کرینگے مگر پہلے تو آپ ہی نے شکست فاش کھائی اپنی
جماعت کو بدشگونی دکھائی کہ لفظ اہلحق کو مبتداے مفسر بنایا اور

لفظ (یعنے اہلسنت و جماعت کو) اُسکا مفسر ٹہرایا اور لفظ زیر بدھے
اُس مبتدا کی خبر لائے اس ترکیب عجیب سے اپنے علما کو زیر کیا اور
شیعونکو اُنکے اوپر چڑھایا حضرت سلامت کوئی شیعہ کبھی مغلوب
نہین ہوا و الحق یعلو ولا یعلے علیہ اور شاہد دلربا آپ کا شاہد مکر و
زور ہے اور دلفریبی اُسکی متاع فریب وغرور ہے ولنعم ما قیل سہ ایک
رہزن راہ عقل و دین ہے ؛ صد آفت جان وہ نازنین ہی ؛ ظاہر مین
عروس خوشنما ہے ؛ باطن مین عجوز بدلقا ہے ؛ دانا ہین کمر شکستہ اُسکے
؛ نادان ہین شکار بستہ اُسکے ؛ لیکن اس شاہد مکار کا حال عنقریب
آپکو معلوم ہوتا ہی کہ فحول علما کے انظار ثاقبہ سے بہزاران ذخیل
ہو چکا ہے اُسکو شاہد کتا اور ابکار افکار سے قرار دینا یا زبان
سے اُنکا نام لینا کم از بیحیائی ذوات الاعلام امہات عمرو العاص
وغیرہ من الایام نہین ہی وکفی بہ شہیدا قولہ چنانچہ شاہد عادل
اقول اولا قابل لحاظ منصف یہ دروغ مدعی ہی کہ جس مذہب مین
نعوذ باللہ نہ اعتقاد خدا کی عدالت کا ہو نہ رسول نہ خلیفہ نہ امام
جماعت کی عدالت کا پس اُسمین شاہد عدل کا وجود کیونکر راست
ہوگا مگر یہ کہ جیسا کہ برای نام خلیفہ ثانی کیواسطے تقدیری عدل فرض
کیا گیا ہی یہان بھی شیعونکے فریب دہی کے لئے گواہ فرضی عادل بنایا
جاوے تو یہ بجز شیعونکے نزدیک غیر اثنا عشریہ کلہم غیر عادل بلکہ فاسق
فاجر یا کافر ہین عموما و ناصب عداوت اہلبیت خصوصا پس جب
شاہد مدعی مقبول عدالت نہوا اصل دعوی بھی زیر ہونیکا پیش ہو کر
محض جھوٹ اور غیر ثابت و غیر قابل سماعت سمجھکر خارج کیا گیا تا نیا

مدعی جسکو شاہد عادل کہتا ہی اسلاف اُسکے سے مثل عبداللہ بن زبیر ہدم
اسلام مین بمقدمہ کلاب ابجواب اول موجد شہادت دروغ ہوا
اور بچپلر آدمیونکے ساتھ اسی جہوٹی گواہی کی بدولت بدنام ورسوائے
عام ہوے اور خود یہ شاہد عادل مخاطب اکثر بجرم دروغ حلفی و
الزام سرقہ ماخوذ ہوکر رسوا وفضیحت ہوچکا ہی ویل ہزار ویل حیف
صد ہزار حیف الخضرات سینہ کی عقل خام پر کہ ابھی تک ایسی ایسے
جاہلین سارقین فضیحۃ الشیاطین کے نام لینے والے موجود ہین حالانکہ
اس فرقہ جاہلہ سے جسکو کچھ بھی شرم حیا ہی وہ نام بھی اس رسالہ کا
نہین لیتا بلکہ عند التذکرہ نام سنکر شرماتا ہی اور سر جہکا لیتا ہے
کہ اس رسالہ سرمایہ فساد نے اپنے مذہب کی قلعی کھولدی اور جو
کچھ کہ رازہاے مخفی انکے مثل خرقہ کہنہ مستورات مستور تحفے وہ
طشت ازبام اور شہرہ عام ہوگئے چوری سینہ زوری اسیکو کہتے
ہین مال حرام بود بجاے حرام رفت تصنیف کسکی اور کسکا نام ہوا
محنت کسکی اور کسکا م ہوا کس ہانکا ہی سے تو نصر اللہ کابلی نے کچھ
اکاذیبات اور افترا آت جمع کیے اور وقائع کو لکھا بیچارہ مشہور
کرنے بھی نہ پایا تھا کہ مورد صاعقہ اجل موعود ہوکر داخل قوم عاد
وثمود ہوا وہ جیفہ کثیفہ مال بیت بلا کلفت وزحمت شاہ عبدالعزیز
پسر شاہ ولی اللہ دہلوی کے ہاتھ لگا اُسکو حلواے بے دود علق نفیس
جانکر حرز جان بنایا فارسی مین ترجمہ کرکے اپنے نام نامی کو مریدون
مین بلند کیا اور دجال وشیطان کو بعد مدت خرسند کیا مگر اہل انصاف
کے نزدیک سارق کی دغابازی اور موسی کے روبرو سامری کی

تذکرہ سرقہ تحفہ اثنا عشریہ

سحر سازی کب چھپ سکتی ہی یہانتک کہ سرقہ ثابت ہوگیا اور مال
مسروق بھی برآمد ہوا آخر سارق کا پیش حاکم حقیقی چالان ہوا اور
سزایاب بھی بحبس دوام مجبس اسفل النیران ہوا ہرچند اسکا
روبکار واظہار طبع ہوکر اطراف عالم مین کالشمس فی رابعۃ النہار
اشتہار پا چکا ہی مگر مجدد بنظر مزید احتیاط پھر اعلان واشکار کیا جاتا
ہی کہ کتاب مستطاب احیاء السنۃ جو جواب باب ہشتم تحفہ ہے اُسکے
حاشیہ پر تمام عبارت صواقع کی جسکا سرقہ بذریعہ ترجمہ تحفہ اثنا
عشریہ ہی ۱۲۸۱ہجری مین بمقام لودہیانہ مطبع البحرین مین طبع
ہوکر مطبوع خلائق ہوئی اور مجلد چہارم دافع شبہات ماتردیہ
واشعریہ وقامع بدعات مجوس وقدریہ کتاب مستطاب تنزیہیہ اثنا
عشریہ کی جو بمطبع مذکور ۱۲۷۹ہجری مین طبع ہوئی اور مجلد اول
کتاب احکمت ایاتہ واتقنت محکماتہ قاطع عروق کفار قالع اساس
فجار واشرار لمعہ برق غضب جبار قہار شعشعہ ذوالفقار حیدر
کرار اعنی عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام
من اللہ الملک الغفار کی جو بمقام لکہنو ۱۲۹۳ مین طبع ہوئی ہے
جہان جہان عبارت تحفہ متن مین مندرج ہی وہین حاشیہ پر عبارت
صواقع بھی مرقوم ہی جو چاہے دیکھ لے کہ شک وشبہہ کلا جو دنرھی
تا آنکہ خود رشید الدین خان شاگرد رشید شاہ عبدالعزیز نے بھی
ان سرقونکو بتاویل علیل تسلیم کیا ہی جیسا کہ شوکت عمریہ مین بجواب
استراق تحفہ کہا چون کتاب صواقع بر طرز بدیع واقع است لہذا
صاحب تحفہ کتاب خود را بر نسق آن تالیف کردہ ترتیب اکثر ابواب

ثبوت سرقہ شاہ صاحب

صـ ۷۱ ورق
شوکت عمریہ

وذکر مجمع الکرامیہ بر نسق آن لمجمل آوردہ لہذا لبعض مضامین تحفہ بالبعض
مضامین صواعق مماثل ونسق ہمدیگر تمشاکل گشتہ الخ ثم قال بانکہ باب
تولا وتبرا کہ منجملہ معظم ابواب تحفہ باعتبار شدت نفاست تحقیقات است
راسا در صواعق مذکور نمیست الخ جس سے اثبات مدعا بخوبی ظاہر ہے
اور از انجا کہ افتراق جزئی کو مثل فارسیت وعربیت یا اضافہ باب تولا
وتبرا کو باوصف اتحاد جمل مضامین کوئی عیب سرقہ سے بری نہین
کر سکتا اور نہ مطلق تماثل کو مثل شرح مواقف ومقاصد کوئی سرقہ
کہہ سکتا لہذا عیب سرقہ شاہ صاحب بحال رہا اور حیدر علے
فیض آبادی نے بھی اسیوجہ سے اپنے منتہی الکلام کے بری ہونے
پر عیب سرقہ سے بہت سا فخر ومباہات کیا ہی یقین ہی کہ یہ دو گواہی
آپکے دو مرشدونکی زیادہ آپکے نزدیک قابل سماعت ومستند ہو گی
وذلک کاف لمن لہ عقل سلیم رابعاً قرینہ قویہ سرقہ کا یہ بھی
ہوسکتا ہی کہ شاہ جی جنکا نام مخاطب نے عبد العزیز لکھا ہی اور
مشہور بھی یہی ہی تحفہ مین نام کو مع باپ دادا کے نامون کے بھی
چھوڑ گئے اور بخوف گرفتاری بقول شخصے چور کی ڈاڑھی مین تنکا اپنا
نام اصلی ظاہر نکیا بلکہ بنام فرضی حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین
احمد بن شیخ ابو الفیض دہلوی منسوب کیا گو لبعض ہوا خواہ انکے چوری
کے بہائی گرہ کٹ یہ جواب دیتے ہین کہ ان ثلثہ کا یہ بھی نام تھا مگر
اہل عقل ایسی عیاریان اور مکاریان بخوبی سمجھتے ہین کہ بالفرض تسلیم
نام مشہور کو ترک کرنا اور تقیتہً اسم غیر معلوم کو اختیار کرنا بلا وجہ
نہین ہی شاہ صاحب بھی یقیناً جانتے تھے کہ یہ جرم سنگین مخفی نرہیگا

آخر محکمہ دار العلوم مین ضرور پیش ہوگا تو اپنے نام کو چھپانا ہی بہتر
سمجھے تا وقت دار و گیر سزاے قطع ید و تشہیر سے شاید محفوظ رہین
مگر نوشتہ تقدیر کو کیونکر مٹاتے مکروا مکرا واللہ خیر الماکرین
خامسا بعد غض بصر و قطع نظر کرنے اِن سب امور سے اب اصل
تحفہ کیطرف غور کرنا چاہیئے اور اسی سے حقیقت اُسکی سمجھنا چاہیئے
کہ با وجود اسکے کہ مولف اُسکا کیسا سارق شاطر اور کیا داہر تھا
خود آپکے حیوۃ مین تحفہ کے کتنے جوابات اہلحق کیطرف سے
لکھے گے مگر بجز سکوت کے کچھ جواب نہو سکا اور روبرو شیران
نبرد کے وہ روباہ صفت یا برادران اُسکے سگ زرد پھر سر نہ
اُٹھا سکے اسیطرح آجتک اُسکے ہوا خواہان مذہب مین سی کیسکو
لیاقت وجرات ایسی نہوئی کہ اُن اجوبہ حقہ کی تردید کر سکے
ہر چند سلاطین نے اِس مذہب کے مثل قارون خزانہ جمع کر دیا
اور مصر کے سوختہ کتابونکا سا کتب خانہ رامپور مین فراہم کیا مگر
سخن حق کا کیا جواب ہی اور ذرہ کی کیا حقیقت بمقابل آفتاب ہے
لیکن فی الحقیقت بیحیائی کا خاتمہ بھی انہین سنیون پر ہے کہ با وصف
پانے جوابات دندان شکن و تردیدات مدلل و مبرہن کے مکھی مرغونکی
طرح پھر مقابلہ کا ارادہ کرتے ہین اور مثل اپنے اسلاف کے کہ ہر جنگ مین
فرار ہی کرتے تھے اور پھر ہتیار لگا کر سپاہیون مین ملے نہ رہتے رہین لہذا
بمناسبت مقام و رفع الزام کچھ تحفہ اثنا عشریہ کے جوابونکا نام یہان
مرقوم ہوتا ہی تا بخوبی واضح ہو جاے کہ جاء الحق کا مصداق کون ہوا
اور زہق الباطل کا کون اور رسول و اہلبیت کا تابع و مطیع کون ہے

اور عمرو ابوبکر کا ساتھی کون اصل فتح و شکست یہی ہے زبانی زیر و
زبر کا کچھ اعتبار نہین بہت اندھی حافظ قرآن ہین زیر کی جگہ زبر
اور زبر کی جگہ زیر پڑھ جاتے ہین اور تراویح طولانی مخترع ثانی
مین وضو کو شکست فاش دیا کرتے ہین یہ زیر و شکست قلعہ امعا
کی بند و بست کا کون ایسا آپکو سرمایہ فخر و ناز ہی ازینجا است کہ جب
کاتبان قضا و قدر نے خرجین دفاتر اعمال کا وزر پشت کابلی پر بار
کرکے طرف ملک عدم ہکایا اور طویلہ دنیا اُس جانور سے خالی نظر آیا
تو شاہ صاحب نے فرصت غنیمت جانکر پس خوردہ کابلی سے بسرقہ
کشکول اپنا بھر لیا اور نمک و مرچ اپنے ترجمہ کی صرف کرکے گزک
تحفہ درست کی پھر تو ہمشیر ہونکی خوب بن پڑی خرابات نبیذی عمری
مین کہ جسکو اضربوا شیطانہ بالماء فرماتے اور شیرہ بوجہلی مین پانی
ملاتے اُسکا مصرف ہوا حالت نشہ نے کیا کیا بیخودی و بیہوشی دکھائی
یارونکو کیا کیا فلک السیر کی دھن سمائی ورق الخیال کے پتے لگائی
بیروح الصنم کی بدلی ضمی قریش مین دہیان جماے ہنوز یہ مے کہنہ
نشہ آتشہ بھی نہونے پائی کہ محتسبان شریعت مطہرہ نے وہ نمک پاشی
کی کہ سارا نشہ ہرن ہوگیا پیالہ تبختر و غرور بالکلیہ چور چور ہوا بجز ندامت
و پشیمانی کے کوئی خمار سر مین نرہا خود شاہ صاحب کی حیوۃ مستعار
بھی مبدل بہ شرمندگی و عار ہوئی چنانچہ سب سے پہلے پہلو مین ایک بغلی
گھونسا کہ جس سے کمر ٹوٹی اعنی مصداق السابقون السابقون
اولئك المقربون و سزاوار شرف فضل الله المجاهدین علی
القاعدین آیۃ اللہ المنان فی العالمین کاشف اسرار القرآن

اس مقام پر ایک لطیفہ ہی کہ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ کے باب امامت مین اپنی والد شاہ ...

حاوی علم الابدان والادیان المظفر المنصور بالحجة
والبرهان علی عبدة الاوثان کموسی بن عمران علی فرعون و
هامان المؤید المجدد المسدد من الله القوی المتخلص
بالکامل جناب الحکیم مرزا محمد الدهلوی جزاه الله احسن
الجزاء عن الدین المصطفوی والمنهاج المرتضوی وحشره الله
مع موالیه من محمد وعلی علیهم الصلوة والسلام من الله
العلی کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کرم وفضل سے مطابق وعلی الله
نصر المومنین کے اسی سرزمین دہلی پر ایسی توفیق رفیق شامل حال
فرمائی کہ جواب باصواب اُس رسالہ مسروقہ کے ہر باب کا ایک مجلد کامل
مین تحریر فرمایا جسکو مصداق کتاب احکمت آیاته ثم فصلت من
لدن حکیم خبیر وجواب مفحم لا یتصور مثله ولا نظیر اگر
کہا جاے تو بجا و درست ہی اور نام اُس کتاب مستطاب کا نزهه
اثنا عشریہ ہی ملقب بہ نصرة المومنین وزلة الشیاطین جسکو حسب
تصریح صاحب معین الصادقین وایماے مولوی حیدر علی نے
منتهی الکلام بارہ مجلد مین تحریر فرمایا تھا کہ ایک بدبخت نے اخلاف
عمری سے بتاسی اپنی اسلاف تیمی وعدوی واموی کے زہر دیکر
اُنکو شہید کیا فرحمه الله وغفره ومع موالیه حشره ولا اقال الله
عن قاتله کما لم یقل عن قابل اقیلونی ولست بخیرکم الخ و فی
مقره اقره بعد اُسکے علماے لکھنؤ سے اولاً جناب غفران مآب آیة الله
فی العالمین حجة الاسلام مولانا السید دلدار علی اعلی الله مقامه و
زاد فی الخلد اکرامه نے جواب باب دوازدہم مسمی بہ ذوالفقار و

و جواب تحفہ ازمصنف

وجواب باب ہشتم مشہور بہ احیاء السنتہ وجواب باب پنجم مسمیٰ بہ صوارم الہیات وجواب باب ششم ملقب بہ حسام الاسلام تحریر فرمایا کہ مطبوع ہوکر مشہور بہی ہوا بعدہ تلمیذ رشید انکے علامہ کنتوری المؤید من اللہ العلی جناب السید مفتی محمد قلی خان طاب ثراہ وجعل اللہ فی الجنتہ مثواہ نے جواب باب اول تحفہ مسمیٰ بہ سیف ناصری وبرہان امامی وجواب باب دوم مسمیٰ بہ تقلیب المکائد تحریر فرمایا اور جواب باب دہم مسمیٰ بہ تشئید المطاعن وکشف الضغاین تین مجلدین کہ ہر مجلد کتاب ضخیم ہی تحریر فرمایا اور باب امامت کا جواب مشہور نہ ہوا اور جناب سلطان العلماء رضوان مآب روح اللہ روحہ وطیب رمسہ واسکنہ فی فرادیس قدسہ نے بجواب حدیث قرطاس فدک کتاب مستطاب طعن الرماح فی کبد النباح اور متعلق بہ مسئلہ متعہ بارقہ ضیغمیہ اور جواب باب ہفتم مسمیٰ بہ بوارق موبقہ تحریر فرمایا کہ طعن جان ستان اور ضربت برق آتش فشان سے اسکے ہنوز ناشتہ کی روح وادی برہوت میں نالان وفریاد کنان ہی اور علاوہ ان حضرات کی بعض دیگر علماے اعلام وافاضل کرام لکہنو مثل علامہ اوحد الناس جناب مولانا المفتی السید محمد عباس دام ظلہ صاحب جواہر عبقریہ وفاضل مرزا محمد اخباری اکبرآبادی وحسان زمان سبحان علیخان وغیرہم من فضلاء العصر رحمہم اللہ تعالیٰ نے بعض دیگر ابواب تحفہ کا جواب اور فاضل اکبرآبادی نے کل ابواب کا جواب تحریر فرمایا ولم اعثر علیہا الا علی بعض منہا اور جناب مستطاب کرامت انتساب آیۃ اللہ فی العالمین امام المتکلمین ماحی آثار الکفرۃ المبتدعین

باب اول: سیف ناصری وبرہان امامی
باب ۲: ذوالفقار ۲۰
باب ۷: بوارق موبقہ ۱۰
باب ۸: احیاء السنتہ
باب ۵: صوارم الہیات
باب ۶: حسام الاسلام

قاطع قلاع الماتریدیہ والاشعریین حامی شریعۃ جدہ خیرالمرسلین ناصر طریقہ ابیہ امیرالمومنین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین ظہیر الملۃ والدین کہف الایمان والمومنین ملاذ الاسلام والمسلمین شمس العلماء البارعین بدر الفقہاء المجتہدین بحر العلوم کہف اولی الحلوم قاصم ظہور الجاحدین والمعاندین کاسر اعناق المنافقین قاطع دابر الناکثین والمارقین والقاسطین دافع بقیہ اسلاف الحنین والبدر والخیبر والجمل والنہروان والصفین مولانا ومقتدانا ومولی الکونین علامۃ الزمان جناب السید حامد حسین لازال ظلہ العالی مادام الملوین وایدہ بحرمۃ محمد والہ المصطفین وابدہ الی ظہور حجیۃ الغالبۃ الذی بمنہ یحصل سعادۃ الدارین نے صرف باب امامت کا جواب تیس مجلد کتاب مستطاب عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار میں تحریر فرمایا ہی کہ بعض مجلد اسکے مطبوع ومشہور ہوے اور بقیہ کو بھی پروردگار عالم باسرع اوان واعجل احیان مشتہر کرے کہ شبہات قلوب منافقین ومنکرین آئمہ اطہار علیہم السلام کے دور ہوں بالجملہ یہ اجمال حال ہے آپکے شاہد عادل خاتم المحدثین کی تصنیف لطیف کا بقول آپکی اور واے بر حال تالیف کثیف وتحریر خبیث دیگر اسلاف اجلاف آپکے جنکے فضلہ بردار وذلہ خوار یہ حضرت خاتم المحدثین آپکے تھے مثل ابن کثیر وابن جمہور وابن جماعت وابن ثعلب وابن جوزی وفضلہ روزبہان وغیرہ

کے لیس انکین سے ہر ایک اسم بامسمیٰ کو اسی خاتم المجد تلین سینہ پر
قیاس کرنا چاہیئے کہ یہ جوہر انہین فضلات کا اور نطفہ اُسی جماعات
کا ہے کیونکہ اول باخر نسبتے دارد سہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا
تو ل اگر یہ مقابل مین اسکے اقول جسطرح حق و باطل باہم مقابل
ہین اسیطرح اہل حق و اہل باطل بھی باہم مقابل ہین لیکن تقابل حق
و باطل سے حق مضمحل اور باطل کسی قابل نہین ہوتا حق حق ہی ہے
اور باطل باطل و حاطل ہے لا یستوی الظلمات والنور ولا الظل ولا
الحرور کہان شاہ جی کا مکر و زور کہان تجلی الٰہیہ کا ظہور کہان کرمک
شب تاب کہان شعلہ طور کہان سحر سحرہ کہان عصائے موسوی کہان
طلسم اندر رجال کہان اعجاز عیسوی کجا موسیٰ کجا فرعون کجا ہارون
کجا سامری کجا محمدؐ کجا مسیلمہ و بوجہل کجا علے اسد اللہ کجا مرحب و عمر
سہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک ❊ قولہ مگر خاک آفتاب پر ڈالنے
سے الخ اقول حقیقت مین آفتاب عالمتاب وہ دین حق تھا جو برج
اثنا عشر سماے امامت مین دلیہ و سائر تھا شاہ صاحب دہلوی نے
ادھر اُدھر سے جراکر کچھ خاک اُسپر ڈالی خفاش چشمونکی نظر مین وہ
آفتاب تو ظلمات نظر آیا اور وہ ظلمات خاک روز روشن دکھائی دیا مگر
توجہ علماے حق نے اُس خاک کو تو وہ خاکستر بناکر کرما داشتدت بہ
الریح نے یوم عاصف کر دیا فقد تبین الرشد من الغی والناجی من
الہالک فالحمد للہ علے ذلک قولہ خود منھ کی کھا گیے جب صحیح ہوتا کہ
شاہ جی اور تلامذہ اُنکے جو ابن الحجر و ابن الصخر کیطرح سنگ دل
اور اشد قسوۃ من الحجارۃ مین داخل تھے بعد جواب دندان شکن

پائے کے صم بکم عمی فہم لا یعقلون نہ بنتے اور باوصف اصحاب
معاویہ ہونیکے بمفاد شراحہ ذاناب کچھ بھی عوعو کرتے اور مثل
کلاب اب جواب بھی شور وغوغا مچاتے کچھ بھی دعوے باطلہ پیش
کرتے چہ جائیکہ مصداق فبہت الذی کفر کانہ القم الحجر بنکے صدق
دعوے کے لیئے بھی کافی ہی کہ باوجودیکہ اُسوقت شاہ جی زندہ تھے اور شاگرد
رشید ایسے مرید موجود تھے اور مولوی حیدر علی سا یاوہ گوہرزہ
دراجو کل کتب کلامیہ اہلحق کے رد لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے آمادہ
ومستعد تھے اور مثل مشرکین قریش جگہ ریش بہت سی فکرین کین
مگر کچھہ سر نہ اُٹھا سکے بجز اسکے کہ بعض مباحث پر مجلد نہم تحفہ اثنا
عشریہ کی جو متعلق بجواب باب الفقہ تحفہ ہی بعض شیاطین نے
چند اوراق مثل نامہ اعمال اپنی ہفوات بیہودہ ومقالات مردودہ
سے سیاہ کیئے آخر وہ بھی آخر کو نہ پہونچی تہک کر بیٹھہ گئے انصرمہ
اُس بحث کا بھی رد نہ لکھہ سکے چنانچہ بوجہ مناسبت اسمی اُس پسر
الشیاطین نے نام بھی اسکا رجوم الشیاطین رکھا جسکا مال کار بالبداہہ
واضح وآشکار ہوگا قولہ اور فاضل ملتانی اقول اولا خود یہ غول
بیابانی مرید شیطانی گل ملتانی ناشدنی گردن زدنی کیا ہی جو اسکی
تنبیہ سفیہ کی جو حقیقت مین تو یہ سفیہ ہے کچھہ وقعت ہوگی مگر
مثل مخاطب ودیگر جہلا کے کہ جوہر کافر وفاجر کو خلیفہ رسول اللہ
وامیر المومنین بہت جلد بنا لیتے ہین انکو بھی اگر بام سقیفہ پر
چڑھائین تو کیا عجب کہ گو رشید الدین وکفش دوز اپنا حامی جانتے
ہین اور اُسکے مزخرفات پر مثل طامات ابن ہبنقہ نازد کرشمہ

جواب الجواب صفحہ

دکھاتے ہین مگر آپ ہی کے دیگر علماے اعلام اُس مرید سلطانی کو
خارج از دائرہ اسلام بتاتے ہین چنانچہ بطور نمونہ واسطے دریافت
حال اُس سفیہ اور اُسکی تنبیہ و تموِیہ کے اسیقدر کافی ہی کہ یہی ملتانی
اپنی تنبیہ السفیہ مین کہتا ہی کہ تسبب باسباب در محافظت و کوشش
دران منافی اعتماد بر وعدہ صادقہ الٰہی نیست چہ باوجود اللّٰہ یعصمک
من الناس و کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی و ان جندنا لهم
الغالبون ان سرور چہ قدر در جمع اسباب و زرہ پوشیدن و
خود بر سر داشتن و جمع رجال و استعمال خیل و سلاح توغل فرمودند
اگر خلفاے راشدین آنجناب بر روش ایشان در جمع توکل و تسبب
رفتہ باشند چہ جاے طعن و ملامت است سہ بیچارہ بحکم قضا از
بلا گریخت ٭ ز و طعنہ جاہلی کہ فلان از قضا گریخت ٭ گر نیست از
سبب بسبب التجا رو ٭ خیر البشر زمکہ بہ یثرب چرا گریخت ٭ انتہٰے
جس سے معلوم ہوا کہ وہ سفیہ خدام جناب رسالتمآب کیطرف بہی
نسبت فرار دیتا ہے اور اپنے خلفا کو عار فرار سے بچانیکے لیئے
ان اشعار کو استحسانا و استشہادا اس مقام پر ذکر کرتا ہے اور
بتصریح شاہ جی و شاگرد رشید نقل قول بلا رد و انکار دلیل
قبول و تسلیم و علامت وثوق و اعتبار ہے اب سنئے کہ شاہ
سلامت اللّٰہ کشفی جنکی سلامت روی مسلم عقول غیر سلیمہ فرقہ
ذمیمہ ہے لاعن شعور اس قول مردود کی تردید کرتے ہین اور
اُس مولاے مولی الادبار کی تہجین و تہدید کرتے ہین کہ کتاب
معرکہ آرا مین فرماتے ہین و در مذہب اہلسنت ثابت است کہ

کفر ملتانی صاحب تنبیہ السفیہ

تقریر شاہ سلامت اللّٰہ در کفر ملتانی

نسبت فرار و انہزام بسوئے سید انبیاء اصلا جائز نیست بلکہ کسیکہ قایل این
شناعت باشد اگر توبہ نکند در مذہب ارباب تسنن لائق کشتن و قابل
گردن زدن ہست ملا علی قاری کہ از اجلہ علماے ماست در شرح شمایل
علے ما نقل عنہ نوشتہ کہ لم یروا انہ انہزم ولم یقل احد من الصحابۃ
انہ انہزم فی موطن من المواطن ومن ثم اجمع المسلمون علی
انہ لا یجوز علیہ الانہزام فمن زعم ان النبی انہزم فی موطن
من مواطن الحرب ادب تادیبا عظیما لا یقابعظم جرأتہ الا
ان یقول علی جہۃ التنقیص فانہ یکفر فیقتل مالم یتب علی الاصح
فما وقع لبعض السلاطین الماوراء النہری وھو عبید اللہ خان
فی بیتہ المشہور المنسوب الی الملا جامی حیث جعل ھجرتہ من
مکۃ الی المدینۃ فرارا فالحذر من التلفظ بیتہ علی وجہ الا
ستحسان فانہ کفر صریح عند العلماء الاعیان والبیت المشہور
ھکذا سہ ناگاہ عاقلے ز قضا از بلا گریخت ﴿ زد طعنہ جاہلے کہ
فلان از قضا گریخت ﴿ گر نیست از سبب بسبب التجا رواہ خیر البشر
زمکہ بہ یثرب چرا گریخت ﴿ پس از تصریح ملا علی قاری بتحقیق رسید
کہ قایل بیت مذکور عبید اللہ خان ماوراء النہر یست کہ از بعض سلاطین
است و عوام بغلط نسبت شعر مرقوم بطرف ملا جامی کردہ اند و تلفظ
بیت مسطور بر وجہ استحسان کفر صریح نزد علماء اعیان الخ پس
بتصریح شاہ سلامت اللہ کفر یا فسق گردن زدنی و کشتنی ملتانی ناصحہ نے
ٹھہرا پس ایسے کافر و فاسق کے اقوال سے استدلال کرنا اور اُسکے ہفوات
پر فخر و مباہات کرنا ویسا ہی ہے کہ کفار یہود و نصاریٰ کے اقوال سے

بمقابلہ اہلحق استدلال کیا جاے اور انکے کفریات پر نازو کرشمہ دکھایا جاے
والذین کفروا اولیائہم الطاغوت یخرجونہم من النور الی
الظلمت اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون قولہ مولانا رشید
المتکلمین اقول اولا اگرچہ مطالعہ رجوم الشیاطین سے نہین معلوم
ہوتا کہ تصنیف رشید الدین خان ہی کیونکہ مولف کا نام سمجھ بوجھ لکھا گیا
ہی نہ اسندیہ ملتانی شاید تقیۃً اخفا کیا ہو بلکہ خود فاضل رشید اپنی شوکت
عمریہ مین رجوم الشیاطین کو تصنیف غیر قرار دیتے ہین حیث قال و
صاحب رجوم الشیاطین از ارشاد الاذہان نقل نمودہ الخ اور روافض
رجوم الشیاطین کو فاضل رشید کیطرف نسبت کرنا انکی رشادت
کو خاک مین ملاتا ہے مع ذلک بلاشک رجوم الشیاطین لبعض اخوان
الشیاطین ہی جو مولف کے کمال شیطنت کی دلیل متین ہی اور اسکی
مرجومیت کے لئے انظار ثاقبہ علماے دین شہاب مبین ہی یہ چار پانچ
جز کا رسالہ ہی مگر خود مصنف کے لئے آتش کا پرکالہ ہی صرف بعض
مسائل پر جلد نہم کتاب مستطاب تحفہ اثنا عشریہ کے جو متعلق بابواب
فقہ تہا بعض اعتراضات غیر واردہ وعلل باردہ وارد کئی کہ نصف کتاب
کی بہی تردید نکر سکا اور نام اسکا رجوم الشیاطین رکھا اور تمامی رسالہ
کو سب و شتم و دشنامہاے افحش سے مملو کر دیا تہا گو بوجہ سخافت ظاہرہ
باہرہ قابل التفات نہ تہا مگر جواب اسکا بہی شیعونکی طرف سے بحمد للہ
حسب تصریح صاحب معرکۂ شکن و سنگ افگن بجواب معرکۂ ارا اسلامت
اللہ کے تحریر ہوا ایک مسمی بجواب الشیاطین جسکو مفتی امیر اللہ خانصاحب
مرحوم نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ نظر فقیر سے نہین گزرا دوسرا این معان الصادقین

درجوم الشیاطین مصنفۂ حکیم مبرور سید جعفر عرف ابو علی حسینی
شاہجہان آبادی اسبغ علیہ الالہ ادی بہ مدہ سعی طبع ہو ادر
نزد فقیر موجود ہے جسکو شبہ وشک ہو دیکھ لے کیسا
جواب ترکی بہ ترکی ہے جس عنوان سے بدایت رجوم الشیاطین نے
گفتگو شروع کی تھی اُسی انداز سے یہ جواب دندان شکن مدلل مبرہن
تحریر ہوا کہ مصداق سہ کلوخ انداز را پاداش سنگ است ثانیا
فاضل رشید کی دیگر تصنیفات مثل شوکت عمریہ والشہاب لطافۃ المقال
کو مخاطب نے یا بوجہ جہل وعدم وقوف یہان قلم انداز کیا جو رجوم
الشیاطین سے لطافت ومتانت مین کمین بہتر ہے یا بوجہ سختہ شامی
وسلوک طریقہ عامی حضرت منکر کو رجوم الشیاطین ہی زیادہ تر مرغوب
ہوئی و للناس فیما یعشقون مذاہب یا بوجہ مردود ہوجانے
شوکت عمریہ کے مجلدات ضربت حیدریہ وشعلہ ظفریہ سے مخاطب کے
نزدیک نام لینے کے لائق بھی نرہی اور بخیال اپنے رجوم الشیاطین
کو لاجواب سمجھا اسلیئے یہان اسکو لکہا کہ مصداق ع خود غلط بود آنچہ
ما پنداشتیم بنا قولہ ذلت فاش دی اقول جب معاذ اللہ شیطان ملتان
نے فرار وانہزام سرور انام صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے لیئے ثابت کیا
تو بیشک بدانست خود کافہ اہل اسلام کو شکست فاش دی اور
جب خلفاے ثلثہ کا ہر جہاد مین بہاگنا مسلم ہے تو یہ دوسری ذلت
فاش مخاطب کی ہوئی اور جب ایسے کفار اشرار کو مخاطب نے اپنا مقتدا
وسردار بنایا اور اُنکے ہفوات وخرافات پر نازش وفخر ومباہات کی
تو تیسری ذلت فاش ہوئی مگر یفادیر یدون لیطفئوا نور اللہ

جواب رجوم الشیاطین
معین الصادقین

بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون حق تعالے عز اسمہ آپکے
اپنے بندگان خاص کی محافظت فرمائی اور بخلعت فاخرہ العزۃ للہ و
لرسولہ وللمومنین ہم نے مومنین کو عزت دارین بخشی ہے کون ذلت
دیسکتا ہے ان مولیین اد یار سے مجاہدین فی سبیل اللہ قاتلین کفار
بضرب ذوالفقار صاعقہ کردار کو کیا ذلت ہوگی کیا الرجل لیھجر
کہنے سے معاذ اللہ شان نبوی مین کوئی نقص پیدا ہو حاشا وکلا شانہ
اجل و اعلی ہان قائل کا خبث باطنی اور نفاق دلی ظاہر ہوگیا کبرت
کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا اور اگر کوئی بکمال
بیحیائی و تراثر غائی اسی بیہودہ گوئی و ہرزہ سرائی و سخت کلامی کو
ذلت فاش دینا کہے تو ہمیشہ سے ہر نبی و ہر ولی کے مقابل جبابرہ
و فراعنہ درپے ایذا دہی و تذلیل رہے ہین اور کل اولیا اللہ نے
ظلم و ستم سے اعدائے دین کے شدائد و مصائب سہے ہین مگر پیش خدا
بعوض ان ظلم و ستم سہنے کے اور زیادہ مقرب و عزیز ہوے اور
ان جندنا لھم الغالبون کے ساتھ مخاطب اور ان حزب
اللہ ھم الغالبون کے ساتھ ملقب ہوے اور ہر چند تمام فراعنہ
و جبابرہ امثال ثلثہ و معاویہ و یزید و بنی امیہ و بنی عباس مقلدان
و تابعان انکے باعتبار دنیوی غالب رہے اور اولیاء اللہ کو ایذا
و ذلت دیتے رہے مگر اس ایذا دہی سے پیش خدا خود ہمیشہ مقہور
و ذلیل ہوے فان الباطل کان زھوقا پس نظر اہل باطل مین
بالفرض ملتانی و مارشید کو اگر شوکت عمری و غلبہ یزیدی ملی ہو اور
صاحب نزھہ وسوار کو ذلت فاش معاذ اللہ مثل جناب امیر و

حسنین علیہم السلام کے ملی ہو تو ہم لوگ راہ خدا میں ایسی ذلت کو
عین عزت جانتے ہیں جیسا کہ خود جناب سید الشہدا روحی لہ
الفدا نے اسیطرف اشارہ فرمایا ہے سہ الموت اولی من رکوب العار
والعار اولی من دخول النار قولہ سربگریبان نہوے اقول
سربگریبان کبھی کہنے والے نہیں ہوتے بلکہ کوٹھون پر چڑھکر پکارتے
ہیں ہان سربگریبان سننے والے البتہ ہوتے ہیں بنظر عبرت دیکھنا
چاہیئے کہ جو لوگ ایسی ممات کو عین حیات اور ایسی ذلت کو عین عزت
سمجھے مآل کار انکا اور انکے مخالفین کا کیا ہوا کہ زبان ایک خلائق
سے کسکے گلے میں تا قیامت طوق لعنت پڑا اور کون قابل صلوات
ورحمت ٹھیرا اور سنیون نے کیا سنا شیعون نے کیا کہا فللہ الحجۃ
البالغہ اور حق یہ ہے اگر کوئی سربگریبان ہوتا تو وہ بھی ہوتے
فان اللہ لا یستحی من الحق والحق یعلو ولا یعلی علیہ سنے
قولہ فرزند مومن جا لیسی الخ اقول اولا بمقتضاے الولد سر لابیہ
مومن کا فرزند بھی مومن ہوتا ہے اور کافر کا فرزند بھی کافر اور
خوشا بحال اُس فرزند صالح کے کہ کار پدر صالح کو تمام کرے ع
میراث پدر خواہی کہ علم پدر آموز ثانیا باب مدینۃ العلوم کے ذریات
صالحین سے اور وہ رتبا ے وارثین علم الاولین والآخرین سے ہیں
پھر کیون نہ اپنے جد امجد کی شریعت مطہرہ کی ترویج کرین اور کیون
نہ اپنے اباے طیبین معصومین کی حمایت مین سرگرم ہون ولا یخافون
اللہ لومۃ لائم اور تصدیق میرے اس دعوی صادقہ کی خود مخاطب
کی رشید المتکلمین کے کلام سے ظاہر ہے کہ اپنی شوکت عمریہ ملین

بہ نسبت انہین دونون علامہ دوران سیدین سندین نورین نیرین
جناب غفران مآب مولانا السید دلدار علی صاحب صوارم و بجل
علامہ آنکے جناب سلطان العلما مولانا السید محمد طاب ثراہ وجعل اللہ
فی الجنۃ مثواہما کے خطبہ ہی مین تحریر کرتے ہین کہ فاضل رفیع المقام
سلالۃ الکرام عالی الکعب فی الفنون العقلیۃ والنقلیۃ راسخ القدم
فے العلوم الفرعیۃ والاصلیۃ سید مجد سید محمد خلف المولی الاکمل والتحریر
الاجل مجتہد الشیعہ طالع المقامات الرفیعہ صاحب الفخر الجلی مولانا
دلدار علی اور بعد دو ورق کے فرماتے ہین مقام عذر ترک سخت
کلام مین اول آنکہ صاحب رسالہ در سلک سلالہ سادات کرام منتظم
ومراعات احترام شان بر کافہ اہل اسلام متحتم الخ اب خود مخاطب
سر بگریبان ہو اور اپنے اعمال سیئہ پر پشیمان کہ بعد اعتراف بمومنیت
ان دونون علامہ علامین کے بیشک مقابل انکا کافر یا منافق یا
فاسق ہوگا افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لایستوون اور
جسکو رسد بالتکلمین آپکے مکر رسہ کر مولائی ومولانا فرمائین اور اُسکے
احترام کو عامہ مسلمین پر واجب ولازم بتائین اُسکو کون فاجر فاسق
کہہ سکتا ہی کہ عماد اسلام قائم نکیا ہان آپ سا معاند اگر از رہی عناد
اسلام عماد اسلام کو عناد اسلام پڑھے تو ممکن ہے کہ بتصریح فاضل
رشید آپ ربقہ اسلام سے خارج ہوے اور بوجہ ترک مراعات احترام
کہ کافہ اسلام پر واجب ہے آپ زمرۂ کفار وفساق مین داخل ہوا کج
ہوئے وکفی ذلک لمن القی السمع وھو شھید الیس منکم
رجل رشید ثانیا سیاق کلام دلالت کرتا ہی کہ مخاطب نے تشنیع المیاکے

وطعن الرماح کو جواب تنبیہ السفیہ و رجوم الشیاطین تصور کیا ہی
حالانکہ یہ امر دلیل جہالت ہے اسلیئے کہ تشئید المبانی کو جواب یا
جواب تحفہ سے کوئی علاقہ نہیں ہے بلکہ وہ تردید بصارۃ العین
مولفہ مولوی حیدر علی دربارہ شہادت جناب سید الشہدا روحی
لہ الفداء و اثبات خلافت خلیفہ خامس اہلسنت یزید بن معاویہ ہی
بطرق ثلثہ مثبتہ خلافت عند اہلسنت اور طعن الرماح جواب تحفہ
ہے متعلق بطعن غصب فدک جسکا جواب آجتک کسی سنی سے نہوسکا
اور نہوگا ثانیاً نسبت تشئید مبانی الایمان مین طرف جناب
رضوان مآب سلطان العلما قدس سرہ کے مخاطب نے خطاے فاحش
کی ہے اسلیئے کہ اصل کتاب مین نام جناب حاوی المفاخر سید باقر
صاحب مرحوم فرزند جناب سلطان العلما طاب ثراہ مرقوم ہی معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت مخاطب اُسکے مطالعہ سے مشرف نہوے فقط سنی
سنائی بات لکھدیتے ہین ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۱۲ قولہ امام
المتکلمین مولانا حیدر علی الخ اقول اولا ازانجا کہ مخاطب نے اپنے
حیدر علی کفش دوز کو امام المتکلمین بنایا لہذا حکم علم کا بیان
کرنا بمذاق اہلسنت ضرور ہے پس واضح ہو کہ ازالۃ الخفا مین ہے
قال الشافعی حکمی فی علم الکلام حکم عمر فے ضبیع ان یضربو بالجرید و
یحملوا علی الابل ویطاف بہم فے العشایر و القبایل وینادی علیہم ہذا
جزاء من ترک الکتاب و السنہ واقبل علی علم الکلام انتہی یعنے حکم میرا
صاحبان علم کلام مین حکم عمر ہے در ضبیع کہ حد جاری کیجاے اُنپر
اور تشہیر کیجاے اُنکی اور منادی کیا جا[illegible] سزا ہے اُس شخص کی

جو کتاب و سنت کو ترک کرکے علم کلام کیطرف متوجہ ہوا ہی پس
افسوس ہی کہ خلیفہ ثانی اور امام شافعی توحید رعلی وشاہ عبد العزیز
ورشید الدین خان کے لیئے یہ سزا تجویز کرین بلکہ بوجہ امام المتکلمین
ہونیکے کچھ زیادتی کے ساتھ حکم ہونا چاہیئے کہ انکا منہ سیاہ کرکے
گلے مین موتیونکا ہار دیکر گدہے پر سوار کرکے در بدر شہر بشہر تشہیر
کیئے جائین اسیطرح مخاطب کیلئے کیونکہ یہ بھی بقول عبد الحق
امام المتکلمین مین اور مخاطب خود اپنی امامتکا قائل ہی افسوس
صد افسوس چہ نسبت خاک را بعالم پاک زبان آپکے اختیار مین ہی جس
کبنہ جاہل کو چاہیئے عالم شریف کے مقابل مین لائیے رسول کے مقابل
مین مسلمہ کذاب بھی تو مدعی نبوت ہوا تہا شاید آپنے مشیر مرحوم کے
جواب دندان شکن کو ملاحظہ نہین فرمایا ہے والا یہ کلام کبھی آپکی زبان
ناکام پر نہ آتا یہ بیچارہ بقیہ نسل متولدین واقعہ حرا کفش دوز قیض آباد
موچی کا کام جانیگا یا علم کلام ہرچند آپکے مذہب کے لیے کفش دوز
زردوز وموچی ہی کو مولانا وامام ہونا مناسب ہے کیونکہ اس مذہب
کی بنا ہی ایسی پڑی ہی کہ ہرگاہ خلفا باورچی و دلال ہون تو مجتہد کو
بھی اسی حال پر ہونا لازم ہے چنانچہ خلیفہ اول کے باپ کی جب آنکھ
نہی توجری مار میر شکار رہے بعد نابینا ئی عبد اللہ بن جدعان اکبر
مکہ کے سفرہ بردار ہوے کہ اسکے مکان پر مہمانون کو بلائین جو اُنکا
فضلہ بچے تو نوالہ کہائین خود خلیفہ صاحب گاہے خیاط رہی گاہے
طباخ گاہے دلال گاہے میانجی اور خلیفہ ثانی مدۃ العمر دلالی کرتے
رہے کما ہو مسطور فے کتب السیر والحرقہ وقد نقل الکثر ہا فی مصائب النواصب

ومعرکہ شکن بالجملہ مخاطب کے حاجی مولانا جی موچی نے بمصداق۔ ع
ز جاہل نیاید بجز افعال بد۔ منتہی الکلام کو بڑے طمطراق سے بجواب
بعض عبارات ایک رسالہ کے رسایل خمسہ سے مصنفات حسان زمان
سحبان دوران علامہ اوان سبحان علیخان اعلی اللہ مقامہ سے فی
فرادیس الجنان کے لکھا ہے ہرچند بقیہ رسالہ مذکورہ در رسایل
اربعہ مشہورہ کا کوئی جواب نہو سکا مگر اسی ایک رسالہ سے سنیونکے
امام المتکلمین بنگئے اور ریا خلیفۂ رسول اللہ کہلانے لگے جیسا کہ
خود حضرت مخاطب کو اُنکے برادر نے اپنی تقریظ مین امام المتکلمین
بنایا اور خاتم علما ٹھہرایا اور بحکم امام شافعی ان سبھونکی تشہیر
ضروری ہی بالآخر لکل فرعون موسے ولکل دجال عیسے آیہ اللہ
فی العالمین ظہیر الملۃ والدین دام ظلہ العالی علی روس المومنین
نے مجلدات ہفتدہ گانہ کتاب مستطاب قامع دابر الکفار الہام
قاطع عروق عبدۃ الاصنام استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام
مین بتحقیق تمام وتدقیق تام جواب باصواب اُس منتہی الکلام کا
ایسا تحریر فرمایا کہ کفش دوز کی کفش کاری کے لیئے کافی اور
گرز آہنین کیطرح عذاب الٰہی کی یادگاری کے برہان وافی ہوئی
جس سے تمامی سنیونکی فرعونیت کے لیئے عصاے موسوی اور اہلحق
کیطرف سے نمونہ اعجاز عیسوی ہوا اور کفش دوز کی نعل دوختہ
آدلش کر اُسکے واسطے لعن اندوختہ ہوگئی چنانچہ دو مجلد شریف
اُس جواب باصواب کے جو چند گونہ منتہی الکلام کے حجم سے افزون
ہے مطبوع ہوکر اطراف واکناف مین مشہور ومقبول ہوئی

وجیزہ بنگ ...

مجلد استقصاء الافحام استیفاء الانتقام

ازالۃ الغین

اور یہ برکت اُسکے اکثر سنیان منصف مزاج نے بھی راہ حق کو قبول کیا ہے اما ازالۃ الغین جو حقیقۃ اثارۃ الغین ہے بوجہ سخت کلامی و دشنام اُس جاہل عامی کے قابل التفات علماے کرام نہین ہے اور مجذوبونکی طرح خود ہذیان وجنون اُسکا مردود و مطرود ہی کوئی حاجت اُسکے تردید کی نہین ہے بلکہ جو اندک شعور رکھتا ہے اس فرقۂ لاشعوریہ سے بھی کبھی نام اُسکا نہین لیتا مگر راقم الحروف باوجود اسکے بھی چونکہ زمرۂ علما مین اپنے کو نہین جانتا اور اس فرقہ ضالہ مبتدعہ اعداے اہل بیت علیہم السلام کے قلع و قمع کا عزم مصمم رکھتا ہے بلالحاظ سب و شتم اُسکے جو عین دلیل سفاہت وجہالت وعاجزی صاحب ازالۃ الغین ہے ازالہ اُسکا کرونگا اور اُس مرید جاہل معنی ابنٍ و کلالہ کو آب غسالہ ازالہ پلاؤنگا انشاء اللہ العزیز القدیر المسہل نقل عبیہ چنانچہ وقت تحریر اس عجالہ کے عند المطالعہ اکثر مقام پر بطور یادداشت حواشی کاشف غواشی لکھتا گیا ہون واللہ بالغ امرہ قولہ ومولانا لطف اللہ الخ اقول اولاً کمالات مکمل الذات انکے بھی مثل آپکے مولانا موجی صاحب کے ہین یعنے یہ مولاے سنیان بقول بعض ثقات

ردّ قبقاب الیقاب

بولد الحمام مجہول الاب والاعمام ہین ثانیاً تصنیف قبقاب پر فخر و ناز بعد از تصنیف الایقاب فی القبقاب لصاحب الفضل الجلی فضل علی رحمہ اللہ کہ مصداق یخرج الحی من المیت ہین اور بعد از رسید ضرب کتاب جواب قبقاب مصنفہ مداح بشیر و نذیر شیخ مشیر مرحوم آپ ہی کا کام ہے لطف تو یہ ہی کہ آپکے اہل علم نہ لطف اللہ

کو کچھ شمار کرتے ہین نہ انکے لطیفہ حیفیہ کثیفہ کا کچھ اعتبار فاعتبروا
یا اولی الابصار قولہ نقض الرماح الخ اقول یہ فرضی عنقا
سند ونکالنکاہے اگر شیعونکے طعن الرماح کا نقض ممکن ہوتا
تو آپکے عمرو عاص جنکی محبت حسب تصریح صاحب صواعق محرقہ
واجب ہے معرکہ کارزار مین کیون ازار اتار کر رسوائی خلائق
ہوتے اور بے پس و پیش اپنے پس کو پیش کرتے بالفرض اگر کچھ
ٹوٹ شکستہ بھی ہوئی ہوگی تو وہ سینونکے سینو نمین ٹوٹ کر رہگئی ہوگی لطف
یہ ہو کہ کسی حجام سے کچھ ترین آئی ہوگی چنانچہ خود لوی حیدر علی اپنی تمامی کتاب
ازالۃ الغین مین اسی صدمہ سے نالان و فریاد کنان ہین اور خاتمہ ازالۃ الغین
مجلد اول ہی مطبوعہ مطبع ثمر ہندی ۱۲۹۵ھ مین یہ عبارت مرقوم ہی نقض طعن
الرماح مجتہد ثانی ید و جلد ضخیم کہ نامش نقض الرماح فی کبد النباح
است بر حواشی بتسوید در آورد کہ عنقریب بعد التبییض بقوت و
توفیق ایزدی مطبوع میشود انتہی گو تمامی ازالۃ الغین مین کفش دوز
اُسکے ناتمام ہونیکا اظہار کرتے ہین اور یہان اُسکی روسیاہی کی
تکمیل کا دعوی اور تبییض کی تمنا بیان کیجاتی ہے اس سے بھی
بخوبی معلوم ہوا کہ ہنوز اُسکی روسیاہی بحال خود ہے اور اب تو
یقین ہے کہ اس طعن الرماح کا ناسور مخاطب کے دل ناصبور مین
ہمیشہ کے لیے ممتنع الاندمال رہے اور ناسور سے بڑھتے بڑھتے
نواصیر عسیر التدبیر بالید موجب صد نکال و وبال بنے وکفی اللہ
المومنین القتال واللہ شدید المحال قولہ طعن السنان
اقول مخاطب کثیر الہذیان نے شاید نام سے طعن السنان کے

یہ گمان کیا ہے کہ جواب طعن الرماح ہی پس یہ خیال فاسد انکا محض
بے بنیان و مالیخولیا کا عنوان ہی کیونکہ اصل یہ ہے کہ جب ایک
شخص مجہول الاسم والمسمی اسنی المذہب نے ایک نام فرضی سمسن
صاحب نصرانی کیطرف سے ایک استفتا دربارۂ قرآن ایزدمنان
جناب سلطان العلما طاب ثراہ کے پاس بھیجا اور جناب ممدوح القاب
نے جواب مدلل اسکا کتب سینیہ سے تحریر فرمایا تو بگمان تردید اسکی
یہ طعن السنان سراسر ہذیان تحریر ہوا اور آن مصادیق ختم
اللہ علی قلوبہم نے اسکو مختوم و مطبوع بھی کرایا بجواب اسکے
اولا فاضل حاوی الفضایل والفواضل مولوی سید ناصر حسین
صاحب جونپوری سلمہ اللہ القوی نے رشق النبال علی اہل الضلال
تحریر کیا اور ثانیا صاحب فضل جلی مولوی فضل علی لکھنوی رحمہ اللہ
تلمیذ جناب رضوان مآب طاب ثراہ نے لہب النیران لصاحب
طعن السنان تحریر فرمایا اور لہب النیران کا ذائقہ چکھایا فجزاہما
من الاسلام واہلہ خیرا کہ وہ دونون رسالہ عجالہ مطبع مجمع البحرین
لودہیانہ مین مطبوع عالم ہوے اور بعد ازان پھر کسی نے ان
ذوات الاذناب سے سر نہ اٹھایا اور دعوی معاویہ غاویہ کا شور
نہ مچایا اس سے بھی ارباب انصاف کے نزدیک بخوبی ظاہر ہو گیا
کہ برابر علماے اہلسنت زیر مشق طلب علوم و علماے فحول اولی
الحلوم الحق کے رہے اور حجج باہرہ و براہین قاہرہ حقیت الحق
فرقۂ شیعہ دیکھا کئی مگر تک اب بھی اگر ایمان نہ لائین اور راہ
حق پر نہ آئین تو بیشک مصداق جحدوا بہا واستیقنتہا

رشق النبال

لہب النیران

انفسہم کے ہین اور بمفاد ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی
ابصارہم غشاوۃ ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ
اعمی واضل سبیلا رہینگے والسلام علی من اتبع الھدے
قولہ بیخ وبنیاد کھود ڈالی اقول اب یہان سے مخاطب نے حرفہ
معماری کی نیو ڈالی اور اپنے خاندانی حرفہ کے اظہار کی نرالی
ترکیب نکالی یہ نہ سمجھے کہ جس عماد اسلام کی بیخ وبنیاد خدا ورسول
کی امداد اور حیدر کرار کی ضرب ذوالفقار خداداد سے بنیان
مرصوص ہوا ورجس تشئید المبانی کی بنا بتائید ربانی وتاسیس
فرقانی وجد وکد رسالت پناہی ومد طعن الرماح ید اللہی بذکر
حمید وقصر مشید مذکور ومخصوص ہوا ور جو نصرۃ المومنین کہ جنود
مجندہ اُسکے ادلہ وبراہین سکے بمقدمۃ الجیش ولقد نصرکم اللہ
فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین واستظہار وکان حقا علینا نصر
المومنین منصور ومنصوص ہون اور ردہ استقصا الافحام و
استیفاء الانتقام کہ بمصداق فانتقمنا من الذین اجرموا مصدق
ہوا ور تیغا ضد وایدناہ بروح القدس موفق اور ابواب اُسکے
بہ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا مبوب ومکمل ہون اور فصول اُسکے
بایات وفصلت من لدن حکیم خبیر مشید ومفصل وحجج بالغہ اُسکے
بہ فللہ الحجۃ البالغۃ وذکر رفیع اُسکا بتذکرہ صاحب ورفعنا لک
ذکرک مزین ومسجل ہوا ور وہ عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ
الاطہار کہ باشعہ نور واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون منور ہو
اور ثغور اُسکے بضربت حیدریہ وبوارق مولقہ وذوالفقار

وصوارم وحسام وسیف ناصری وبرق خاطف وسیف ماسح
منصور ومظفر اور معاندین ومخالفین کے مکاید عام فریب کے
لیئے تقلیب المکاید وتشئید المطاعن سد راہ ہوا ور اشعریہ
وماتریدیہ کی تردید کے لیئے حجج باہرہ وسیف اللہ ہو ہیر کیا تاب و
توان رکھتا ہے کوئی اہل ضلالت وجہالت اور کیا زہرہ رکھتا
ہے کوئی اہل نفاق وشقاوت کہ اسکے حریم حرم مرتبت تک
دست درازی کرے یا بدغا وفریب اُسکے بنیان مرصوص سے
بازی اور اُسکی بیخ کنی مین کچھ کارسازی کرے ہرچند آپکے
بزرگون نے بمقتضاے ۵ اسے بوم ہر کجا نشینی بکنی ہا بہت کوشش
کی مگر بعوض کندہ کردن خایب وخاسر ہی رہے فانہ قد
حفظہ اللہ حفظا من کل شیطان مارد لا یسمعون
الی الملاء الاعلی ویقذفون من کل جانب دحورا ولهم
واصب الا من خطف الخطفہ فاتبعهم شهاب ثاقب قولہ
ایک خشت شکستہ اقول کیون نہو آپ ہی تو اُنہین دین کی نیو
کھودنیوالونکی ذریت ونجین سے ہین جنہون نے اپنی دیدۂ ہ کی
سجہ عالی رہ قائم کی خشتگر بہی اُنہین نیو کھودنیوالونکے ابا واجداد
سے ہونگے صاحب استقصاء الافحام یا دیگر علماے اعلام شیعہ
کرام کو خشتگری سے کیا کام آپنے سنا ہوگا کہ خشتگری کام عمر اور
عمر یون کا ہی شیعونکا انیر قیاس قیاس اول من قاس ہی آرے
بضرورت جواب مناسب حال آپلوگونکے مصرع کلوخ انداز را
پاداش سنگ است کیئے تو نہایت زیبا اور بہت بجا ہے اگرچہ

مصداق لذسل علیهم حجارۃ من طین جواب دندان شکن ہونے
کے سبب سے میری خشت شکستہ بھی مخالفونکے سر پھوڑنے
اور دانت توڑنے کیواسطے کافی ہے جسکے تبئین کے لیئے آیہ
ترمیهم بحجارۃ من سجیل فجعلهم کعصف ماکول حجت وافی
و دلیل شافی ہے اُس خشت شکستہ کی ضرب سے تو آپ عوعو کر گئے
اب اس ذوالفقار حیدر کو دیکھکر یقین ہے کہ دم دبا کر پیش
معاویہ بھاگ جائیگا قولہ اسی مادہ سے الخ اقول وہ تو آپہی
لوگونکے علما کے مسطورات مستورات سے ہے جس سے تحفہ بیت
ہملوگونکو تمتع ہوتا ہے اور رکم خرچ و بالانشین کا خطا وفے
ملتا ہے اور بنائے فاسد علی الفاسد کیون نہوگا کہ اتصال
اس مادہ کا جدہ فاسدہ سے ہوا ہے ہرچند مینے چاہا تہا کہ اُس
مادہ فاسدہ سودا و یہ کی آپکی اصلاح کردن مگر معلوم ہوا کہ
علاج پذیر نہین ہے لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر
بقول شیخ سعدی سہ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ؎ گرچہ باآدمی
بزرگ شود ؎ مگر ایک علاج آخر العلاج الکی آپکے لیئے باقی ہی
فانتظرہ لیوم تکوی جباھهم وجنوبهم قولہ بقول شیخ
سعدی اقول وہی آپکے شیخ سعدی پندنامہ کرمیاین کہ گیئے
ہین سہ ترا اژدھا گر بود یار غار ؎ ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار ؎
قولہ کوئی دام مین آسکے نہ آیا اقول اسیطرح آپکے اسلاف معدن
نفاق و اختلاف بھی کہتے تہے جسکی وجہ سے آیہ کریمہ انک لا
تهدی من احببت نازل ہوا لیکن آپکے بزرگونکے دام مین

تو بہت اپ ایسے جبل پھنسے قولہ قادر قوی نے الخ اقول یہ بھی
آپکا اعتقاد فاسد از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی چونکہ ہر
خیر و شر کا فاعل حقیقی خداوند تعالےٰ کو ٹھہراتے ہین اور ایخ
بدکرداریونکو خداے پاک کیطرف نسبت کرنے مین باک نہین
کرتے ہین فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا قادر قوی نے
اپنے بندونکو خیر و شر کا اختیار دیا ہے فمن شاء فلیومن ومن
شاء فلیکفر اور سامان ہدایت و ضلالت واسطے امتحان کی مہیا
فرمایا ہے کہ بسوء اختیار و حسن اختیار جسمین چاہین صرف کرین یہ
خود فرماتا ہی وما کنت متخذ المضلین عضدا والذین کفروا
اولیائھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات
قولہ برادرم مولوی شیخ عبدالحق اقول رب لا تذر علی
الارض من الکفرین دیارا انک ان تذرھم یضلوا
عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا اس بھولے بھالے
لڑکے کو جو مخاطب کا علاتی یا اخیافی یا کسی طرحکا برادر ہے ہم
خوب جانتے ہین کہ واقعہ حراسے انکا شیوخ فاروقی مین شمار
ہی اور اس شخص شرافت خاندانی کا عالم عالم اشتہار ہی حسیایا
نسبا زمانہ مین دو دمان خلیفہ دوم و امام مالک یا امام حنبل کا
یادگار رہے قلیلا او کثیرا زیادۃ او نقصانا فلا ازید علیہ
ذکرا وکفی بذلک لہ فخرا قولہ ابن الامیر الکبیر الخ اقول سچ ہی
الدنیا راس کل خطیئۃ ہرگاہ مخاطب کے اسلاف معدن
اختلاف نے محض لطمع دنیاے دون علاوہ ظلم وستم بخاندان

رسالتمآب پر جھوٹھی حدیثین بنا کر تہمت لگائین
مثل مامون بن احمد کے اور مثل غیاث بن ابراہیم نخعی کے کہ خوشامد
ین مہدی عباسی خلیفہ کی حدیث لا سبق الا فی خف او نصل او
حافر مین او جناح بڑہا دیا کہ خود مہدی مذکور پہچان گیا کہ اسنے
جھوٹھی حدیث بنائی اور اسلیئے ان کبوترونکو جنکا بڑا اشتیاق تہا
اور غیاث نے انہین کے بدولت یہ اضافہ کیا تہا فوراً ذبح کرادیا
کما فی نزھۃ النظر تو اگر مخاطب نے بخوشامد اپنے اس امیر کبیر کے
یا اُسکے فرزند کے خواہش کے مطابق مجادلہ و مکابرہ پر کمر باندھا
تو کیا عجیب ہی فلیس ہذا باول قارورۃ کسرت فی الاسلام قولہ غفر
ذنوبہ الخفی والجلی الخ اقول یا بان شوراشوری یا باین بے نمکی
ابہی تو اپنے برادر علاتی کے صفات ذاتی کس خوبی سے بیان
کیئے اور یہان اگر اُنکے اسلاف کے ساتھ کیسی بے ادبی کی اگر
کوئی اس قسم کا رشتہ ہو تو خیر گنجایش ہے والا سراسر علامت جہالت
ہے اگر دو قوت عربیت کا نہ تہا تو عربی لکھنا کیا ضرور تہا ہندی میں
بیلغفر باشی یا کاشی باشی لکھدیا ہوتا خود فضیحت دیگرے را نصیحت
ایسی لوگونکا دستور ہے کہان تو بان ہمہ دانی و چرب زبانی ناحق
و دروغ اپنی طرف سے ایجاد کرکے میری عبارت تو نہین ایک دو
خطاے صرفی و نحوی شمار کرتے اور خود بدولت کی یہ لیاقت
ہے جسکی خطائین بے شمار گویا اونٹونکی قطار ہے عربی و نحو و صرف
تو درکنار اُردو کی عبارت بھی ہر جگہ ناہموار نظر آتی ہے اپنے
تمثیل خود غلط املا غلط انشا غلط کے آپ ہی مضروب المثل معلوم

ص ۴۰ نزھۃ النظر مطبوعہ دہلی

ہوتے ہین باوجود اعراض کے اغلاط لفظیہ ومعنویہ وترکیبیہ سے
بعض مقامونپر بطور نمونہ کمالات ذات مجہول الصفات کو دکھلا
دیتا ہون تا آیندہ الہی غرا ترخانی اور ہرزہ درآئی اور بیہودہ
سرائی سے باز آسے اور قطع زبان فرماسے دیکھیے کہ ایک جملہ مختصرہ
دعائیہ فقرہ مین جو زبان زد عوام ہے خطا ہاسے لفظی ومعنوی و
صرفی ونحوی آپکی نہ خطاسے متجاوز ہوکر دس ہوتی ہین شمار
کیجیے اول خطا یہ ہے کہ غفر متعدی بنفسہ کو بمعنے عفا سمجہا حالانکہ وہ
بمعنے ستر کے ہین جیسا قاموس مین ہے غفرہ لوبغفرہ سترہ دوسری
خطا یہ کہ غفر بمعنے عفا جیسا کہ مقتضاے مقام ہی متعدی بلام ہوتا ہے
جیسا کہ قاموس مین غفر اللہ لہ ذنبہ تیسری خطا یہ باوجود دعوی ہمہ
دانی وواقفیت احادیث وایات قرانی مخالفت قران وحدیث بہی
کیا ہی چنانچہ اکثر آیات مین مثل اللہم اغفر لنا اللہم اغفر لی اور
اسیطرح احادیث مین بہی وارد ہی پس بقول مخاطب یہ مخالفت آیات
قرآن واحادیث کی منطوق صریح کی ہے کہ آمر بتکلم وقت دعا ساتھ
اسی عنوان قوی البنیان کے ہے دلالت کرتی ہی اور جہالت سفاہت
وحماقت وضلالت مخاطب اور عدم متابعت اُسکے قول احکم الحاکمین
ورسول رب العالمین کو الجواب الجواب چوتہی خطا یہی کہ غفر اگر فعل
معروف ہو تو فاعل اُسکا غایب ہی اور یہ غلطی صریح ہی اور اشتہار
ضمیر وارجاع بلا مرجع بہی بالمرہ فعل قبیح ہے اور اگر فعل مجہول ہے
تو بوجہ عدم مطابقت نایب فاعل کے کہ ذنوب جمع حکم تانیث مین ہی
کلام مختل النظام ہوگا بلکہ عند الاشتباہ ناجایز وممنوع ہے پانچوین

ضرب منکر

خطایہ ہی خفی وجلی صفت ذنوب کی ہے جو حکم تانیث مین ہے اور
ادنے نحو میر خوان بہی جانتا ہے کہ موصوف وصفت مین مطابقت
تانیث وتذکیر وغیرہ ضروری ہے بقول مخاطب موصوف وصفت
مین خیال تذکیر وتانیث کا نہ کیا لفظ ذنوب کو بصیغہ جمع بحکم تانیث
لاے اور اُسکی صفت سے تامی تانیث چٹ کر گئے یہ نادانی کا کام
کیا الجواب الجواب چھٹی خطایہ ہے کہ نائب الفاعل کہنا ذنوب کا نثبت
ذنوب ہے اور اسمین میت کی سراسر بحیرمتی وبیعزتی ہے کما الایخفی
علے اولی النہی ساتوین ذکر ذنوب بوصف خفی وجلی المفید تغلیظ و
تشدید ذنوب ہے وہو اذر اسمو تاہ فواسو تاہ اور خلاف اذکروا
امواتکم بالخیر کے ہے آٹھوین مراعات قوافی وفواصل محسنات کلام
سے ہے نہ ضروریات سے چنانچہ فواصل وقوافی کلام مجید جسکی
فصاحت وبلاغت حد اعجاز پر ہے اور اسیطرح احادیث وغیرہ
سے بہی یہ امر بخوبی ظاہر ہے مگر مخاطب کا قافیہ جب تنگ ہوا تو
اپنے توسیع قافیہ کیواسطے مطابقت صفت موصوف کو جو ضروری
ہے چھوڑ کر ترک واجب مین گرفتار ہوا اور اکبر منکر کے عدم
درستگی قافیہ پر جو بیجا ہنستا تھا اور تمسخر کیا تھا جیسا کہ عنقریب
معلوم ہوگا اُس سے بدتر مین خود مبتلا ہوا خود فضیحت دیگرے
را نصیحت نوین خطا یہ ہے کہ عموما سیرت اہل اسلام بہ نسبت اموات
عظام اس طور پر جاری ہے کہ میت کو بلفظ مرحوم وغیرہ ذکر
کرتے ہین اور کلمہ علیہ الرحمہ والرضوان واعلی اللہ مدارجہ
فی فرادیس الجنان وغیرہ سے اُسکے حق مین دعا کرتے ہین مگر

ذنوب منکر

مخاطب نے میت کو لفظ مرحوم سے محروم کیا اور دعاے رحمت کو
معدوم کیا یا میت کو قابل رحمت نہ جانا حالانکہ شیطان بہی مایوس
نہین ہے یا خود باوجود لا تقنطوا من رحمۃ اللہ رحمت خدا سے
روگردان ہوا ہو کفر صریح و خطاء فضیح دشنوین خطا یہ ہے کہ
دعا مین شان میت کو لحاظ رکھنا چاہیئے پس جب القاب مین
الحاج البار لکہا تہا تو بعد اُسکے ذکر ذنوب بڑی بدگمانی ہی
خدا کے ساتھہ اور نہایت تفضیح ہے اموات کی نمعلوم قاضی صاحب
کے ایسے ذنوب کیا تہے کہ حج و بر و صلوۃ و صوم وغیرہ موجب
غفران اُنکی نہوے اور کل اعمال حسنہ اُنکے ان ذنوب خفیہ و جلیہ کے
سامنے حبط ہوگئے وہل ہی الا ترک ولایۃ علی و اولاد
ہ الطیبین و ایثار خلافۃ غیرہم من الفاسقین و الکافرین
کما نص علیہ سید المرسلین و اشرف النبیین کما نقل فی
کفایۃ الطالب فی مناقب علی ابن ابیطالب لمحمد بن یوسف
الکنجی الشافعی قال رسول اللہ خلق الانبیاء من اشجار شتی
وخلقنی وعلیا من شجرۃ واحدۃ فانا اصلہا وعلی فرعہا وفاطمۃ
لقاحہا والحسن والحسین ثمرہا فمن تعلق بغصن من اغصانہا
نجی ومن زاغ عنہا ہوی ولو ان عبدا عبد اللہ بین الصفا
والمروۃ الف عام ثم الف عام ثم لم یدرک محبتنا اکبہ
اللہ علی منخریہ فی النار ثم تلا قل لا اسئلکم علیہ الخ و بعد
ہذا الحدیث بطریق اخر یا علی لو ان امتی قاموا حتی یکونوا
کالحنایا و صلوا حتی یکونوا کالاوتار ثم ابغضوک لاکبہم

۱۵۳
۱۱۲
ص کفایۃ الطا

اللہ فی النار الخ پس بعد ان جملہ مراتب کے آپکے ایک جملہ کی
دعا کیا کام کریگی خصوصاً جب آپ بھی اُسی عذاب وبیل مین
گرفتار ہون خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔ پیر درماندہ شفاعت
کے کند فھا تلک عشرۃ کاملۃ مع ان مقولات لا ضعاف
اضعافہا حاملۃ وللعشرات العشرات شاملۃ یعنے
فرمایا رسولخدا نے کہ کل انبیا مختلف درختون سے پیدا ہوے
اور ہمکو اور علی کو شجرہ واحدہ سے خدا نے پیدا کیا ہم اصل ہین
علی فرع فاطمہ شگوفہ ہین اور حسن وحسین ثمر اُسکے ہین جو
ہملوگ سے متمسک ہو ناجی ہے اور منحرف گمراہ ہے اور اگر
کوئی بندہ خدا کی عبادت کرے ہزار سال پھر ہزار سال
درمیان صفا ومروہ کے اور ہملوگ کی محبت اُسکو نہو خدا مُنھ
کے بھل اُسکو جہنم مین گرائیگا اور دوسری روایت مین ہے کہ
اگر امت میری بوجہ قیام مثل حنایا ہو جاے یعنے دوہرے ہو جائین
اور بوجہ کثرت نماز مثل تار کمان ہو جائین اسپر بھی اگر تجھسے
عداوت رکھین یا علی تو خدا اُنکو مُنھ کے بھل جہنم مین گرائیگا پس
مخاطب نے بغرض اظہار کمال ناصبیت قاضی ماضی خذوب مین
اُسکے یہ تغلیظ وتشدید کی فتامل قولہ عرصہ دو ماہ ہوا اقول
یہ اظہار تعداد دو ماہ صرف بنظر اظہار کیا لیت ذات جہالت و
نجالت سمات اس امر کے ہے کہ باوجود تصنیف ہونے رسالہ
فاروق اکبر کے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین کما ہو ظاہر من خاتمتہا جواب اُسکا
جو مبنے محض سخت کلامی ودشنام دہی واستراق عبارت تحفہ پر ہے

کہ باوصف مکرر تردید ہونے تحفہ کے مخاطب نے ہر جگہ لفظ بلفظ ترجمہ
تحفہ کا کیا اسپر بھی دس برس کی بعد ۱۳۰۲ ھ بہن لکھا گیا حالانکہ اسکی ضرورت
نہ تھی اہل فہم حال لیاقت کو تحریر خرافت تخمیر سے اور اس استعجال
کو دس برس کی تاخیر سے بخوبی دریافت کر لینگے اور ہرگاہ مدار
اس رسالہ منکرہ ضربۃ المنکر کا محض دست برد کالاے تحفہ شاہ صاحب
پر ہی کہ اُسکی بھی مٹی خراب کی اور رہی سہی بات بھی اُسکی تباہ کردی
تو دو مہینہ کی مدت بھی بہت ہے ایک روز کافی تھا مگر یہ کیہئی کہ ایسے
نابلد تھے کہ اُسپر بھی وقوف نہ تھا قولہ رسالہ ابتر الخ اقول یہ قول
مع قایل خود کئی وجہوں سے مردود و ابتر و بدتر ہی اوّلا یہ کہ
حدیث مشہور ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کل امر ذی بال لم یبدء
ببسم اللہ او بحمد اللہ فہو ابتر یعنے جو امر ذی بال فہم کہ نشروع
کیا جاے ساتھ نام خدا یا حمد خدا کے وہ ابتر ہے کہ مفہوم مخالف اُسکا
یہ ہوا اور جو شروع کیا جاے بہ بسم اللہ والحمد وہ ابتر نہین ہی اور
رسالہ اطہر فاروق اکبر شروع کیا گیا ہے بہ بسم اللہ والحمد للہ تو
ہرگز ابتر نہوگا بمناقض علیہ الرسول بلکہ جو اُسکو ابتر کہیگا
وہ دشمن خدا و رسول اطہر کا فر ہوکر داخل زمرہ ان شانئک
ھو الابتر ہوگا ثانیا قول رسول مقبول بیشک کاشف قول جناب
باری ہے اور مخالفت رسول بیشک آذیت آنحضرت ہی پس مخاطب
مصداق آیہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی
ہوکر معاتب بہ والذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی
الدنیا والاخرۃ ہوا ثالثا جب نام اُس رسالہ اطہر کا فاروق اکبر

ہوا تو بلحاظ شرکت القاب جناب خلافت مآب ابن الخطاب لازم تھا
کہ مخاطب اُسکو کبریت احمر تصور کرتا اور بلحاظ حفظ حرم حریم اُنکے
دوسرونکو توہین وتہجین سے باز رکھتا نہ خود مرتکب ایسی بےادبی
کے ہوں اور اپنے فاروق کے ہمنام کو بلفظ ابتر تعبیر نکرین شاید
یہی وجہ واو فاروقی کو ساقط کرکے بلا سبب فارق الاکبر لکھنے
کے ہوئی لیکن ان روباہ بازیون اور جعلسازیون سے کیا ہوتا ہے
راہ آیا اگر پہلے فاروق کو دفتر پارینہ سمجھکر نا قدر تھا تو بارے اپنے
فاروق ثانی مولوی محمد فاروق فیروزپوری مجیب مصیب کے
قدردانی کرتے جنکے الطاف واعطاف کے آپ ممنون احسان ہین
اور حق اُستادی اُنکے آپ پر فراوان وبے پایان ہین کہ بجایت
اُنکے یہ چرب زبانی وخوش بیانی آپنے اس رسالہ منکرہ مین
ازراہ دانائی صرف کی اور مفت اپنی عمر عزیز کو ضائع وتلف
کیا الغین کے لحاظ سے سخت کلامی وبدلگامی بہ نسبت اس نام
نامی کے نہ کرتے اور بے ادبی سے باز آتے والا بقول مخاطب من
لا ادب لہ دین لہ کردہ خویش آید پیش قولہ مولیان ادبار اقول
این کار از تو آید ومردان چنین کنند۔ تطویل سے کوئی فائدہ
نہین ہے موالیان ادبار پر لعنت فرمائی ہم بہی آمین وبیش باد
کہنے کو تیار ہین یا مین اون موالیان ادبار پر کردار بہ تبرہ کا واسکر
کردن اب بیش باد کہئے دیکھئے جو بدر سے بھاگا جو خیبر سے شکست
کھاکر اُلٹا پھرا جو حنین سے منہ چراکر فرار کر گیا اور روز
احد کو پہاڑی بکری کیطرح پہاڑ و پنرا چلکتا پھرا اور رسول نے

اسیوجہ سے اُن موالیان ادبار پر لعنت فرمایا اور سب وشتم کیا بتاسیے
رسول اسی لعن مسنون کو جاری فرمائی ہین یہی آپکے پیچھے موجود
ہون ونحن اقرب الیہ من حبل الورید قولہ غار تاریک
اقول غار تاریک تو آپکے یار غار خلیفۂ اول کا البتہ مشہور ہے
جسکو شیخ سعدی نے بہی کہا ہے سہ ترا اژدہا گر بود یار غار ۞ ازان
بہ کہ جاہل بود غمگسار ۞ مگر اُسمین اُنکو عافیت کہان ملی جیسی پاؤنکی سوراخ
سے سانپ نکلا قولہ فقیر کو مکابرہ ومجادلہ اقول اولا اس عبارت
سے مخاطب کے معلوم ہوا کہ درحقیقت رسالہ فاروق مین کوئی
امر قابل تردید ولایق مناظرہ نہ تہا کیونکہ امر حق ہمیشہ لاجواب
ہوتا ہے اور بسبب کمال متانت وغایت رزانت تقریر دلپذیر
وتحریر عدیم النظیر اُسکے بقول مخاطب مناظرہ اس بارے مین
عنقا صفت مفقود تہا ثانیا مخاطب کا بوجہ انعدام مناظرہ اس
مقام پر کہ مقصود اُسکا احقاق حق ہوتا ہے اور یہی فرق ہے
درمیان مناظرہ ومجادلہ کے دل سے مستعد ہونا مجادلہ ومکابرہ
پر اس رسالہ منکر مین بمقابلہ رسالہ فاروق اکبر بخاطر برادر
موصوف باقرار مخاطب ثابت ہوا ثالثا اقرار کیا کہ ان ابحاث
متعلقہ رسالہ مین بلکہ عموما ان مباحث مین مخاطب کے لیئے
مناظرہ عنقا صفت مفقود ہے اور در فتنہ باز ہی پس مخاطب نے
اپنے در فتنہ کے باز ہونیکا بہی یہان اقرار کیا کیون نہو تحفہ کا
بچہ ہے اور شاہ صاحب کا فضلہ اور آسکو خود مولوی حیدر علے
کفش دوز موجب فتنہ وفساد ومباحثہ کی بیخ وبنیاد بتاتے ہین

فرق مناظرہ ومجادلہ وتمامی ضرب منکر مجادلہ ہے

جیساکہ ازالۃ الغین مین ہی وازانجملہ ست حجۃ اللہ علی البریہ صاحب تحفہ اثناعشریہ کہ درزمان متاخرین بنیاد مناظرہ شیعہ وسنی بعنوانیکہ قلوب مخالفین بکنہش مے رسد نہادہ اوست استہی والفتنۃ اشد من القتل سا بعا مخاطب نے اقرار کیا کہ پہلے ہمنے اس مجادلہ ومکابرہ و درفتنہ بازکرنے سے انکار کیا پہر اس عہد سے اپنے نکث کیا ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ اور شاید اسیوجہ سے نام اس رسالہ کا ضرب منکر بکسر کاف رکھا اور لفظ منکر کو قرینہ اپنے توثیق انکار کا قرار دیا اور چونکہ قلبا مجادلہ ومکابرہ و درفتنہ بازکرنے کو مکروہ وقبیح و واجب الاحتراز جانتے تہے گو بسبب کسی سانحہ دنیاوی کے جیکے لیئے وظیفہ پاتے رہے اسمین مبتلا ہوگئے اسیلئے اُسکی قباحت کا اشعار ہی نام رسالہ ضرب منکر مین اگر بفتح کاف پڑہین ظاہر کیا اور اہلحق کو خود اُسکی قباحت بتادی دکفی اللہ المومنین القتال ثامنا جب مکابرہ ومجادلہ وفتنہ سے قلبا احتراز رکھتے تہے تو پہر دل سے مستعد ہونا اسکے کیا معنے تاسعا جو بات بد اور قابل احتراز ہوا اور اُسکے ارتکاب سے درفتنہ باز ہوا اسمین خاطرداری کیسی یہ ویساہی ہے کہ اگر آپکو کوئی کوئین مین گرنیکو کہے تو اُسکی خاطر سے گر پڑیئے حالانکہ امر باطل مین اطاعت والدین بہی جائز نہین چہ جائیکہ برادر ہاں مگر یہ کہ احسانات موفورہ اُنکے آپکو داعی ارتکاب اس امر قبیح کے ہوے ع زر بر سر فولاد نہی نرم شود ۱۲ جیساکہ ابوہریرہ نے بعوض چاہ صد درہم چارسو حدیثین وضع کین ۔ بدوز د طمع دیدہ ہوشمند ۱۲

اور آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند ہا یہی مقولہ کفار بہی ہی جیساکہ اطعنا
ساجدتنا دکبوانا فاضلونا السبیل شاہد ہی سابعاہرگاہ بلحاظ
خاطرداری اپنے برادر موصوف کے آپ آمادہ مکابرہ و مجادلہ و در
فتنہ باز کرنے پر ہوے تو معلوم ہوا کہ جملہ تحریفات و تشددات و
تغلیظات آپکے بنحاطر آنکہ صادر ہوے کہ انہونے بلحاظ عار و قیمت
خاندانی غلاظت و فظاظت کی خواہش کی ہو گی تا خشونت و شدت
ظاہری سے در و نی تسکین اُنکی حاصل ہو تو جہان انکی خاطرداری پہ
اپنی کمر باندھی تہی تو بپاس خاطر منصف او حد جنکو بلفظ جناب مولانا
حکیم مفتی یاد کرتے ہین کچھ تو کمر اپنی ڈھیلی کی ہوتے اور بیحسی کو مبدل
بہ سستی کرتے کہ جو کچھ آپکے مولانا موصوف نے وقت معاینہ رسالہ
منکر آپکو اور آپکے برادر مولوی عبدالحق کو درباب ہرزہ درآئی
و ژاژ خائی و بیہودہ سرائی موعظہ فرمایا تھا اور فتوی دیا تھا یاد
ہو گا محمد یعقوب دلاور پوری برادر محبوب حسین قرضی مجیب
شاہد عادل آپکے ابہی موجود ہین اُسپر بہی آپنے بیہودہ گوئی اپنی
نچھوڑی اور سارے مواعظ کو اُنکے گوز شتر سمجھا ثانیاً آپنے ایک
فقرہ مجملہ سے اپنے مذہب و تمامی اہل مذہب کی آپنے قلعی کھولدی
(خصوصا جب الوان نے مذہب حق کی پاسداری پر کمر ہمت
باندھی ہے) کیونکہ پہلے تو آپنے فرمایا کہ مجادلہ و مکابرہ سے بوجہ
انعدام مناظرہ و انفتاح در فتنہ مجھکو بس احتراز ہی اسوجہ سے
اولاً انکار کیا مگر ہر گاہ خاطرداری برادر موصوف کی عزیز تہی
بدل مستعد ہوا اور آپنے اپنی اصرار پر مجادلہ و مکابرہ کو مذہب

حق کی پاسداری کہا ہے تو اب حقیقت اس مذہب کی بہی معلوم ہوئی
کہ محض ازراہ مجادلہ و مکابرہ حق بنایا جاتا ہے اور اہل مذہب
کا بہی حال عموما و خصوصا معلوم ہوا تا شعا ہرگاہ خود آپ
مجادلہ و مکابرہ و فتنہ کو واجب الاحتراز جانتے ہین تو دوسرے
ارتکاب کو بہی ضرور برا جانتے ہونگے پہر اُسکے بقا کی دعا دینا
اور اُسپر اجر عظیم کا طلب کرنا ویسا ہی ہے کہ کسیکے شراب بادہ پینے
کی تمنا کیجاے اور اُسپر اجر عظیم کے طالب ہون عاشرا اُس
مجادلہ و مکابرہ کو خود آپنے واجب الاحتراز کہا اور یہان
اُسکو امر خیر کہتے ہین یہ امر موجب آپکے تکفیر یا تفسیق کا بہی ہے
کیونکہ جو محرمات کا ارتکاب بہ تحلیل یعنے حلال جانکر اُسکو کرے
وہ کافر ہے کما ہو ظاہر بعدہ مستعد ہونا انجاح مرام پر اپنی برادر
ذوالاحترام کے عجب لطف انگیز و حیرت خیز عبارت ہی کہ فلاح و
صلاح سابقین کو بصیغۂ افعل التفضیل کشف کرتا ہی ؎ عمرت
دراز باد کہ اینہم غنیمت ست ۞ فصل ۸ امور عشرۃ بل عشرۃ
مبشرۃ لصاحب الرسالۃ المنکرۃ قولہ بنظر غور دیکہا اقول کہ
کہان کہان تک مجادلہ و مکابرہ کام دے سکتا ہی ؎ گرم تا کے
بماند این بازار ۞ اور بوجہ فقدان مناظرہ عنقا صفت کہانتک
در فتنہ باز ہو سکتا ہی الا فی الفتنۃ سقطوا و ہم لا یشعرون
قولہ ظاہر مین الخ اقول اولا ظاہر مین ابتر نظر آیا کا نتیجہ تو بقول
رسول آپ پر سابقا ظاہر ہوا باطن بہی آپکا اُسی پر قیاس ہوگا
؎ ازبرون طعنہ زنی بر بایزید ۞ واز درونت شرم می آرد یزید

ثانیاً باطن میں تحریفات وغیرہ کا دفتر پیش نظر ہونا بھی نئی بات ہے شاید وساوس شیطانی و مکاشفات شیخ جیلانی وہواجس نفسانی و شکوکات جناب ثانی کا بیناب اغوال بشکل باشکال ہو کر پیش نظر آپکے آئے ہونگے والا آپکے ان ہذیانات وخرافات کا کہیں وجود نہیں ہے اگر ایک مقام پر بھی اپنے باطن کا کشف کرتے اور تحریفات ولغویات وافترآات وغیرہا کو فاروق کے پکڑتے تو شاید کسی عنوان تصدیق آپکی ممکن ہوتی واذلیس فلیس ثالثاً آپکی تحریفات و لغویات وافترآات وبطالات کا نمونہ تو ایک یہی ہی کہ رسالہ اطہر کے نام میں تحریف کر کے کہیں فاروق بغیر الف ولام کہیں الفارق لکھا اور خلافت مآب کے لقب کا بھی ادب نرکھا اور اسیطرح الحمد للہ کو الحمد اللہ کہ تحریف لفظ قرآن ہے اگرچہ یہ تاسی سیرت عثمان ہے مگر حرکت شیطان ہی علے ہذالقیاس تمام رسالہ منکر کی تحریف وتصحیف اکثر من ان یحصی ویذکر فتذکر وتدبر۔ قولہ ناک کاٹی اقول فی الواقع رغم وقصم وقصم الوف ملحدین و معاندین وجاحدین لئام شعار شیعیان حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ہی خواہ مسیلمۂ کذاب ہو یا ابن سبا مرتاب یا طائفہ ابن الخطاب الخطاب یا مخاطب والاخطاب یا علما آسکے اصحاب ذوی الاذناب قولہ ہر عاقل اسکو رای سلیم سی الخ اقول قدرت خدا کی مینڈکی کو بھی زکام ہوا جسکو خود اردو عبارت لکھنے کا بھی شعور نہو اسکو اسقدر لاف وگزاف جہالت کیا ضرور عربی دانی آپکی تو دیکھی گئی اب یہان آپکی مادری زبان اردو دانی میں آپکی نادانی دیکھی جاتی ہے بہرکیف یہ قول مثل آپکے

بوجوہ عدیدہ مدخول و مخدوش ہے اولاً ہر عاقل کا کلیۃً صاحب رائے سلیم ہونا ممنوع ہے عقل نکرہ سے تو واقف ہونگے فرب عاقل لا سلامۃ لہ ایہ پس اپنی رائے سلیم سے ہر عاقل کا کہنا غلط ہوا ثانیاً شرط دیکھنے کی لگانا بھی عجب العجائب ہے شاید اندھے حافظوں کا نکالنا مقصود ہو تو خیر اندھا بے ایمان مشہور ہی ہے والا صاحب عقل و فہم سنکر بھی تسلیم کر سکتا ہے ثالثاً ہر عاقل کا بغیر صرف و نحو جانے ہوئے بھی تسلیم کرنا حماقت ہے پس مخاطب کو لازم تھا کہ پہلے اپنے عاقلوں کو مقید بقید سلامتی رائے و صحت سمع و بصر و واقفیت نحو و صرف کرتا تب یہ تجویز اپنی سناتا قولہ کہ مولف متعسف کو الخ اقول زبانی دعوے استعداد کا نہ اعتبار ہے نہ اعتماد البتہ بعد مقابلہ و معائنہ تحریرات طرفین ناظرین با استعداد خود دریافت کر لینگے آپکی فرمایش کی ضرورت نہین قولہ شاہد الخ اقول جب شاہد عدل کا آپکے غیر معتمد ہونا شہادت اول ورع فی الاسلام ابن زبیر سے اور شاہ صاحب سے سابقاً معلوم ہوا تو آپکے اس شاہد غیر عادل کو انہین والا دان نامراد کا شاہد حجلہ نشین اور عروس لعبت چین اور امرد نمکین تصور کرنا ضرور ہے فان البعرۃ تدل علی البعیر قولہ تسمیہ رسالہ ابتر الخ اقول مخاطب سراپا اعتساف نے بحسب اپنے اسلاف معدن اختلاف کے بتحریف عثمانی و تصحیف مروانی اس رسالہ اطہر کے نام مین بھی جابجا خصوصاً اس مقام مین کیا کیا تحریفات و تسویلات کو کام دیا اور جھوٹ اور افترا بیہودہ درازی و اتہام مین اپنا نام کیا اور منت کا لغو الزام دیا تھا لا نکہ اصلی

نام رسالہ مطہر کا الفاروق الاکبر بین عارف امام آخرالزمان و
الجاہل المنکر ہے جیسا کہ خود مخاطب نے بھی بتحریف ایک الف حمقانی
کے صفحہ ۱۲ سطر ۱ مین عبارت تقریظ یون نقل کی ہی کہ رد جواب
مسمی بالفاروق الاکبر بین عارف امام الزمان والجاہل المنکر الخ
اور صفحہ ۲۲ سطر ۱۶ مین بعد نقل عبارت تقریظ کہا اول رسم خط
لفظ بالفاروق الاکبر جاے غور ہے الخ اور صفحہ ۳۳ سطر ۳ مین
جہان عبارت رسالہ نقل کیا ہی یہ عبارت ہے مسمی بالفاروق الاکبر
بین عارف الامام والمنکر الخ اور صفحہ ۲ سطر ۱۳ مین بعد نقل عبارت
رسالہ بمقام رد لکھا ہے قولہ بالفاروق الاکبر الخ اقول اس جگہ بہ
مولف نے پیروی بیجا کی اپنی کی ہے کہ موصوف کو معروف باللام لائے
مگر پیروی بھی الخ پس اب مخاطب کا کہنا شاہد اس قول کا تسمیہ
رسالہ ابتر بالفاروق الاکبر بین عارف الامام والمنکر مثل گوزشتر
باضرط ثانی بر سر پیر موجب ضحکہ صبیان و خندہ ہر ابجد خوان ہوا
کہ ہر مقام پر خود مخاطب نادان نے باضافہ الف لام بلکہ دو الف کی
ساتھ نقل کیا ہے اور یہان یون ان انکر الاصوات کا ہم آواز
بنا بلکہ بفحواے زاد نغمۃ علی الطنبور کیسے تحریفون مین یہان گرفتار و
ماسور ہوا کہ صفحہ ۵ کی ہفوات طبع ۱ مین لکھا رسالہ ابتر مسمی بہ
فاروق الاکبر بین عارف الامام والمنکر الخ یہان واو فاروقی کو بھی
محذوف کیا اور یہان باسقاط اولین وابقاے ثالث فرمایا اور
صفحہ ۱ وصفحہ ۲۳ مین بابقاے ثالثہ و اضافہ ایک الف زائد تحریر کیا
بہر کیف مخاطب معاتب سے کوئی ذریعہ دریافت کرے کہ اوسکا مقام

...حل دل ... لفافہ ... مطلب میں کہ یا ... نقل کیا ۔ ۱۲

تسمیہ کیا ہی یا اصل کتاب یا تقریظ دونون مقام مین تو خود آپ
اپنے منہ سے جھوٹے بنے تیسری جگہ تو کوئی مثل تیرے کے قبر کے معلوم
نہیں ہوتی تا بنا یہ کہ اپنے ہفوات طبعزاد مین کس غرض سے آپنے
مسمی بہ خارق الاکبر لکھا بہرحال ان شہود خمسہ سے کون شاہد
آپکا سچا ہے اور کون کاذب ایسے ہی تحریفات کو اگر شاہد اپنا بنائیگا
تب تو خلافت تلفقہ کو خوب ثابت فرمائیگا سے قیاس کن زگلستان
من بہار مرا + قولہ قافیہ کا بھی لحاظ ہے الخ اقول یہان آگے ہمارے
مخاطب بالکل عدالت کے پتلے اور سفاہت کے ہیولے بنگئے جہل
مرکب مین ایسا گرفتار ہوے ہر چند تفصیل اسکی اس مختصر مین
دشوار ہے مگر بکمال اختصار ان حماقتونکے طرف مخاطب کے اشعار
کیا جاتا ہے اولاً یہ کہ مخاطب مولانی یہ بھی نہین جانتے کہ قافیہ کس
جانور کا نام صحرائی ہی یا کوہتانی پر اسکا مقام ہے حیف ہی کہ اتنا بھی
شعور نہین کہ قافیہ کی تعریف کیا ہے اور شعر مین ہوتا ہے یا نثر مین
دیکھیے قاموس مین ہے القافیہ اخر کلمۃ البیت الخ یعنے قافیہ
آخر کلمہ شعر ہے کہیے آپکا قافیہ اب تنگ ہوا یا بند ہوا ثانیاً لفظ منکر جو
صفت جاہل ہے اسکو اس جاہل منکر امام نے عارف پر معطوف لکھا
عارت حافظیت نے ایسا آنکھو نپر انکے پردہ ڈالا کہ حرف عطف
کا عدم و وجود بھی نسو جھا لا یبصرون ثالثاً یہ عطف جو ہوا الت
بغرض تقابل و تضاد ہے معنی صحیح نہین ہوسکتا یعنے منکر کو جیسا
کہ منکر نے سمجھا ہے کہ معطوف عارف پر ہے حماقت ہے کیونکہ درمیان
عارف و منکر تقابل نہین ہے کیونکہ عارف منکر ہو سکتا ہے پس مراد منکر

جواب عدم
تنگی قافیہ

عالم ہی و ضد جاہل ہے اور منکر ضد مقر فتدبر را بعا منکر بالفتح کاف ہمقافیہ
اکبر اس مقام پر مناکیر سے بمعنے قبیح و ناشائستہ ہی کما فی ان الصلوۃ
تنہی عن الفحشاء والمنکر جس معنے مخاطب نے اپنے ضرب کو منکر کے
ساتھ موصوف کیا ہے اسیطرح یہان جاہل موصوف ہی اور منکر
بالفتح اسکی صفت ہی اس سمجھ کے قربان کہ مخاطب نے اسکو بصیغۂ اسم
فاعل بکسر کاف پڑھا سچ ہے سہ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد۔ اسیو جہ
سے مخاطب نے اپنے کو مفعول بنایا اور منکر بالفتح بصیغۂ مفعول
اپنی صفت قرار دیا سبحان خالق الازواج کاھا غاشیاً یہ کہ
مخاطب نے قافیہ منکر بالکسر و اکبر بالفتح مین کہا کہ کیونکر ہمقافیہ ہو سکتا ہی
لیکن مخاطب نے کوئی وجہ اسکے محال عقلی یا عادی ہونیکی نہ بتلائی
برائے خدا برائے خلفا اس ہمقافیہ کے محال ہونیکو خلفا کی خلافت
ہی کیطرح ثابت فرمائیے کہ اپنے ہم مشربون عالم کہلاتے جہالت کے
دھبہ سے بچ جاتے سادساً یہ کہ بے بصری کے لوازم کو حافظ صاحب
نے انی شئیتم کے عموم کے ساتھ خوب صرف کیا اسی سے اپنے والد
ماجد کے نام کو جو بمفاد الولد سر لابیہ یقینی بصفت حفظ موصوف
و لبعوارض اسکے معروف تھے ہونگے اخفا کیا اور یہان آکر انی شئیتم
کو بصنعت ایہام بیان کیا سچ ہے مطلب سعدی دیگر است
سابعاً تخطائے ثالثہ فہم غلط اپنے قافیہ کے عدم مطابقت کو پہلی خطائے
علم صرف لکھا ہے حالانکہ علم صرف اور علم قافیہ سے کوئی تعلق
نہین ہے اگر برعایت نام کافیہ پڑھکر خطائے نحوی لکھتا تو اسپہ
محمول ہو سکتا تھا کہ اکثر جاہل قاف کو کاف پڑھتے ہین کہ کافیہ کو

قافیہ پڑھ لیا تا شنا ادعاے خطاے نحوی بر بنیاد دعوے باطلہ اتہام
ترک الف ولام باوجود اقرار اصلاح عم علام تقریظ مین در اظہار
اسکے کہ اس جگہ پر مولف نے پیروی بجا کی اپنے کی ہے کہ موصوف کو
معرف باللام لاے الخ سراسر دلیل خطاے اصلی مخاطب ہی اصل بد
از خطا خطا کند سچ تو یہ ہے کہ تم بھی حکیم جی کوئی ہیں جو ان طرفہ ہوا
کہ ہک با خشکہ کا نسخہ تو خوب ایجاد کیا اور پیٹ دھوین کے
آتشبازی خوب چھوڑی مگر بدبو بہت پھیلی اور اگرچہ گندہ ست
کی خوب تصدیق ہوئی شاید یہ خشکہ ہضم مند اعرق کو گردیا جب
کبریت کبیر کا استعمال فرمایئے لکل داء دواء لیستطب بہ و
لکن داء الجہل لادواء لہ اعوذ باللہ السمیع العلیم
من الشیطان الرجیم تاشنا واسطے تعلیم مخاطب جاہل سے
ضروری ہوا کہ اس مقام مین تعریف صرف ونحو وقافیہ وعروض
بیان کی جاے تا پردہ غفلت وبے بصری چشم بد بین مخاطب سے
کسی نحو صرف ہو جاے اور قافیہ انکا اور بھی تنگ اور عروض
مرض سفاہت سے مبتلاے عار وننگ ہون کشاف اصطلاحات
الفنون مین ہے جو آپکے ہم مشرب کی تصنیف وتالیف ہے اور رسائل
رشید شوکت عمریہ مین جابجا اسکے کلام سے سند لاتے ہین ذکر
تقسیم علوم عربیہ مین اما عن المفردات من حیث جواھرھا
وسوادھا فعلم اللغۃ او من حیث صورھا وھیأتھا
فعلم الصرف واما عن المرکبات الموزونۃ فاما من حیث
وزنہا فعلم العروض او من حیث اواخر ابیاتہا فعلم القافیۃ

صـ ۱۰ تا ۲۱۱ کشاف اصطلاحات الفنون ق
صـ ۲۹ ورق
شوکت عمریہ ۱۵۳

الخ کہ محصل اسکا یہ ہے کہ علوم عربیہ منقسم باصول و فروع ہین اور اصول کے دو قسم ہے متعلق بمفردات و متعلق بمرکبات پس مفردات کلمہ سے اگر من حیث جواہرہا و موادہا بحث ہو تو علم لغت ہے اور اگر من حیث صورہا و ہیاتہا بحث ہو تو علم صرف ہی اور مرکبات کلمہ سے اگر من حیث الترکیب والاعراب و البنا بحث ہو تو علم نحو ہے اور مرکبات موزونہ مین اگر بحث من حیث الوزن ہے تو علم عروض ہی اور اگر من حیث اواخر الابیات و ما بنی علیہ القصیدۃ بحث ہو تو علم قافیہ ہے اور تعریف علم صرف و علم قافیہ مین یہ لکھا ہے علم الصرف وہو علم باصول تعرف بہا احوال ابنیۃ الکلم التی لیست باعراب ولا بناء ھکذا قال ابن الحاجب الخ و علم القافیہ ھو علم تعرف بہ کیفیۃ الاشعار من حیث التقفیۃ والقید الاخیرا حترازعن علم العروض موضوعہ اللفظ المرکب من حیث ان لہ قافیۃ الخ یعنے علم صرف متعلق باصول الفاظ ہے کہ جس سے حال ابنیہ کلمہ کا سوائے اعراب و بنا کے معلوم ہو اور علم قافیہ وہ علم ہے جس سے کیفیتہ اشعار کی باعتبار تقفیہ کے معلوم ہو اور اس قید سے منظور اخراج علم عروض ہے اور موضوع علم قافیہ کا لفظ مرکب ہے اس اعتبار سے کہ اسکے واسطے قافیہ ہے الخ پس علاوہ خطایائے سابقہ کے مخاطب ایک لفظ مین مصداق سہ خطا کے ہے اول یہ کہ درستگی قافیہ کو داخل علم صرف قرار دیا حالانکہ قسیم درتقسیم ہی وقسیم الشئے یباینہ دوسرے یہ کہ عبارت نثر مین قافیہ کی ضرورت

کے قایل ہوئے حالانکہ قافیہ محض متعلق بابیات و اشعار و
قصائد ہے جیسا کہ قاموس سے بہی سابقا منقول ہوا تیسرے
یہ کہ درمیان فاصلہ و قافیہ کچھ فصل نکر سکے یعنے فاصلہ پہ
اطلاق قافیہ کا کیا اور یہ محض جہالت ہے اسلیئے کہ جسطرح
قافیہ نظم مین ہوتا ہے اور اُسکو قافیہ کہتے ہین اسیطرح
نثر مین فاصلہ ہوتا ہے اور اُسکو فاصلہ کہتے ہین کما حققہ
المحققون علیہم اگرچہ سابقا اشعار کیا گیا ہے کہ لفظ منکر
نام مین اس رسالہ اطہر کے مفتوح الکاف ہی بمعنے قبیح و زشت
جو صفت جاہل ہی جیسا کہ منکر کے ضرب منکر بین ہے اور اگر
ہم بقول منکر منکر بکسر کاف بصیغۂ اسم فاعل بہی تسلیم کرین
تو کچھ مضائقہ نہین ہے بچند وجہ اول یہ کہ قافیہ بنفسہا کل
اشعار مین ضروری نہین ہے چنانچہ نظم کی دس قسمین
ہین اونمین سے فرد بہی ہے جسکی تعریف یہ ہے فرد مراد از یک
بیت است خواہ ہر دو مصراعش قافیہ داشتہ باشد خواہ
یک مصرعہ آخرش چنانچہ سعدی فرمودہ فرد ہر کہ زر دید سر
فرود آرد ور ترازوئے آہنین دوش ہست کما فی مجمع العلوم
دوسرے یہ کہ فاصلہ کا ہونا ہر نثر مین بہی ضروری نہین ہے اور
مراد فاصلہ سے مخاطب کا قافیہ ہے کہ بوجہ جہالت فاصلہ کو قافیہ
کہا چنانچہ نثر کی تین قسمین ہین کہ ایک عاری ہی و عاری آنست
کہ نہ وزن دارد نہ قافیہ فغایتہ مانے الباب اینکو عاریا
تیسرے یہ کہ اختلاف حرکت ماقبل روی قافیہ مین باوصف

سنہ ۱۲۵
مجمع العلوم

معیوب بیت عموماً جائز و مستعمل ہے اور شواہد و نظائر اسکے بہت ہین کہ اس مختصر مین احصا انکا ناممکن ہے مگر یہان اصحاب تلاش کے لیئے تینون زبان یعنے عربی فارسی اردو کی دو ایک نظیر و بنیر اختصار کرتا ہون عربی مین آپکے امام شافعی فرماتے ہین کما فی سلم الادب ۵ الجد ید فی کل امر شاسع ٭ والجد یفتح کل باب مغلق ٭ واحق خلق اللہ بالھم امرؤ ٭ ذوہمۃ یبلی بعیش ضیق ٭ ومن الدلیل علی القضاء وحکمہ ٭ بؤس اللبیب وطیب عیش الاحمق دیکھئے آپکے امام نے مغلق و احمق اسم تفضیل مفتوح ماقبل حرف الروی کا قافیہ ضیق بکسر یا ماقبل حرف روی سے کیا ہے اب بقول مخاطب امام شافعی یا مخاطب سے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ اسمین قافیہ کا بھی لحاظ ہے یا انکا قافیہ تنگ ہوگیا احمق و مغلق مفتوح ماقبل الروی و اسم تفضیل کا ضیق مکسور ماقبل الروی کیونکر ہم قافیہ ہو سکتا ہی شاید امام شافعی انی شئتم کے عموم مین آکر واسطے قافیہ بندی ضیق بکسر یا ماقبل روی کے زیر و زبر احمق مقولہ اپنے مین تمیز نکر سکا اور ریے بصری مین زیر ہے کو اختیار کیا اگرچہ خلاف قواعد صرفیہ ہوا حتی کہ جائے خندہ ہر ابجد خوان علوم عربیہ ہوا مگر امام شافعی عامل مثل مشہور ہوا کہ ٭ گندہ ہک با مشکہ اگرچہ گندہ است ایجاد بندہ است لاحول ولا قوۃ الا باللہ اسی علم پر حضرت امام بنے تھے اور شوق تصنیف و تالیف و شعر گوئی بھی ہوا ہے سہ گر ہمین مکتب است واین ملا

کار طفلان خراب خواہد شد یہ تو انکی پہلی خطا ہے علم صرف مین
الجواب الجواب اب فرمائیے کسکا قافیہ مضیق ہوا اور کس کا
باب مجادلہ مغلق اور آپ اجہل بنیے یا امام شافعیؒ آپ کے
احمق مطلق چوتھے فارسی مین اُستاد مسلم کا شعر آپکے حق مین
ناطق وصادق ہے سہ آدمی را آدمیت لازم است ؎ عود را گر
بو نباشد ہیزم است ؎ لازم بکسر زاے ماقبل ردی ہی اور ہیزم
بفتح زاے ماقبل ردی اور ملا جامی فرماتے ہین سہ نکشد از
سر شر رہیزم ؎ آن ضرر کز حسد کشد مردم ؎ ہیزم بفتح زا ہی
اور مردم بضم دال ردی یہ پانچوین اُردو مین مومن دہلوی
کہتے ہین سہ ہو خا بندۂ خدا گر ہون ؎ لیک تجھسے پہر دن تو
کافر ہون ؎ گر بالفتح کافر بالکسر پس بقول مخاطب ملا جامی
و مومن دہلوی سے یہ دریافت کرنا چاہیئے الخ چھٹے رعایت
فواصل نثر مین بدرجۂ اولےٰ فتح ونصب زیر وزبر ملحوظ
نہین ہے آیات فرقانی وانشق القمر وسحر مستمر وعسر ونذر
سے دریافت کرے ساتوین تسمیہ کتاب مین بہی باوجود
فواصل رعایت زیر وزبر نہین ہوتا جیساکہ درر الکلم عزا
لحکم وغیرہ سے تشفی خاطر علیل مخاطب ممکن ومن لا یقنع
علی الیسیر لا ینتفع بالکثیر فتامل ولا تحتر قولہ دوسری
خطا کہ نحوی ہے اقول اب مخاطب صاحب پورے بزا خفش
اور فرا کے خربار کش بنے سابقا کلام مخاطب سے مذکور ہوا
کہ موصوف معرف باللام ہے اور یہ سب اعتراض محض اتہام ہی

اور بالفرض تسلیم اگر لفظ فاروق معرف باللام ہے تو بھی کچھ
مضائقہ نہیں کیونکہ فاروق یہاں علم ہی ہے شخص معین کا اور
علم خود معرفہ ہے محتاج بتعریف جدید نہیں ہے عمر الفاروق
شاید یاد ہو لیس از قسم اضافت توصیفی ہوگا فلا یحتاج الے
تعریف جدید فتامل الیس منکم رجل رشید قولہ اصلاح خطائے
ثانی کی کرگئے اقول اولاً یہاں تک جو کچھ مجادلہ و مکابرہ ثانیاً آپ
سے ہوا باصرار و خوش ناری برادر موصوف کے یہاں اول انکار
کیا آخر میں اس مرض مہلک میں گرفتار ہوا اب یہاں سے
مخاطب نے اپنے انکار تعلی کا الٹا شروع کیا اور توبہ کی
طرف رجوع ہو کیوں نہو سے این کار از تو آید و مردان چنین
کنند ثانیاً اصلاح خطائے ثانی موسس اساس سلطانی کہ بزبان
خود مقر نادانی تھے کل الناس افقہ من عمر حتی العجائز کما فی ازالۃ الخفاء
انکا مقولہ لولا علی لہلک عمر انکا قضیہ مقبولہ ہے بہت مشکل
ہے مگر مقرظ علامہ و مولف فقیر نے تاسی ابا طاہرین اجداد
معصومین علیہم الصلوۃ والسلام الی یوم الدین مما امکن پورے
طور سے اصلاح کیا ہے و کرتے ہیں و کرینگے ثالثاً قولہ کہ علت
اولے الخ دلیل کمال تعظیم و توقیر خلیفہ پیر ہے ضلع جگت بیں
چوکنا چاہئیے کسی باشد ثانی کے پیچھے علت اولی کا جوڑ خوب
لگا اور سیوطی کا فرمانا کانت بہ علۃ ماکان دواء ھالا
ماء الرجال بہت ٹھیک ہوا رابعاً قولہ الزام اول الخ سچ ہی
آپکے ثانی الزام اول کے زیر بار ہیں وما اصابکم من مصیبۃ

ص ۱۵۹ ازالۃ الخفا مقصد دوم

کہا ہما کہ بیت ابد بکر سے اسیطرف اشعار ہی خود کردہ را چہ علاج تماشا قوا خطائے ثالث ثلثہ الخ واقعی خطائے ثالث ثلثہ ایسے ہی تہی کہ خطائے منکراد رحابط افعال مہدہ اول ابتر در دوم بدتر ہے لیکن ثالث نے جو خطائے ثلثۂ میاں تحریر کئے اپنے ثلثہ کی نسبت تو تیر کی اور اپنی حماقت کی تشہیر کی ع خطائے بزرگان گرفتن خطا است ہا جائے انصاف ہے کہ خود تو اپنے بیچارہ فاروق کی کیا گت بنائی کہ کہ کبھی فارق کبھی فاروق کبھی بالفاروق بنایا اور آلنا الزام واتہام مولف رسالۂ اطہر کیطرف لگایا حالانکہ مولف نے تو فاروق کو موصوف بلفظ اکبر کیا ہے نہیں معلوم آپ نے دشنام کس لفظ سے سمجھ لیا یحسبون کل صیحۃ علیہم ہم العدو اس کذب صریح وبہتان فضیح کا کیا جواب ہے اور ایسی دیوانگی کا کیا علاج ہے خیریت ہوئی کہ مولف رسالہ اطہر نے اپنے رسالہ کے نام کی حرمت کیا والا جو آپکے دلمین ہی یعنے احرف اگر اُسیکو کہتا تو شاید آپ کچھ نہ بولتے سچ ہی کہ جو جس لائق ہوتا ہے اُسیکو چاہتا ہے سادتا بقول شاعر ؎ ہر دم از ردگی بغیر سبب راچہ علاج ہا مخاطب کی ناحق خفگی وغضب کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی بلکہ یہ عین خوش ہونیکی بات ہے کہ آپکے فاروق ہملوگ کی استعمال مین آئے افسوس ہے کہ مخاطب لفظ فاروق سے جو لقب ہے یا صفت اس درجہ ناراض ہوئے کہ مولف پر اعتراض کرنا شروع کیا نہ معلوم

اپنے رشید المتکلمین کو کیا کہینگے کہ انہوں نے لفظ عمر سے عار کو
ملحق کیا اور شوکت عمری کتاب کا نام رکھا سابعا قولہ اسلاف
الخ بیشک اسلاف طاہرین و ابائے طیبین ہمارے بہ نسبت
مقصودین مخاطب کے لعن وطعن فرماتے تھے بلکہ خالق آن
اسلاف طیبین کا قرآن مبین مین لعنت فرماتا ہے الا لعنۃ اللہ
علی الظالمین لعنۃ اللہ علی الکاذبین موجود ہے اور اسلاف
طیبین سے فرقہ حقہ ناجیہ شیعہ اثنا عشریہ کے اول جناب
افضل المرسلین ہین جو ہر ذرہ احد فراریون پہ لعنت فرماتے
تھے جیسا کہ سابقا گذرا فتح القدیر سے کہ جناب رسالتماب نے
فراریونکو دشنام دیا تہا دوسرے اسلاف طیبین شیعہ کے
بنص رسول خدا جناب امیر ہین کہ آنحضرت بہی مستحقین لعن پہ
لعن فرماتے جیسا کہ شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین دوم
آنکہ جناب مرتضوی و سائر ائمہ اطہار در حق نواصب اشقیا
بملاحظہ شرارت و بدذاتی و خباثت و بدطینتی آنہا و نظر بغلبہ
ظاہری انہا کردہ کلمات لعن آمیز در ضمن اوصاف عامہ
مثل غصب و ظلم و بغض اہلبیت و تغیر سنت رسول و احداث
بدعات و اختراع احکام مخالفہ شریعت و امثال این صفات
میفرمودند الخ پس جناب امیر و سائر ائمہ اطہار جو ہم لوگ کے
اسلاف سے تھے جو امر فرماگئے اور جنپر لعن کہہ گئے بتاسی اون
حضرات کے ہم لوگ بہی بجالاتے ہین اب اسکے بعد مخاطب کو
اختیار ہی کہ اپنے شعر دشنام بمذہبیکہ طاعت باشد مذہب معلوم

۹ شوکت کی معنے الٹ گئی ہین ۱۲

۱۰ تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ دہلی

ہ اہل مذہب معلوم پڑھے یا پڑھے اور کلمات بیہودہ کا اپنی معاذ اللہ
یہان استعمال کرے یا نکرے وما علینا الا البلاغ قلک سبعة
سیارة من اول المخاطب الیٰ اخرہٖ قولہ فرمایا رسول خدا نے
اقول اولاً مخاطب کو تنبیہ رسالۂ اطہر بفاروق اکبر سے سب وشتم
بہ نسبت صحابہ یا ثلثہ کے ثابت کرنا لازم تہا بعد اسکے حدیث کا لانا
والا بے آب موزہ کشیدن و بے ضرب نالیدن فعل مجانین است ثانیاً
روایت بغیر سند ونشان کتاب عموماً ومقام استدلال مین روبرو
اپنے خصم کے خصوصاً کب مستند ہے دعوی بے دلیل قبول عقول
نہین ثالثاً ثلثہ کا بخصوصہ عموم اصحابی مین داخل ہونا ممنوع
ہی خصوصاً درصورتیکہ بعض اصحاب کا مرتد ہونا بہی حدیث
حوض سے متیقن ہے جیسا کہ بتفصیل تمام عنقریب مذکور ہوگا۔
رابعاً اس حدیث مقبول مخاطب سے بہی عموماً جواز لعن ظاہر
ہی ہرگاہ صحابہ کے سب ولعن پر لعن جائز بلکہ واجب ہوا
لان اصل الامر للوجوب تو موذیان رسول وظالمان وصی
رسول مقبول وغاصبان حقوق جناب سیدہ بتول پر بدرجہ
اولے جائز بلکہ واجب بلکہ فرض حتمی ہوگا بسبب اجتماع عشرت
صحابیت وفضل اہلبیت عترت ہونیکے خامساً جائز ہے کہ
مراد حدیث مذکور مین بشرط صحت اہلبیت ہون جیسا کہ حدیث
نجوم مین آپکے ملک العلما شہاب الدین دولت آبادی نے
لکھا ہے قرینہ اسپر یہ ہے کہ عہد رسالتمآب مین کوئی بطور عادت
کسیکو لعنت نہین کرتا تھا اور بعد آنحضرت کے اول بادی اسکے

معاویہ ہوئے کہ اُسنے جناب امیرؑ و حسنینؑ پر سر منبر لعنت کرنا
شروع کیا اور باتفاق مورخین بطور تواتر ثابت ہے کہ یہ سنت
سیئہ زمانہ بنی امیہ مین تا عہد عمر بن عبد العزیز جاری رہی
پس مورد العنوا کے آپکے معاویہؓ ہوے بلکہ آنکے ارباب بہی کہ
جنھون نے اپنے کیئے کو منبر چڑھایا اور اسکے اذناب بہی یہان تک
مخاطب والا خطاب بہی شاد سا حضرت عمر نے سعد ایسے صحابی جلیل
القدر کو فرمایا اقتلوا سعدا قتل اللہ سعدا فانہ صاحب فتنۃ
کما فی النہایہ اور بہی اُسی نہایہ مین ہی کہ ام المومنین عایشہ نے
حضرت عثمان کو کہا اقتلوا نعثلا قتل اللہ نعثلا اور قاموس مین ہے
کہ قتل بمعنی لعن کے ہے وقاتلہم اللہ اے لعنہم اللہ اب فرمائیے
کہ یہ لعنت قائل کیطرف گئی یا مقول کیطرف یا آپکی طرف اور اگر فرمائیے
کہ یہ لعنت تو پوشیدہ اور در پردہ ہی تو ہم کہینگے کہ گو پردہ صاحب
قاموس نے فاش کر دیا ہے مگر بعد اسکے ہم کہلی کہلی لعنت کا بہی
نشان دیتے ہین فانتظرہ سالبعا دشنام وسب وشتم عموماً فرقہ حقہ
کے نزدیک ممنوع ہے حتی کہ یہ نسبت کفار یہود و نصاری و ہنود
بہی جائز نہین ہے اسکی نسبت کرنا شیعو نکی طرف افترای محض
و اتہام بحت ہے ہان لعن یعنے بد دعاے دوری از رحمت خدا
جو سنت رسول ہی اور آپ بلفظ تبرا بہی اُسکو استعمال کرتے ہین
مطابق حکم خدا کہ یلعنہم اللاعنون ولعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین
ولعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ہے و مطابق طریقہ مرضیہ رسول و ائمہ
اطہار مستحقین پر کرتے ہین اور غاصبین و ظالمین و کاذبین و

منافقین کو بیشک ملعون جانتے ہین اب آپکو اختیار ہی کہ لعنت
کرنیکو سب وشتم کیئے یا گالی و دشنام مگر دونون مین آسمان و
زمین کا فرق ہی ع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ اور
جواز اسکا آپ ہی کی حدیث مقبول اور شاہ صاحب کے قول
منقول سے ثابت ہی اور اُن لعنتون کو آپ اگر نہ قبول فرمائین
تو جیز مقتضاے سرکشی و عناد بھی یہی ہے آب مین خاص آپکے
اسلاف اجلاف معدن اختلاف کی لعنت کو آپ کے روبرو
پیش کرتا ہون چاہیئے قبول فرمائیے یا قائل کیطرف رد کیجیئے
گو سابقا ام الصبیان آپکے حمیرا کا آپکے سوتیلی ماں حبیبہ پر
لعن کرنا مذکور ہو چکا ہے مگر یہان کی لعنت آپکے لیئے حلوائے
بے دود ہے اور اُسمین راہ چارہ ہر طرح مسدود شاہ ولی اللہ
پدر مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی ازالۃ الخفا اور رسالہ
انصاف مین فرماتے ہین قال ابن عمرؓ لا تسال عما لم یکن
فانی سمعت عمر ابن الخطاب یلعن سال عما لم یکن الخ کما
ابن عمر نے کہ مت پوچھو اُن چیزون سے جو نہو کیونکہ مینے سنا ہی
عمر بن خطاب کو کہ لعنت کرتے تھے اُس شخص کو جس نے پوچھا
اُس چیز سے کہ جو نہ تھی انتہی سبحان اللہ کیا مذہب تھا حضرت
خلیفہ کا کہ اگر کوئی اُنکے مریدان خاص و معتقدان با اخلاص سے
کوئی مسئلہ غیر واقعہ زمانہ رسول اللہ سے دریافت کرتا تھا تو
جواب مین لعنت عنایت ہوتا تھا کیون حضرت مخاطب یہہ
لعنت اُنکا مذہب تھا یا خلاف مذہب اُنکے تھا اگر اول تھا تو

ازالۃ الخفا مقصد دوم صـ ۱۲۸

رسالہ انصاف صـ

شاعر نے شاید اصحابِ ثلثہ کے حق مین کہا ہے سے دشنام بمذہبیکہ طاعت باشد ہ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم ہ اور اگر خلاف مذہب آنکے لعنت ہو تو آپ جانیئے اور اگر اسپر بھی آپ مدعی ہون کہ شیعہ ثلثہ کو دشنام دیتے ہین تو بتقدیر تسلیم فتح القدیر کی روایت مذکورہ پیش نظر رکھنا چاہیئے قیل انہ علیہ السلام سب الذین انھزموا الیوم احد وفیھم عثمان انتہی یعنی کہا گیا ہی کہ رسول خدا نے دشنام دیا تھا اُن نامردونکو جو بروز احد بھاگے تھے جسمین عثمانؓ بھی تھے بلکہ اُن بھاگنے والون مین آپکے ثلثہ شریک تھے کما مر پس اگر شیعہ بمتابعت رسول اون لوگونکو جنکا شیوہ گالی سننا ہے دشنام دیتے ہین تو درحقیقت امتثال ولکم فی رسول حسنہ کا انصرام کرتے ہین اور وہ لوگ مصداق شعر مذکور کسیطور سے نہین ہو سکتے والا کفر آپکا اور شاعر کا لازم آتا ہے والعاقل یکفیہ الاشارۃ قولہ جن لوگونکے زور تلوار الخ اقول لاریب کہ بعض اصحاب متصف بصفات مذکورہ تھے جنکے سردار کرار غیر فرار تھے مگر آپکے ثلثہ تو ہرگز اسمین شامل نہین ہو سکتے خود رسول مختار جنکو فرار کہین انکے زور تلوار سے کیا شدنی ہے چہ خفتہ چہ بیدار روز احد و خیبر و حنین کا حال سابقاً مذکور ہوا کہ خلیفہ دوم کہتے تھے کہ ہم پہاڑ پہ پہاڑی بکری کیطرح اُچکتے تھے ولا نطیل الکلام باعادتہ فی ھذا المقام کیون مخاطب صاحب کیا ایسے بکریون سے اور انہین بھگوڑون کی روز تلوار سے اسلام کانام

بلند ہوا اور کیا انہین ہیر .ون نے ارکان دین کوارجمند کیا
اور ایسے ہی نامرد ونسے چار دیواری ایمان کی قائم ہوئی اور
کیا ایسے ہی منافقین کی ذات سے بناے کلمہ طیبہ کی دائم ہوئی
حاشا وکلا ہرگز نہین بلکہ انہون نے اسلام کو بدنام کیا اور
ایمان کی چار دیواری کا انہدام کر دیا چنانچہ آپکے امام
فخرالدین رازی نے بہی اسکی تصریح کی ہے واعلم ان ھذا
الذنب لاشك انه کبیرۃ لانھم خالفوا صریح نص
الرسول الخ یعنے یہ گناہ انکا گناہ کبیر تہا اسلئے کہ بیشک انہون نے
مخالفت صریح نص رسول کی کی اور یہ باعث انہزام لشکر
اسلام ہوا اور قتل اکابر صحابہ کے جمع عظیم کا باعث ہوا اور
معلوم ہے کہ یہ کل امر باب کبائر مین داخل ہے اور ظاہر
قول تعالے ومن یولھم یومئذ دبرہ الآیہ بہی دلالت کرتا ہے
اسکے گناہ کبیرہ ہونے پر اور مشکوۃ مین علامات نفاق سے
لکہا ہے والتولی یوم الزحف یعنے بہاگنا روز زحف کا علامات
نفاق سے ہے پس اب التماس ہی کہ بعد ملاحظہ ان آیات اور
روایات سابقہ ولاحقہ کے مخاطب بلکہ ہر سنی درباب خلفاے
ثلثہ غور و فکر کرے کہ یہ اصحاب مخصوصین کس القاب کے
مستحق ہین ناحق ان صفات کو بہی شل خلافت کیون حیدر
کرار غیر فرار من یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ سے
غصب کرتے ہین اصل قائم کرنے والے دین کے اور رمرج
شرع متین کے جناب مرتضوی نفس جناب مصطفوی ہین

نہ یہ جو ہر معرکہ سے دم دبا کر بھاگتے تھے قولہ چنانچہ فرمایا رسول
خدا نے اقول اولاً بغیر ذکر سند کب مستند ہے ثانیاً یہ حدیث
اہلسنت کی ہی اور حضرت مخاطب کے والد ماجد کا تحفہ مسروقہ
مین اور اُنکے جد امجد کا ازالۃ الخفا مین بہی دستور ہی کہ اپنے
احادیث سے بمقابل شیعہ استدلال کرتے ہین اور یہ نہین سمجھتے
کہ اُنکا خصم اُنکی رواۃ کے قول اور ربول کو ھباً جانتا ہے ثالثاً
اگرچہ یہ عام طریقہ اہلسنت ہی خلفاً عن سلف کہ اپنی روایات
موضوعہ سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرتے ہین مگر یہ دونو باپ
بیٹے یعنی شاہ عبد العزیز و شاہ ولی اللہ کچھ سب سے زیادہ چالاک
ہین چنانچہ یہی حدیث باوصفیکہ بتصریح امام ترمذی غریب ہی
جیساکہ براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ مین ہی و در حدیث کہ
رجال او ثقات اند اگرچہ ترمذی گفتہ کہ غریب است اللہ اللہ
فی اصحابی الخ اسپر بہی شاہ صاحب اس حدیث ضعیف سے
روبروے اہلحق استدلال کرتے ہین ماجراے عجیب و واقعہ غریب
ہے کہ نہ اہلحق کے یہان کی حدیث ہے نہ خود اہلسنت کے یہان
علل ضعف و غرابت وغیرہ سے بری ہی فتامل رابعاً بالفرض صحت
اصحاب سے مراد اصحاب اخیار ہین مثل سلمان و ابو ذر و عمار
جنکو ثلثہ نے و بالخصوص ثالثہم نے ذلیل و خوار کیا نہ اصحاب
اشرار فساق و فجار و مرتدین و کفار کیونکہ ببدیہۃ عقل و نقل
مرتدین و منافقین صحابہ اس حکم سے خارج ہین پس اپنے ثلثہ
اور اُنکے احزاب کو زمرۂ منافقین و مرتدین سے پہلے خارج

ص ۵۲ ورق ترجمہ صواعق محرقہ

کر لیجیئے تب ہوس استدلال باین حدیث کیجیئے و دونہ خرط القتاد خامسا جائز ہے کہ حال اس حدیث کا بھی مثل حدیث سابق کے ہو کہ مراد اصحاب سے اصحاب العصمت ہون یعنے اہلبیت بقرینہ من بعدی اسلیئے کہ بعد آنحضرت کے انھین سے لوگون نے بغض و عداوت کامنہ اور ضغاین بدریہ و حنینیہ ظاہر کیئے یہان تک کہ اُنکے گھر جلانے کے لیئے آگ اور لکڑیان جمع کین اور سالہا سال اُنکو بر سر منابر برا کہا اور قرینہ دیگر اسپر یہ ہے کہ احادیث دیگر مین تصریح باہلبیت وارد ہوئی ہے والاحادیث تفسیر بعضہا بعضاً جیسا کہ مودۃ القربی مین سید علی ہمدانی کے ہے قال رسول اللہ احبوا اللہ لما ارفدکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہلبیتی لحبی یعنے فرمایا رسول خدا نے دوست رکھو خدا کو بسبب اُسکی نعمتونکے اور مجھکو دوست رکھو بوجہ محبت خدا کے اور میرے اہلبیت کو دوست رکھو بسبب میری محبت کے اور یہ حدیث تو خود مشہور اور متواتر بین الفریقین ہے کہ لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق وعن الجابر کنا نعرف المنافقین ببغض علی ابن ابیطالب ومن احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی کما ہو المشہور بالجملہ جب اصحاب سے اصحاب عصمت و طہارت مراد لیئے جائین کما حققہ المحقق المدقق فی رمی الجمرات بالادلہ العقلیہ والنقلیہ والاحادیث والایات فتلک الاحادیث لنا لا علینا سادساً اس حدیث کو بعد تسلیم اگر بنظر غور ملاحظہ

کیجیے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین محبت
اور عداوت صحابہ دونونکا حکم دیا ہی کہ فرمایا من احبھم فبحبی
احبھم یعنے جو اُنکو دوست رکھے بسبب میری محبت کرنے کے
اور دوست رکھینگے اُنکو دوست رکھے ومن ابغضھم فببغضی
ابغضھم یعنے اور جو اُنسے بغض رکھے پس بسبب میرے بغض رکھنے
کے اور دشمن جانینگے اون لوگونکو دشمن جانتے پس معلوم ہوا
کہ محبت رکھنا چاہیئے محبوب رسول کے ساتھ اور بغض رکھنا
چاہیئے مبغوض رسول کے ساتھ یعنے جیسا بعض اصحاب کے ساتھ
بسبب محبت رسول خدا کے محبت رکھنا چاہیئے ویسا ہی بعض کے
ساتھ بوجہ اسکے کہ وہ دشمن رسول ہین بغض رکھنا ضروری ہی
اسیلئے حضرت نے اسباب محبت وعداوت با اصحاب دونونکو بتایا
تا امت ہر امر مین ماجور ومثاب ہوا زینجا است کہ چونکہ مودۃ
ومحبت عترت بہر طور واجب وفرض ہی مثل صلوۃ وصوم کے
بلکہ زیادہ ازان آپکے سبب کو بہی ظاہر فرمایا کہ بسبب میری محبت
کے محبت کرو اور بغض وعداوت اہلبیت کیسیطور سے جائز نہین
ہو لہذا اُسکو یہان بالکل متروک فرمایا اور دوسری احادیث
مین اُسکو کفر وعلامات نفاق ونشانیہاے حرامزادگی سے قرار
دیا ہی پس اس حدیث کا یہان نقل کرنا خود آپ اپنے خلاف کی
مدد کرنا ہی فتنہ گر سابعا مخاطب کی تحریف کی اس ترجمہ مین داد
دینا چاہیئے اور انعام مین اس جعل سازی کے ویحرفون الکلم
عن مواضعہ کا خلعت دینا چاہیئے تا منابعد اللتی واللتیا

کل احادیث منقولہ دربارہ فضائل صحابہ خلیفہ ثانی و خلیفہ ثالث کی
روبرو پیش کرنا چاہیئے کیونکہ شاید اُنکو ان احادیث کی خبر نہ
تھی جو بیچارہ سعد اسعد ناصر رسول امجد پر حکم اقتلو اسعد ا
قتلہ اللہ صادر فرمایا اور بہ نسبت ابوذر غفاری و عمار یاسر و
ابن مسعود و ابی بن کعب و عبداللہ بن صامت و ابوہریرہ و
ابن عوف وغیرہ کے لا تتخذوھم عرضا کا لحاظ نہ کیا کسیکو کوڑے
مارے کسیکی پسلیاں توڑ ین کسیکو ایسا لکد کوب کیا کہ مرض فتق ہوا کسیکو
سب و شتم و دشنام دیا کسیکو شہر بدر کیا کسیکا قرآن جلایا کسیکو
منافق کہا کسیکا مردہ بھی فیما بعد بیس اگر ہم لوگ بھی بتاسی خلیفہ دوم
وسوم کے بعض اصحاب کے ماربیٹ و جلا وطن کرانیکے بدلے مین
بعض اصحاب اہلسنت کو بغض خدا و رسول کچھ برا بھلا کہین تو کیا
سنت شیخین کی ادا نہو گی نہین نہین ضرور ضرور ہو گی گو تعین
شخصی مین فرق ہو مگر سنت سیئہ وہی ہی کما لا یخفی علی اولی النہی
تا اسما بقیہ تحریر کا جواب ہی اسی تقریر سے اولی الالباب پر واضح ہی
قولہ پر لکھتے ہین اقول خدا و رسول نے جنپر لعنت کی اور دشنام دیا
ہم لوگ بھی بخدا اُنکے سوا کسی دوسرے کو نہ لعنت کرتے ہین نہ دشنام
دیتے ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتھوا و
لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لیکن شیعو نکا مقلد عبداللہ
ابن سبا ہونا جیسا کہ مخاطب نے دعوی کیا ہے عنقریب بطلان
اُسکا اور سنیو نکا مقلد ابن سبا ہونا بتفصیل تمام ما بعد اسکے
مذکور ہوگا فانتظر انک من المنتظرین حتی یاتیک الیقین

قولہ افترا پردازی اقول پہلا راگ ختم ہوا اب بہاگ شروع ہی
کہان سے کہان خیال پٹے مارتا ہے ابہی تو ہائے ہائے لعن وطعن
پر تہی اب استغاثہ وفریاد افترا پردازی پر آئے اپنی مغز پونکے جنکے اُستاد
شاہ جی اور اُنکے ہمزاد شاگرد رشید اور خیمہ دوز بلید ہین کس مجلس مین
بند کیا ہی جو بنا بر المرء یقیس علی نفسہ دوسرے کو بہی مفتری کہتے ہین
ذرا برائے خدا اُس افترا کو بیان فرمایئے کہ کیا ہی بفرض تسلیم کیا ایک
مسئلہ کا جواب لکہا اور دوسرے کا جواب نہ لکہنا افترا ہی کس احمق
نے اسکو افترا کہا ہے قولہ دو اعتراض مخدوش اقول یہ قول کئی
وجہون سے مثل اُسکے قایل کے مردود اور قایل کی افترا پردازی
کی سند موجود ہی اولا یہ کہ یہ قول بالکلیہ غلط و کذب بحت ہی ایسلئے
کہ کوئی اعتراض وارد ہی نہین کیا گیا دو سوال البتہ تہی ایک
دربارہ امام زمان دوسرا حسب تحریر بے نظیر مخاطب محض ذکر
حدیث اصحابی کما سبق مفصلاً اور سوال کو اعتراض کہنا دلیل حماقت
ہی ثانیاً مخدوش کہنا مخدوش ہی جیسا کہ مخاطب کے دلپر منقوش ہے
ثالثاً اگر نسبت ایراد عموم فرقہ حقہ کیطرف کیجائے تو افترا ہی اور
اگر خصوص مؤلف رسالہ اطہر کیطرف ہو تو کذب بحت ہی جیسا کہ خود
منکر نے اسی رسالہ منکر مین بیان کیا ہی (اسواسطے کہ سائل جیسا ہی
معلوم ہوا اید بزرگوار آگے تہے الخ) ہر چند یہ نسبت بہی دروغ محض ہے
بقول محقق دروغ گورا حافظہ نباشد بہر کیف وارد کنندہ اسکو مطلقا
بیان نہ کیا کہ کون تہا فعل و مفعول موجود فاعل غائب اگر مضمر ہے
تو اضمار قبل الذکر کی علت غائب کے لیئے مثل سرسام و برسام

در سرو در بر ہی لیس یہ گاہ نسبت وارد کرنے والے کی مثل والد مخاطب
یا فاعل والد خطاب کے مجہول رہی تو بقول مخاطب خود خطائے ثالث ثلثہ
مین گرفتار ہوا اور الزام اول وخطای ثانی کا زیر بار ہوا قولہ
جواب اعتراض دوم کے بارے اقول الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین
اولا یہ دروغ اسوجہ سے قابل اعتبار نہین ہی کہ جسطرح جواب
سوال اول کا رد کیا گیا اگر سوال ثانی کے جواب کا وجود ہوتا تو
اسکے ابطال وتردید مین بہی کد کی جاتی ثانیا جواب وسوال دستخطی
مجیب مریب راقم الحروف کے پاس موجود ہے جو چاہے آکر دیکھ
لے کہ تسکین خاطر ہو جائے ثالثا خود مخاطب کی تقریر پر تزویر
سے تکذیب اسکی ظاہر ہے کہ جب بقول مخاطب در جواب اعتراض
اول کے ابطال مین عادت جبلی وشرارت ذاتی کو اپنے دخل دیا اگر
تو دوم کے ساتھ شرارت بغرض اطفائے حرارت حطفہ شیطانی
کرنیکو بقول مخاطب کون مانع تہا کہ اسکو بہی شرارہ جہنم دکھاتا و
نرسل علیہم شواظ من نار کا مزہ چکھاتا رابعا بغرض تسلیم بقول
مخاطب جب جواب باصواب پا گیا جواب اعتراض دوم کے بارے
سے ہاتھ اٹھا سکا الخ تو اسمین افترا پردازی کیا ہی یہ تو عین طریق
صواب ہے کہ جواب صحیح کو تسلیم کرے پس اگر بزعم فاسد آپکے وہ جواب
باصواب تہا تو سکوت اسپر عین طریق صواب تہا نہ افترا پردازی
جیسا کہ آپنے کہا اور حقیقت بے حقیقتی اور ناصوابی اس جواب
ناصواب کی بالفعل اسکے بخوبی واضح ولائح ہو گی فانتظروا حتی حین
انی معکم من المنتظرین الی یوم الوقت المعلوم قولہ جواب اعتراض اول

الخ اقول بیشک احقاق الحق والطال الباطل شیعیان حیدر کرار غیر
فرار موالیان علی مع الحق حیثما دار کی عادت جبلی و سیرت اصلی ہی جیساکہ
آپنے اقرار کیا اور بر عکس اسکے خباثت نفسانی و طبیعت شیطانی موالیان
ثانی لاثانی متابعان یمنی وعدوی اموی و مروانی مولیان ادبار پیروان
منافقان و کفار کی ہی جیساکہ آپنے اظہار کیا لہذا بمتابعت حکم محکم حدیث
رسول مکرم صلعم اذا ظہر البدعۃ فلیظہر العالم علمہ علمائے الحق مہما امکن
حمایت دین و حفاظت شرع مبین و نصرت مومنین و مسلمین و سیاست
فاسقین و منافقین بازالہ بدعات مخالفین و زلالات معاندین جو
بقیۃ السیف قاسطین و مارقین و ناکثین ہین کرتے ہین اور جب کوئی
اہل باطل سے کسی سیرت سفیانی یا طریقۂ مروانی یا بدعت اول و ثانی یا
خرافت عثمانی کو قائم کرنا چاہتا ہی تو اہل حق بایات قرآنی و احادیث رسول
یزدانی و حجج بالغہ ربانی و دلایل برہانی بہ سیرت وصی عمرانی ذو الفقار
صاعقہ کردار کی شرر افشانی دکھلاتے ہین اور اہل بدعت و ضلالت
کو ملوماً مدحوراً اور انکے اباطیل و اکاذیب کو کرباد اشتدت بہ الریح
فجعلہ ہباءً منثوراً کر دیتے ہین از ینجاست کہ جب جواب اعتراض
اول سراسر ناحق و باطل و مجیب سراپا ناحق و جاہل نظر آیا ابطال
اسکا بدلائل و براہین کتب معتمدہ مخالفین سے باحسن وجوہ کیا گیا اور
جواب اعتراض دوم بقولہ جوابکار افکار سے مجیب کے تہا اور اب پس از
دوازدہ سالگی بذریعہ ملازادہ مخاطب سادہ اسکا جلوہ نظر
نظارگیان پاک بازمین بصد ناز و انداز دکھائی دیا او رشل متبرجات
علے الجمال والبغال کے مواقع نزال مین آیا انشاء اللہ انظار فحول سے

پردہ دری اُسکی بجملہ باکاری بررویکار آویگی باراول چونکہ یہ معشوقہ ممشوقہ پردہ خفا مین تہی دست بردشیران وغا سے محفوظ رہی اب کہ بذریعہ عنایات مخاطب معاتب کہ بوجہ احتوای جوابین موصوف بصفت جمع بین الاختین ہین بکمال زیب زین ہم تک اسکی رسائی ہوئی بعد از تمتع کامل بمصداق عطائے تو بلقائے تو یہ باکرہ ثیبہ ہوکر خدمت مخاطب مین آتی ہی اور رسالہ منکرہ بہی چونکہ حقوق تربیت مخاطب کا حامل اور بوجہ اکراہ اکرہ علے البغا کا مصداق کامل ہے اور حقیقت مین معین الباطل وقرین الجاہل ہی مثل شیطان کہ بئیس القرین ہی ایک ہی لاحول مین مدفوع ومردود ہوگا وھل ھذا الا تائید من اللہ الودود فالحمد للہ المعبود والصلوۃ علے النبی المحمود المسعود والہ الذین ہم شفعاء یوم الورود قولہ تقلید ابن سبا اقول جواب ان ہفوات کا بتفصیل مخاطب کے تفصیل پر تضلیل کے ساتھ مذکور ہوگا فانتظرہ قولہ جب ہوئی متعسف تسمیہ رسالہ ابتر الخ اقول یہ تسمیہ آپکے واسطے سم افعی ہوگیا کہ رہ رہکر لہر دیتا ہی اور مخاطب مثل مار پیچان کے بل کہاتا ہی اور مثل مرغ مذبوح کی پہڑکتا ہی اور ٹہر ٹہر کر تڑپتا ہی اور سنگ و دیوار پر مثل دیوانہ مجنون کے سر ٹپکتا ہی اب معلوم ہوا کہ حضرت کو اس بات کا غصہ ہے کہ فاروق کیون نام ہوا ابر کے خدا غور فرمائیے کیا بے ادبی ہوئی کیا تقصیر کیا خطا کسنے نیش لگایا کسنے ڈنک مارا لفظ فاروق سے تو آپ اسقدر ناراض ہوے اگر حضرت فاروق سابق یا حال کو دیکھتے تو آپکا کیا حال ہوتا حیرت ہوئی کہ آپنے دیکہا نہین خیر ہوش مین آئیے فصد کہلوائیے لوگونکو کچہ

اور شبہ ہوتا ہی قولہ شیطان الطاق الخ اقول ہرگاہ شیطان علی
الاطلاق مشہور رفے الافاق نے جو اپنی شیطنت مین طاق اور شیطان
اُسکی شیطنت کا مفتاق تہا اور سامنے اُسکے آنا اُسکو از حد شاق تہا
کہ الشیطان یفر من ظل عمرؓ اسکا مبین ہی جب اُسنے اس لقب کو اپنے لیے
بلا استحقاق بغصب یا باستراق بغایت اشتیاق کسب کیا تو کون ایسا
متنفس ہوگا جسنے اسے نہ سنا ہوگا اور کسکے خیال و وہم مین نہ آیا ہوگا
کہ وہ تو یوسوس فی صدور الجنۃ والناس کا پورا مصداق تہا والتفصیل
لہ فیما بعد باق والی ربک یومئذ المساق قولہ الضرب
المنکر علی فرق الاظہر اقول بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ
ومنہاج علی ولی اللہ فزت برب الکعبۃ کلام مجید مین بہی
آیا ہی ان انکر الاصوات لصوت الحمیر اگر الضرب المنکر کی جگہ
الصوت المنکر کہتا تو صنعت اقتباس بہی ہوجاتی بنوع من التجنیس
ورنہ یہ تسمیہ کا تسمیہ کئی وجہو نسے مردود و اسم با مسمی منکر وغیر محمود
ہی اولا باقتضاے مقابلہ مخاطب اپنی رسالہ منکر کا نام الضرب المنکر علی فرق
الفاروق الاکبر قرار دینا لازم تہا ہرچند اب بہی مال وہی ہی کہ یہ ضرب
اُسی پر ہی والکنایۃ ابلغ من التصریح ثانیا الضرب بمعنی زدن
متعدی بنفسہ ہی نہ بلفظ علی کما فی القاموس ثالثا جب ضرب موصوف
بکلمہ منکر بفتح کاف ہو تو اُسکے صادر کنندہ پر بہیئت اطلاق منکر بکسر
کاف لازم ہوگا وہو المقصود اور اسیوجہ سے مخاطب اب مخاطب بلفظ
منکر ہونگے اور اب جہان منکر کا اطلاق ہوگا وہان یہی حضرت
مقصود ہونگے رابعا قولہ راس الاظہر کلمۂ اظہر نہین ہی کیونکہ نام صاحب

ورق الاظہر مسری فرق

رسالہ اظہر کا علی ہے نہ اظہر جو مضاف الیہ راس کا ہو سکے پس مقصود خاطب حاصل نہوا اور روا رخالی گیا اور بشرط تسلیم وقوع ہمکو بسبب مشارکت اسمی تاسی ہوگی بوصی نبی امی الذی قال فیہ الرسول لحمک لحمی ودمک دمی کی اور آپکو تاسی واقتدا ساتھ آپکے امام مجتہد مسلم الاجتہاد ابن ملجم مرادی نامراد کے جسکو آپکے امام ہمام ابن حزم محلے مین یون یاد فرماتے ہین اور اُسکے اجتہاد کو یون بلا خلاف امت ثابت کرتے ہین وھذہ عبارتہ فی المحلی ولا خلاف بین احد من الامۃ فی ان عبد الرحمن بن ملجم لم یقتل علیا رضی اللہ عنہ الا متاولا مجتھدا مقدرا علی انہ صواب وفی ھذا یقول عمران بن حطان شاعر الصفریۃ ٭ یا ضربۃ من تقی ما اراد بھا الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا ٭ انی لاذکرہ حینا فاحسبہ ٭ اوفی البریۃ عند اللہ میزانا الی اخرھا ھفاہ دفی السعیر القاہ علیٰ قفاہ یعنے کہا ابن حزم نے کہ درمیان امت کے اس امر مین مطلقاً اختلاف نہین ہے کہ ابن ملجم نے جو جناب امیر کو قتل کیا تو وہ مجتہد تہا اس مادہ مین اور متاول تہا اور وہ بقوۃ اجتہادیہ اپنی سے صواب ہونیکو جانتا تہا اسی مادہ مین ہے شعر عمران بن حطان کا کہ کہا اُسنے کیا ضربت تہی اُس تقی برگزیدہ ونیکوکار کی کہ جسنے ارادہ کیا کہ اس ضربت سے رحمت ورضوان حاصل کرے جب ہم اُسکو یاد کرتے ہین تو گمان ہوتا ہے کہ تمام خلائق کی نیکی وخوبیان اسنے اپنے میزان عمل مین بھر لیا انتہی خدا لعنت کرے اس قایل ومقتدا پر

پس مخاطب کو اقتدا و ناسی ہوگی النبی امام مجتہد بسم الا بتہاد من الامۃ
تقی و نیکو کار کی جسنے بقول عمران تمامی اعمال حسنہ کو حبط کیا اور ہمکو
اسی مظلوم امام شہید جدا علی اپنی جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ساتھ
اقتدا ہوگی اور بجائے عمران برادر بجان برابر منکہ مرادف عبدالرحمن
انکے ثناخوان ہونگے وسیعلم الذین ظلموا اے منقلب ینقلبون اور
واضح رہے کہ یہ ابن حزم مذہب سنی کا بڑا عالم کامل و فاضل جلیل القدر
ہی چنانچہ لسان المیزان ابن حجر عسقلانی اور سیر النبلاء علامہ ذہبی
امام المحدثین بقول شاہ صاحب سے ظاہر ہی اور ابن تیمیہ اکثر اسکے
اقوال سے بمقابلہ اہلحق استدلال کرتا ہے اور یہہ عمران بن حطان
مداح ابن ملجم وہ شخص ہی کہ جس سے صحیح بخاری و سنن ابوداؤد و صحیح
نسائی مین اُس سے روایت نقل کیا ہی چنانچہ شاہ عبدالحق دہلوی
اسماء الرجال مشکوۃ مین لکھتے ہین عمران بن حطان قال العجلی تابعی
بصری ثقۃ قال ابوداؤد لیس فی اہل الاہواء اصح حدیثا من الخوارج
وکان خارجیا مدح ابن ملجم یروی عن عمر و ابی موسی و ابی ذر و
جمع وعنہ قتادہ و محارب بن وثار وغیرہ و یروی لہ البخاری و ابو
داؤد والنسائی انتہی یعنی عمران بن حطان ثقہ تہا کہا ابوداؤد نے
کہ بدعت والونمین خارجیون سے زیادہ کوئی سچا نہین ہی اور اس
عمران نے مدح مین ابن ملجم کے اشعار کہے ہین اور روایت کیا اس سے
بخاری اور ابوداؤد اور نسائی نے قاتل خامسا بنابر اسکے کہ عربی
مین اکثر مصدر مضاف مستعمل ہوتا ہی طرف فاعل یا مفعول کے تو
الضرب کے الف لام کو بہی غلط کہنا چاہیئے سادسا جب ضرب متعدی

ص ۱۲۳ ورق
اسماء الرجال
مشکوۃ

بعلی ہو جیسے ضرب علی یدیہ تو معنی امسک کا فائدہ دیتا ہی اور یہ مقصود
منکر کے بالکلیہ خلاف ہی سابعاً ضرب سادات آپکے مذہب مین بہی
موجب غضب خدا و سرور کائنات ہی بلکہ اہانت و بغض سادات سے
باوصف ظہور بدعت کے بہی جائز نہین ہی جیسا کہ جواہر العقدین مین
ہی واحذر ان تمنی النفس فی بغضھم بما یری من بعضھم
من الابتداع ومجانبۃ الاتباع فھذا الایخرجھم من دایرۃ
الذریۃ ولا النسبۃ النبویۃ وقل کل یعمل علی شاکلتہ الخ یعنی
بچا اپنے نفس کو بغض سادات رفیع الدرجات سے اگرچہ انمین بدعت
بہی پائی جائے کہ بوجہ بدعت کے وہ ذریہ نبوی و نسبت مصطفوی
سے خارج نہین ہوتا ہر شخص اپنی نیت کے مطابق پہ عمل کرتا ہی
اور سابقا قول فاضل رشید دربارہ جناب سلطان العلما طاب
ثراہ منقول ہوا کہ باوصفیکہ علامہ موصوف شیعہ اثنا عشریہ سے
تھے اور نزدیک سنیونکے مبتدعہ وضالہ مین داخل تہے فاضل رشید نے
کیا کہا اول آنکہ جناب رسالہ ورسلک سلالہ سادات منتظم و مراعات
احترام شان برکافہ اہل اسلام مہتم الخ پس منکر بسبب ترک مراعات
امر متحتم برکافہ مسلم دایرہ اسلام سے خارج ہو کر اپنے اسلاف سابقین
قاتلین ذریات خیر المرسلین کیطرح زمرہ فوج یزیدی مین محسوب
ومحشور ہوگا اولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون اور
مولف انشاء اللہ اپنی سادات رفیع الدرجات مین ملحق ہوگا وحسن
اولئک رفیقا ثامنا ہرگاہ معنی منکر بالفتح قبیح و زشت ہی کما سے فی
القاموس وغیرہ فالقبیح سنے نفسہ قبیح اور قبیح مردود و مطرود ہی جس سے

پروردگار عالم منع فرماتا ہی ینہا کم عن الفحشاء والمنکر پس جب
منکر نے اپنی ضرب کو خود ہی مردود کیا تو اہلحق کو بخشم مونث رد سے
بچالیا اور کوئی اہلحق اگر امادہ تردید ہوا تو اُسنے عمداً [illegible] کیا
تا شعا منکر نے خود اپنی ضرب کو سیئہ قرار دیا ہی و جزاء سیئۃ مثلہا
اور مولف کیطرف یہ اعتراض نہین رجوع کر سکتا اسلئے کہ وہ
اسکو سیئہ نہین قرار دیتا بلکہ ہدایت اہل غوایت کو حسنہ جانتا ہے
ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا ع انتہا قول شیخ
سعدی وغیرہ جو نقل کیا ہی وہ کل متاع بدیریش خداوندش ہم
اُسیکی طرف پھیرتے ہین فہذہ عشرۃ میسرۃ لمولف الرسالہ
المنکرۃ قولہ اگرچہ متکلم اقول الا تا بتر شیخ بما فیہ غیر مہذب
ہونا منکر کا باقرار اُسکے ثابت ہوا اور بقیاس صحیح الولد سر لابیہ
یہ عجیب فصیح دور تک امراض ساریہ کیطرح سرایت کرتا ہی جیساکہ
شیخ سعدی نے کہا ع عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ع گرچہ با آدمی
بزرگ شود قولہ طریقۂ حق کو الخ قولہ الحمد للہ کہ ہم لوگ
اہلحق متمسک بالثقلین بدلیل الحق مع علی وعلی مع الحق برسر
حق ہین فالحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی
لولا ان ہدانا اللہ قولہ اور ایذادہی اقول اگر آپکے اسلاف
معدن اختلاف باوجود حدیث متواتر متفق علیہ فاطمۃ بضعۃ منی
من اذاہا فقد اذانی ومن اذانی فقد کفر کو خیال کرکے ایذا
دہی سے اُس مظلومہ معصومہ کے باز آئے ہوتے تو ہملوگ کاہیکو
اُسکی یاد دہی کرتے اور موذی کافر کو لعنت کرتے قولہ مومنین

صالحین اقول اولاً ایمان بغیر تمسک بہ ثقلین غیر مسلم وثانیا
بتحقیق صاحب منتہی الکلام اطلاق مومن وایمان اہلسنت پر
جائز ہی نہیں ہے جیسا کہ منتہی الکلام میں ہے کہ جبر کا دحق تعالیٰ
از اطلاق لفظ مومن نہی فرماید غیر از حضرات متشیعین ہماں کس غائبانہ خواہ
کیست کہ او باین لقب ملقب تواند شد انتہی ملخصا پس منکر
شیعہ تو ہی نہیں اب ضرور نہیں کہ اطلاق مومن کے لیئے اپنے
کو جاہک لااستی میں داخل کر کے مومن یعنے جولاہہ نے مالشا ادعا
صلاح باین کرد از ناہنجار ہرگز قابل باور نہیں ہے ؎ مرمرا
باور نیاید این زروے اعتقاد؛ حق زہر اخوردن ودین ہمیہ
داشتن ہ پس کافر وفاسق پر اطلاق کفر وفسق بے تامل جائز
تا وقتیکہ ایمان لائے اور توبہ کرے ربنا اغفر للذین تابوا
واتبعوا سبیلک وقہم عذاب الجحیم واھدنا
الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین واجعل
المنحرفین عن اھلبیت رسولک المتوجھین
الی غیرھم مغلوبین مقھورین مقتولین ملعونین
فی الدنیا والاخرۃ وحقق رجائنا وتقبل دعائنا
بمحمد وعترتہ الطاھرین واجعل سعینا فی احقاق
الحق والطال الباطل سعیا مشکورا وصیر جوابنا
ھذا للمخالفین کما لقب بذی الفقار شاھرا
مشھورا انہ لقول فصل وما ھو بالھزل انھم

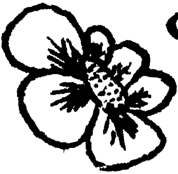
صد ۱۲/
منتہی الکلام

یکیدون کیدا واکید کیدا فمهل الکافرین و
امهلهم رویدا والحمد لک والصلوٰۃ علی نبیک
واهلبیت رسولک قریبا وبعیدا

تمت

الحصۃ الاولی من سیف اللہ الاکبر وستیلوها
الحصۃ الثانیۃ فیما یتعلق بحدیث اصحابی
ولقد اتی فیها المصنف العلام دام
ظله الی یوم القیام بشیٔ
عجاب یتحیر فیه اولو الالباب
فالحمد للہ

۵



مطابق ۲۶ جون



بتاریخ ۱۲ ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۱ ہجری

اشتہار

جلد ثانی ذو الفقار حیدر ۸ / جلد ثالث ذو الفقار حیدر جسکا
حجم ۳۰ جز ہے عہ / جلد رابع ذو الفقار حیدر جو خاص خلفای
ثلاثہ کی شان میں ہے کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم عمر
مطبع اثنا عشریہ لکھنؤ سے اور اس حقیر سے وقت طلب ملسکتی
ہے شائقین جلد طلب کریں ورنہ مثل ذو الفقار حیدر
جلد اول دوبارہ طبع کا انتظار کرنا پڑیگا بہت کم نسخے رہ گیے
ہیں تاجروں کیسے بذریعہ خط وکتابت کفایت کی جا سکتی ہے۔

مشتہر

سید محمد عسکری بازار بندی ضلع سارن